امیرملت
الحاج الحافظ
پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
محدث علی پوری
کے خصوصی ارشادات
ملفوظات امیرملت
حسب الحکم
جانشین امیرملت پردۂ آغوش ولایت واقف اسرار حقیقت
ابن العارف بانی فخرملت
عالی مرتبت الحاج الحافظ
عالمی مبلغ اسلام صاحبزادہ پیر سید مفتی
محمد افضل حسین شاہ
جماعتی مجددی نقشبندی
دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین علی پور سیداں
انجمن خدام الصوفیہ ڈسکہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستاں بتایا تجھے حمد ہے خدا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا کوئی تم سا کون آیا

وہ کنواری پاک مریم وہ نفخت فیہ کا دم
ہے عجب نشان اعظم مگر آمنہ کا جایا وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا تجھے یک نے یک بنایا

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تم کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اٹھو وقت بخشش آیا کرو قسمت عطایا

وَاِلٰی اِلٰہٖ فَارْغَبْ کرو عرض سب کے مطلب
کہ تمہیں کو تکتے ہیں سب کرو ان پر اپنا سایا بنو شافع خطایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا، نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضا ترے دل کا پتہ چلا بہ مشکل
در روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا یہ نہ پوچھ کیسا پایا

کبھی خندہ زیر لب ہے کبھی گریہ ساری شب ہے
کبھی غم کبھی طرب ہے نہ سبب سمجھ میں آیا نہ اسی نے کچھ بتایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سر چرخ زیر پا ہے
کبھی پیش در کھڑا ہے سر بندگی جھکایا تو قدم میں عرش پایا

کبھی وہ تپک کہ آتش کبھی وہ ٹپک کہ بارش
کبھی وہ ہجوم نالش کوئی جانے ابر چھایا بڑی جوششوں سے آیا

کبھی گم کبھی عیاں ہے کبھی سرد کہ تپاں ہے
کبھی زیر لب فغاں ہے کبھی چپ کہ دم نہ تھایا رخ کام جاں دکھایا

یہ تصورات باطل ترے آگے کیا ہیں مشکل
تری قدرتیں ہیں کامل انھیں راست کر خدایا میں انہیں شفیع لایا

اعلیٰحضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت سنوسی پاک و ہند بانی پاکستان ابو العرب قطب الاقطاب امام العارفین حضور قبلہ عالم مجدد اعظم

امیر ملت
الحاج الحافظ
پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
محدث علی پوری

کے خصوصی ارشادات

ملفوظات امیر ملت

حسب الحکم

جانشین امیر ملت پروردۂ آغوش ولایت واقف اسرار حقیقت

ابن العارف بانی فخر ملت
عالی مرتبت الحاج الحافظ
عالمی مبلغ اسلام صاحبزادہ پیر سید مفتی
محمد افضل حسین شاہ
جماعتی مجددی نقشبندی
دامت برکاتہم العالیہ
سجادہ نشین علی پور سیداں

انجمن خدام الصوفیہ ڈسکہ

نام کتاب ——— ملفوظات امیر ملت

ترتیب ——— محمد صادق حسین جماعتی

پروف ریڈنگ ——— مولانا حافظ محمد افتخار جماعتی
مدرس جامعہ نقشبندیہ علی پور شریف

تعداد ———

کمپوزنگ ——— قادری کمپوزنگ سنٹر 0300-6428145
0332-6428145
نزد جامع مسجد نور جا کے روڈ ڈسکہ 0321-6428145

ناشر ——— انجمن خدام الصوفیہ ڈسکہ

قیمت ——— 60 روپے

محمد صادق حسین جماعتی، زمیندارہ کلاتھ اینڈ نہال سوٹنگ سنٹر بازار صوبیدار ڈسکہ فون رہائش 052-6611254 موبائل 0300-9619149

حافظ محمد بشیر، حاجی شبیر احمد اتفاق آٹو سٹور لاری اڈا ڈسکہ فون 052-6610421-6616168 موبائل 0300-6100172

مکتبہ مہریہ رضویہ نزد جامع مسجد نور جا کے روڈ ڈسکہ فون 052-8037866 موبائل 0300-6428145

دربار عالیہ امیر ملت علی پور شریف

فہرست

﴿انتساب﴾

حضرت جوہر ملت الحاج

پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

منقبت بحضور جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب

میرا سوہنا اختر پیر قطب زمانے دا

اے بدل دیندا تقدیر قطب زمانے دا

حسبوں نسبوں ارفع اعلیٰ

اوہ محبوب علی پور والا

میرے خواباں دی تعبیر قطب زمانے دا

جے اوہ نظر کرم دی پاوے

غم خوشیاں وچ ڈھل کے آوے

دکھ درد ہون سب تیر قطب زمانے دا

جہڑا سب دے عیب چھپاوے

اوہ میرا لجپال کہلاوے

میں کیوں ہواں دل گیر قطب زمانے دا

غوث ولی ابدال تمامی

اوہدے در دی دین سلامی

میرا پیر پیراں دا پیر قطب زمانے دا

پیر میرا جد وعظ سناوے

زمین آسمان وجد وچ آوے

ایسا سوہنا بیان تاثیر قطب زمانے دا

اللہ پاک نے کرم کمایا

مینوں کامل پیر ملایا

میری جاگ پئی تقدیر قطب زمانے دا

پیر مرا اے قطب ربانی
اوس دا ہور نہ کوئی ثانی
اوہدی شہرت عالمگیر قطب زمانے دا

جس نوں رب نے نور بنایا
اول ہویا تے آخر آیا
اوسے نور دی اوہ تنویر قطب زمانے دا

خالد تے وی کرم کمانویں
مرشد پاک مدد نوں آنویں
جدوں ہوئے وقت اخیر قطب زمانے دا

درویش پیر دے صدقے جاوے
دین ودنیا دی دولت پاوے
اے یعقوب دی عرض اخیر قطب زمانے دا

☆☆☆☆☆☆

منقبت بحضور قبلہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ

شاہ جماعت مرشد میرا اوس دی اچڑی شان اے
اوہدی نسبت اوہدی الفت میرا دین ایمان اے
جس دی نظر کرم دا صدقہ منگدے لوک تمامی
اوہ محبوب علی پور والا میں دکھیا دا حامی
میں کوبجھی دے عیب کو چجڑے جرماں تھیں منہ کالا
جیوے میرا مرشد سوہنا میریاں لاجاں والا
اوہ سلطان حسن دا سوہنا میں کوبجھی منہ کالی
سوہنیاں توں میں صدقے جہناں کوبجھی دی لج پالی
آس کرم دی لے کے آوے جے محتاج سوالی
سخیاں دے دروازے اتوں مول نہ جاوے خالی
ہجر فراقوں کولاں دے نوں بخشیں نور سویرا
جے کر نوری جھات وگانویں جج ہو جاوے میرا
نظر تیری نے جس نوں رنگیا جیں ول پایا پھیرا
اوس منگتے تے اللہ والا چڑھیا روپ گھنیرا
توں محبوب نبی دا پیارا میں جرماں دی ڈھیری
شاہ جماعت صدقے جانواں لاج رکھیں توں میری
دکھیا من پر چاوے میرا ایہہ صورت نورانی
پیر معین ملت سوہنا شاہ جماعت ثانی
کوئی مشکل انگ نہ لاوے کدے انہاندے تائیں

سدا سلامت رہن جہاندے رہن سلامت سائیں
ذرے نوں چمکایا میرے پیردیاں کیا باتاں
اوہدی یاد تھیں جگمگ ہویاں میریاں کالیاں راتاں
دل وچ نقش ہویا جس دن دا اوہدا نقش جمالی
مٹ گئے میرے دل دے وچوں سارے نقش خیالی
اجڑیا ہویا گلشن میرا تیرے فیض کھڑایا
بوٹا آس امید میری دا توں پھل دار بنایا
دل دیاں اکھیاں روشن کردی خاک دی ایہہ تاثیر اے
مرشد پاک دیاں قدماں دی مٹی، وی اکسیر اے
شاہ جماعت شالا تھیوری رتبہ ہور اچیرا
نظر کرم دی پاکے کردے غم دا دور ہنیرا
خوش وسدے اوہ دنیا اندر حاصل دل دا بھردے
پیر جہاندا کامل ہوے کم انہاندے سردے
رب رسول انہاں توں راضی پیر جہاں توں راضی
لیکھ انہاندے ہردے ناہیں جت لیندے اوہ بازی
اللہ پاک دے محبوباں دے جہڑا ناز اٹھاوے
اہدے بھاگ سولے اہنوں کدھرے تھوڑ نہ آوے
سب لج پال گھرانا اوہدا میرا پیر یگانہ
لقب امیر ملت اوہدا جگ اس دا دیوانہ
مرن توں پہلاں جہڑے مردے پیندے آب حیاتی
سر نذرانہ کردے جہاں عشق دی رمز پچھاتی

پیر میرے دی نظر سولی بدل دیوے تقدیراں
اللہ پاک نے اوہنوں خالد بخشیاں ایہہ توقیراں

☆☆☆☆☆☆☆

فرمان الٰہی ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ (پ۲۷)

﴿ترجمہ﴾ اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملایا اور ان کے عمل میں ذراسی بھی کمی نہیں کی۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا شجرہ نسب والدین کی جانب سے حضرت نبی کریم ﷺ تک پہنچتا ہے اس طرح آپ نجیب الطرفین ہیں۔ آپ کے آباؤ اجداد سب کے سب مومن متقی صالح و برگزیدہ حیثیت کے حامل تھے اور آیت بالا کے صحیح مصداق۔ گویا آپ کا شجرہ نسب صحیح معنی میں اس آیت شریفہ سے مطابقت رکھتا ہے۔

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔

﴿ترجمہ﴾ مثل اس پاکیزہ درخت کے جس کی جڑ قائم ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اس مقدس اور مستحکم درخت کی وہ پاکیزہ شاخ تھے، جن کا شجرہ نسب ان کے تقدس کی دلیل اور جن کے اعمال صالحہ ان کی علوشان پر شاہد عادل ہیں آپ کی حیات پاک اپنے آباؤ اجداد اور بالخصوص رسول کریم ﷺ کے مکمل اتباع میں بسر ہوئی اور اس آخری دور میں آپ نے اعلائے کلمۃ الحق اور اتباع سنت رسول ﷺ کی وہ ایمان افروز اور روح پرور مثال قائم کی کہ باید و شاید۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

﴿ترجمہ﴾ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہے اپنے فضل سے نوازے۔

پدری شجرہ نسب

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۱	رسول اکرم و نبی محترم محمد مصطفیٰ ﷺ	۱۱	حضرت سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ	۲۱	حضرت سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ	۳۱	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ
۲	سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت رسول خدا ﷺ زوجہ حضرت علی ابن ابی طالب	۱۲	حضرت سید عارف رحمۃ اللہ علیہ	۲۲	حضرت سید منصور رحمۃ اللہ علیہ	۳۲	حضرت سید میر محمد رحمۃ اللہ علیہ
۳	حضرت حسین ابن علی سید الشہداء رضی اللہ عنہ	۱۳	حضرت سید خسرو رحمۃ اللہ علیہ	۲۳	حضرت سید جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ	۳۳	حضرت سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ
۴	حضرت علی ابن حسین زین العابدین رضی اللہ عنہ	۱۴	حضرت سید اسد اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۴	حضرت سید علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ	۳۴	حضرت سید امان اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۵	حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ	۱۵	حضرت سید نور اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۵	حضرت سید علی رحمۃ اللہ علیہ	۳۵	حضرت سید محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ
۶	حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۶	حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۶	حضرت سید امام الدین رحمۃ اللہ علیہ	۳۶	حضرت سید محمد حنیف رحمۃ اللہ علیہ
۷	حضرت محمد مامون قطب شیرازی رحمۃ اللہ علیہ	۱۷	حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۷	حضرت سید میر احمد رحمۃ اللہ علیہ	۳۷	حضرت سید منور علی رحمۃ اللہ علیہ
۸	حضرت علی عارض رحمۃ اللہ علیہ	۱۸	حضرت سید شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ	۲۸	حضرت سید محی الدین رحمۃ اللہ علیہ	۳۸	حضرت سید کریم شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۹	حضرت حسین رحمۃ اللہ علیہ	۱۹	حضرت سید خلیل اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۹	حضرت سید حسین شیرازی رحمۃ اللہ علیہ	۳۹	امیر ملت محی السنت مجدد دوراں، قیوم زماں زبدۃ العارفین حضرت حاجی پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ
۱۰	حضرت سید طاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ	۲۰	حضرت سید حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۳۰	حضرت سید محمد سعید نوروز رحمۃ اللہ علیہ		

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت، سنوسی پاک وہند ابوالعرب، قطب الاقطاب امام العارفین حضور قبلہ عالم، مجدد اعظم، بانی پاکستان حضرت امیر ملت الحاج الحافظ القاری پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث یگانہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی

مختصر سوانح حیات

حضرت امیر ملت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری بن سید کریم علی شاہ صاحب علی پوری کی ولادت باسعادت 1257ھ، 1841ء میں علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی۔ حضرت امیر ملت نجیب الطرفین سید ہیں اور سید قطب شیرازی کی اولاد امجد ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب 38 واسطوں سے حضرت امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرلیا۔ آپ کی پیشانی مبارک پر بچپن ہی سے نور ولایت اور مجددانہ بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد آپ نے نامور اساتذہ عصر سے کتب ومنقول وتفسیر، فقہ اور حدیث شریف کی تعلیم حاصل کر کے سند فضیلت پائی۔ حضرت اقدس سائیں علوم فنون کے جامع تھے اور تبحر علمی میں یگانہ ہستی تھے۔ خصوصاً حفظ حدیث کا یہ عالم تھا کہ ایک بار آپ نے بطور تحدیث نعمت فرمایا کہ مجھے دس ہزار احادیث بمع اسناد زبانی یاد ہیں۔ جس کا دل چاہے میرا امتحان لے لے۔ علوم ظاہری کی منزلیں طے فرما کر آپ فیوض باطنی وروحانی کی طرف متوجہ ہوئے اور امام الکاملین پیشوائے واصلین حضرت فقیر محمد صاحب المعروف باباجی تیراہی آسرا رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے اور بہت قلیل مدت میں خلافت واجازت کی نعمت سے سرفراز ہوگئے۔

خرقہ خلافت ملنے کے بعد حضرت امیر ملت نے افغانستان کی آخری سرحد سے راس کماری، کشمیر سے مدارس اور برما سے ایران تک تبلیغ واشاعت اسلام کے سلسلہ میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ حضرت والا مہینوں برسوں تبلیغی دورے فرماتے رہے۔ لاتعداد افراد کو

راہ ہدایت دکھائی، بے شمار غیر مسلموں نے آپ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا برصغیر پاک وہند میں آپ نے جابجا دینی مدرسے اور مسجدیں تعمیر کروائیں۔

1904ء میں آپ نے لاہور میں انجمن خدام الصوفیہ کی بنیاد رکھی۔ 1910ء میں ریلوے لائن کے لئے چھ لاکھ روپے عطا کئے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کیلئے تین لاکھ روپے چندہ مرحمت فرمائے۔ 1914ء میں آپ نے علی پور سیداں میں سنگ مرمر کی عظیم الشان اور نہایت خوبصورت مسجد نور تعمیر کروائی۔ اس کی تعمیر پر لاکھوں روپے اپنی جیب خاص سے خرچ فرمائے۔ مسجد نور حضرت امیر ملت کے تعمیراتی ذوق و جمال آئینہ دار ہے۔ تحریک خلافت میں بھی آپ نے لاکھوں روپے دیئے۔ 1923ء میں شدھی کی تحریک کے خلاف آپ نے بھرپور جدوجہد فرمائی۔ آگرہ میں تبلیغی مرکز قائم کیا اور لاکھوں فرزندان توحید کو ظلمت کفر میں داخل ہونے سے روکا۔ یہ آپ کی ہی ذات والا صفات تھی۔ جس نے مرزا قادیان کے باطل دعووں کی زبردست تردید کی۔ تحریک ترک موالات وہجرت کے ضرر سے آپ نے ہی مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ 1930 میں شاردا ایکٹ بہ نفس نفیس توڑا۔ 1935ء میں مسجد شہید گنج لاہور کی بازیابی کی تحریک چلی تو حضرت امیر ملت نے اپنی بے مثال خطابت کے ذریعے لاکھوں مسلمانوں کے قلوب میں مسجد کی بازیابی کیلئے بے پناہ جوش وخروش پیدا کر دیا۔ آپ نے پانچ لاکھ مسلمانوں کے فقید المثال جلوس کی قیادت فرمائی۔

ملت نے متفقہ طور پر آپ کو امیر ملت کا خطاب دیا۔ آپ ہمہ وقت عشق رسول ﷺ سے سرشار رہتے تھے۔ سرکار مدینہ ﷺ کا اسم گرامی سنتے ہی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ سرزمین عرب سے آپ کو حد درجہ محبت تھی۔ وہاں تشریف لے جاتے تو کرم وعطا اور جودوسخا کا عالم ہی کچھ اور ہوتا۔ وہاں پر خاص وعام آپ کو ابوالعرب کہا کرتے تھے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مدینہ میرا وطن ہے۔ آپ نے 72 حج ادا فرمائے۔ برصغیر پاک وہند اور سرزمین اسلام کے تمام علماء فضلاء اور اکابر آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ آپ کے قدموں میں بیٹھنا سعادت عظمیٰ گردانتے تھے۔ مختلف ریاستوں اور سلطنتوں کے حکمران کسی نہ کسی شکل میں حضرت امیر ملت سے تعلق خاطر

رکھتے تھے اور حضرت ان کی بلا خوف لومۃ لائم دینی و اخلاقی اصلاح فرمایا کرتے تھے۔

آپ نے ایک مرتبہ سنت نبوی کی خلاف ورزی کرنے پر گورنر مکہ شریف کی سرعام سرزنش فرمائی۔ اس طرح بارہا آپ نے نظام دکن کی بھی سرزنش فرمائی۔ نادر شاہ والئی افغانستان کو فہمائش کی کہ آپ کے فوجی جوتوں سمیت مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ خلاف سنت ہے انہیں حکم دیجئے کہ جوتے اتار کر نماز پڑھا کریں۔ حضرت قبلہ عالم کے مزاج میں استغنٰی درجۂ کمال کو پہنچا ہوا تھا۔ سلاطین و امراء روسا سے ملاقاتوں میں حضرت کی یہ صفت عالیہ مزید نمایاں ہو کر سامنے آتی تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا ہاتھ اس شہنشاہ کے خزانے میں ہے جو ساری کائنات کا پروردگار ہے۔ پھر ہمیں کسی کی کیا پرواہ۔

مشائخ کی ایک دعوت میں وائسرائے ہند کو بھی زجر و توبیخ فرمائی اور وہ دم بخود رہ گیا۔

تحریک پاکستان میں قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور مسلم لیگ کو حضرت امیر ملت کا پورا پورا تعاون حاصل رہا۔ آپ کی مجاہدانہ کوششوں نے تحریک پاکستان کا کام بہت آسان کر دیا۔ حضرت اقدس نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ انشاء اللہ پاکستان قائم ہو کر رہے گا۔ حضرت امیر ملت نے نہایت پرجوش انداز میں تحریک پاکستان کی حمایت فرمائی۔ 1946 میں سرینگر میں حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت قائداعظم علیہ الرحمۃ کو دو جھنڈے عطا فرمائے۔ ایک سبز رنگ مسلم لیگ کا اور دوسرا کفر کا۔ پھر آپ نے اشتہارات کے ذریعے اعلان فرمایا کہ مسلمانو! مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ اس وقت دو پرچم ہیں ایک ہلالی پرچم مسلم لیگ کا، دوسرا کفر کا۔ فیصلہ تم کرو کہ کس کا ساتھ دینا ہے۔ اس فرمان کی تکمیل میں بیس لاکھ سے زائد مریدوں اور عقیدت مندوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیا۔ 1946ء میں بنارس شہر میں حضرت امیر ملت کی زیر صدارت آل انڈیا کانفرنس منعقد ہوئی جس میں پانچ ہزار سے زائد مشائخ اور علماء نے شرکت فرمائی۔ امیر ملت نے اس کانفرنس کے خطبہ صدارت میں پاکستان کی حمایت کا اعلان کیا۔ سانگلہ ہل میں 27 رمضان المبارک کی رات کو حضور قبلہ عالم امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں جلسہ ہو رہا تھا، صدارتی خطبہ میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد

فرمایا کہ آپ کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا ہو رہا ہے کہ ہم نے آپ کے حکم سے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے ہیں اور مسلم لیگ کامیاب بھی ہو چکی ہے لیکن ابھی تک پاکستان نہیں بنا آپ نے فرمایا یاد رکھیں کہ اگر 24 گھنٹے کے اندر پاکستان بن گیا تو سمجھ لینا کہ اللہ کے کسی بندے کی دعا سے بنا ہے۔ اگر اس کے بعد بنا تو سمجھ لینا کہ آپ کے ووٹ سے بنا ہے۔ ابھی 24 گھنٹے بھی نہیں گزرے تھے کہ قیام پاکستان کا اعلان ہو گیا اور یوں سلطنت خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی

حضرت اقدس کی ذات میں یہ خصوصیت دیکھی گئی کہ جو کچھ زبان مبارک سے نکلا پورا ہوا۔ حضرت کی بے شمار کرامتیں آج بھی لاکھوں افراد کی زبانوں پر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ کا کوئی لمحہ کرامت سے خالی نہ تھا۔ آپ ولی کامل واکمل اور اعلیٰ روحانی مدارج کے حامل اور مرتبہ غوثیت وقطبیت پر فائز تھے۔ یہ آپ کی ذات والا صفات تھی جس نے برصغیر کے تمام دینی ودنیوی فتنوں کا تن تنہا مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے سب کو پسپا کر دیا قیام پاکستان کے بعد حضرت امیر ملت نے سنی وجسمانی ضعف عوارض کے باوجود اسلامی آئین کے نفاذ کی زبردست کوشش کی اور اس غرض کیلئے ملک بھر میں جگہ جگہ دورے فرمائے۔

آپ کے کارہائے عظیم اور مجددانہ کمالات بیان کرنے کیلئے دفتر درکار ہیں۔ حضرت کے فیض وکرم سے آپ کے خلفاء بھی اپنی اپنی جگہ اولیائے کامل تھے اور انہوں نے حضرت کا روحانی سلسلہ برصغیر کے گوشے گوشے اور عالم اسلام کے ہر خطے میں پھیلایا اور آج دنیا بھر میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جہاں آپ کے نام لیوا اور عقیدت مند موجود نہ ہوں ہر فرد بشر بلا لحاظ مذہب وملت آپ کی نورانیت سے متاثر ہوتا تھا اور لاتعداد غیر مسلم بھی آپ سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت کی نگاہ اس قدر پر اثر ہوا کرتی تھی کہ جس پر پڑ گئی اسے کامل کر دیا۔ آخر کار ایک سو گیارہ برس کے سن شریف میں 30، 31 اگست 1951ء بروز جمعرات وجمعۃ المبارک کی درمیانی شب پونے دس بجے آپ واصل بحق ہوئے۔ حضرت نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی چھوڑی، آپ کا مزار پر انوار علی پور شریف ہی میں ہے۔ حضرت کے روضہ اقدس کی تعمیر واصل بحق ہونے کے بعد فوراً ہی شروع ہو گئی تھی اور حضرت قبلہ جوہر ملت حافظ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مزار شریف کی تعمیر کا کام اپنی زیر نگرانی کرایا اور گنبد شریف پر

سفید رنگ کی ٹائلیں لگوائیں۔ مزار شریف کی کلس پر ایک کلو وزن سے زیادہ سونا لگوایا۔ برآمدے کے اوپر جالیوں میں قرآنی آیات کندہ کروائیں۔ اسی طرح گنبد شریف کے اوپر بھی قابل دید ہے۔ گنبد کے ہر حصے پر حضرت معین ملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب نے اپنی رضا اور خوشی سے سنگ مرمر لگوایا۔ مزار شریف کے برآمدہ کی چھت چونکہ لکڑی کی تھی اس لئے وقت گزرنے کے ساتھ خراب ہوگئی جو کہ حضرت قبلہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ نے تبدیل کر کے نہایت مضبوط لینٹر ڈلوایا اور اس کے نیچے خوبصورت مختلف رنگوں کی دیدہ زیب ٹائلیں لگوائیں۔ مزار شریف کے اندر فرش سے لے کر گنبد کی اونچائی تک سنگ مرمر کے اوپر شیشے کا کام کروایا جو نہایت خوبصورت اور قابل دید ہے اسی طرح مزار شریف کے ساتھ مسجد نور جو حضر قبلہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ ہے۔ اس کی تعمیر نو کروائی اور لینٹر ڈلوایا۔ نہایت دیدہ زیب ٹائلیں لگوائیں جن میں اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی کندہ ہیں۔ مزار اقدس کے چاروں گوشوں سمیت ساری تعمیر سنگ مرمر سے کی گئی ہے۔ گنبد شریف کی بلندی نوے فٹ ہے عقیدت مند میلوں دور سے جمال جہاں آرا کا نظارہ کرتے اور قلبی و روحانی سکون حاصل کرتے ہیں۔

- سجادہ نشین اول حضرت سراج الملت الحاج حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- سجادہ نشین ثانی حضرت شمس الملک الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- سجادہ نشین سوم حضرت جوہر ملت الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
- سجادہ نشین چہارم حضرت فخر الملت الحاج پیر سید محمد افضل حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں دور دراز سے لوگ اس در کی حاضری کو سعادت سمجھتے ہیں۔

- تقریبات جلسہ و عرس مورخہ 10، 11 مئی و 30 اگست اور 16 اکتوبر

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

(اقبال علیہ الرحمۃ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿اسلام سچا مذہب ہے﴾

دنیا میں ہزار ہا مذہب ہیں اگر بغور و تحقیق دیکھا جائے تو سچا مذہب اسلام ہے اگرچہ کسی مومن کے لئے دلیلوں کی ضرورت نہیں کیونکہ لفظ ایمان کے معنی "مان لینا اور دل میں یقین کر لینا" اس میں دلیل یا حجت کی ضرورت نہیں۔ مخالفین اسلام کے لحاظ سے فقیر دو تین دلیلیں پیش کرتا ہے:

﴿1﴾ جب قرآن شریف عربی زبان میں عرب شریف میں نازل ہوا تو اس وقت دو ملک نزدیک تھے۔ مصر اور شام، مصر میں سریانی زبان بولی جاتی تھی اور ملکِ شام میں عبرانی، تورات شریف تو سریانی زبان میں تھی، اور انجیل شریف عبرانی میں۔ سب سے بڑا معجزہ اسلام کے سچا ہونے کا یہ ہے کہ قرآن شریف نازل ہوا تو خدا تعالیٰ نے نہ صرف کتابوں کو ہی اٹھالیا بلکہ ان زبانوں کو بھی اٹھالیا جن میں دونوں کتابیں نازل ہوئیں تھیں۔ آج جا کر سارے ملک مصر میں دیکھو ایک گھر میں بھی سریانی زبان نہیں بولی جاتی اور سارے ملک شام میں جا کر ہر گھر میں تحقیق کرو ایک گھر میں بھی عبرانی زبان نہیں بولی جاتی۔ اب دونوں ملکوں میں کون سی زبان بولی جاتی ہے "عربی" اس سے ثابت ہوا کہ عربی زبان میں نازل ہونے والی کتاب قرآن شریف کا مذہب جو "اسلام" ہے وہی سچا ہے۔ ع

اگر درخانہ کس است یک حرف بس است

﴿2﴾ سب سے بڑھ کر اسلام کے دشمن یہودی تھے ان کے بعد نصاریٰ۔ اخبار میں ہمیشہ لوگ پڑھتے یا دیکھتے ہوں گے کہ جرمن، فرانس، اٹلی، انگلینڈ، امریکہ، افریقہ میں جب

نصاریٰ جلسے کرتے ہیں تو ان کے بڑے بڑے بشپ یعنی لارڈ پادری بیان کرتے ہیں کہ دنیا میں سچا مذہب ہے تو اسلام ہی ہے۔

﴿3﴾ لاہور میں ایک انگریز تھا "ہالرائڈ" نام، پنجاب کا ناظم تعلیمات تھا۔ اس نے اپنے سررشتہ دار سے جو مسلمان تھا پوچھا کہ اسلام کے سچا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ سررشتہ دار نے جواب میں تأمل کیا۔ تو انگریز موصوف نے خود کہا کہ میں بتاتا ہوں سنو! ولائت کی پارلیمنٹ میں سات سو آدمی ہیں۔ ایک ایک آدمی کی عقل ہزار ہزار آدمیوں کی عقل کے برابر ہے۔ یہ سات سو گویا سات لاکھ آدمیوں کی عقل کے برابر ہیں یہ سب مل کر ایک قانون بناتے ہیں۔ ایک سال بھی گزرنے نہیں پاتا کہ اس میں ترمیم کی ضرورت پڑتی ہے۔ تمہارے حضرت رسول اللہ ﷺ نے عرب کے ایک جنگل میں بیٹھ کر ساڑھے تیرہ سو برس پہلے ایک قانون اسلام کا بنایا۔ آج تک اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں ہوئی۔ یہی دلیل اسلام کے سچا ہونے کی ہے۔

﴿4﴾ جب قرآن شریف نازل ہوا تو اس وقت عربوں کو اپنی زبان کی فصاحت اور بلاغت کا بڑا دعویٰ تھا۔ ان کا یہ دعویٰ تھا کہ دنیا میں جو فصاحت و بلاغت مکہ شریف والوں کو دی گئی ہے وہ کسی اور ملک والوں کو نہیں دی گئی۔ چنانچہ اس کی بنا پر خانہ کعبہ شریف کے دروازے پر سات قصیدے سات شاعروں نے لٹکائے ہوئے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ اگر ہمارے مقابلے میں کوئی زبان دان ہے تو ایسا لکھے چنانچہ وہ ساتوں قصیدے (سبعہ معلقہ) چھپے ہوئے موجود ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کی مولوی عالم کی کلاس میں نصاب میں داخل ہیں جن کے چند شعر فقیر کو زبانی یاد ہیں۔ سب سے بڑا شاعر "امرأالقیس" سمجھا جاتا ہے جس کا سبعہ معلقہ میں سب سے پہلا قصیدہ ہے اور اس کا پہلا شعر ہے۔

قِفَانَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَّمَنْزَلٖ بِسِقْطِ اللِّوٰی بَیْنَ الدَّخُوْلِ فَحَوْمَلٖ

﴿ترجمہ﴾ میرے دونوں ساتھیو ٹھہر جاؤ ہم ذکر اور منزل حبیب کو یاد کر کے کچھ آنسو بہالیں، یہ منزل دخول اور حومل کے ٹیلوں کے درمیان واقع ہوئی ہے۔ گویا کہ شاعر

جب اس مقام پر گزرا ہے جہاں اس نے اپنے محبوب کے ساتھ چند دن گزارے ہیں تو ایام گذشتہ شاعر کو یاد آئے ہیں ان پر حسرت اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ مشہور ہے کہ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے۔ (غلام رسول غفرلہ گجراتی)

جب یہ سورۃ شریف نازل ہوئی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۝

یہ سورۃ صرف ایک سطر ہے جب یہ نازل ہوئی تو حضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو لکھ کر خانہ کعبہ شریف کے دروازے پر لٹکا دو۔ وہ ساتوں شاعر زندہ تھے انہوں نے جب اس سورۃ کو پڑھا تو اپنے اپنے قصیدے اتار لئے اور بہ بانگ دہل بول اٹھے کہ اس کلام الٰہی کے مقابلہ میں ہماری فصاحت و بلاغت یا زبان دانی کچھ بھی نہیں۔

﴿5﴾ قرآن شریف میں علاوہ فصاحت و بلاغت کے شفا اور رحمت بھی ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن شریف خدائی قانون کی کتاب ہے یہ جھاڑ پھونک کے لئے نہیں ہے کاش وہ کبھی یہ آیت قرآن شریف کی پڑھ لیتے "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ" (پ15، ع۹، بنی اسرائیل)۔ خدا تعالیٰ تو فرمائیں کہ قرآن شریف میں ہر بیماری کیلئے شفا ہے اور مومنوں کیلئے رحمت ہے اور وہ لوگ انکار کریں۔ (افسوس صد افسوس) وہ دیوانے اتنا نہیں سمجھتے کہ جڑی بوٹی لاکھوں قسم کی ہیں ساری دنیا کے لوگ اس بات کو مانتے ہیں اور یقین بھی رکھتے ہیں کہ ان جڑی بوٹیوں میں تاثیر ہے جو دوائی ساری دنیا میں لوگ استعمال کرتے ہیں وہ یا تو زمین کے بخارات ہوں گے یا زمین کے اندر کی چیزیں یعنی مدنیات ہوں گے ان بخارات کی تاثیر کو سب مانتے ہیں کہ ان میں تاثیر ہے ایک روپیہ بھر بھنگ کا پینا یا پیس کر کسی کو پلا دو دس منٹ کے بعد وہ بے ہوش ہو جاتا ہے۔

ایک پاؤ بھر شراب کسی کو پلادو، دس منٹ میں تاثیر ہوجائے گی اور پینے والا مست ہوجائے گا ان جڑی بوٹیوں اور زمین کے بخارات کی تاثیر کو سب مانتے ہیں اسی لئے لاکھہا روپے دے کر خریدتے ہیں اگر تاثیر کو نہ مانیں تو کیوں خریدیں ان چیزوں کی تاثیر کو سب مانتے ہیں مگر نہیں مانتے تو ان چیزوں کے پیدا کرنے والے کے کلام میں تاثیر نہیں مانتے۔ ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔

﴿6﴾ رفاعی فقیروں کے قصے اور عملیات روزانہ دیکھے جاتے ہیں کیسی کیسی حرکتیں وہ کرتے ہیں کوئی چھری سے پیٹ پھاڑ کر آنتیں باہر نکالتا ہے، کوئی گرز سے گردن کے آس پاس سوراخ کرتا ہے کوئی زبان کاٹ لیتا ہے مگر خون کا ایک قطرہ بھی نہیں نکلتا اور لعاب دہن لگا کر زخموں کو اسی وقت درست کرلیتا ہے یہ کیا ہے یہ سب روحانی برکتیں قرآن شریف کی ہیں جو مذہب اسلام کے سچا ہونے کیلئے بہت کافی ہیں۔

﴿7﴾ قرآن شریف کی 114 سورتیں، اور 6666 آیتیں، 77427 کلمات، اور 5400000 حروف ہیں ہر سورت اور ہر آیت ہر لفظ اور ہر حرف کی سینکڑوں روحانی برکتیں ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ارکان اسلام

اسلام کے ارکان پانچ ہیں:

☆ توحید ورسالت ☆ نماز ☆ روزہ ☆ زکوٰۃ ☆ حج

آگے ہر رکن کے متعلق چند امور بیان کیے گئے ہیں جن کا یاد رکھنا ان پر یقین رکھنا اور ان پر عمل کرنا ضروری ہے تاکہ اسلام کی کامل اتباع ہو اور فیوض و برکات اسلام شامل حال مسلمان ہوں۔

رکن اول توحید و رسالت

کلمہ شریف "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ"

﴿1﴾ اسلام کا مدار کلمہ شریف "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ" پر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے "نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کلمہ شریف کا پڑھنا ہر مسلمان پر تمام عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے ایک دفعہ دل سے پڑھ لیا تو ساری عمر کے گناہ اور ساری عمر کے شرک بخشے گئے۔

﴿2﴾ کلمہ شریف کے دو جز ہیں جز اول توحید یعنی "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" جز دوم رسالت یعنی "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ"۔ ان دونوں جزووں میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ جب "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کی "ہ" ختم ہوئی تو "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی میم شروع ہوئی۔

﴿3﴾ فقط "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھ لیا تو موحد بن گیا مومن نہیں بنا مومن کب بنے گا جب "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ" پورا کرے گا۔ ہمارے لئے سب سے اعلیٰ اور سب سے افضل نعمت ایمان کی نعمت ہے۔ "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" تو شیطان بھی پڑھتا ہے پھر اس کو لعنتی کیوں کہتے ہیں شیطان کہتا ہے کہ "اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ (ترجمہ، میں رب العالمین سے ڈرتا ہوں)" جتنے فرقے دنیا میں ہیں سب توحید کے قائل ہیں بھنگی ہوں یا چوہڑے یا چمار عیسائی ہوں یا کوئی اور مگر ملعون کیوں ہیں اس وجہ سے کہ وہ صرف "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھتے ہیں "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ" نہیں پڑھتے۔

﴿4﴾ کلمہ شریف کے 24 حروف ہیں مگر کسی پر نقطہ نہیں بارہ حروف جزءِ اول "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" ہیں بارہ حروف جزءِ دوم "مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہیں۔ ایمان میں دونوں جز برابر ہیں۔ بلکہ جزءِ دوم رسالت پہلے اور جزءِ اول توحید پیچھے۔ جب تک جزءِ دوم پر ایمان نہ

لائے اس وقت تک جزءاول کا قائل مسلمان نہیں ہوسکتا بلکہ اس کا توحید پر بھی ایمان نہیں ہوسکتا۔ ''مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ'' ترجمہ: جو شخص رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی اطاعت کی۔

﴿5﴾ قرآن شریف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لب مبارک کے وسیلے سے ہم تک پہنچا جو لوگ وسیلہ کا انکار کرتے ہیں کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ اپنی زبان مبارک سے ہم کو پڑھ کر سنایا۔

﴿6﴾ موحّد ہونا تعریف کی بات نہیں مومن ہونا تعریف ہے قرآن شریف میں 6666 آیات شریفہ ہیں کسی میں ''یَآ اَیُّھَا الْمُوَحِّدِیْن (اے توحید والو)'' نہیں فرمایا بلکہ فرمایا ہے ''یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ)''

﴿7﴾ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ہی اللہ تعالیٰ کا بتایا ہے اس کا راستہ دکھایا ہے۔

مست کی جانے کہ کعبہ کہاں دہر کہاں عمر ساری تیری بھٹی پہ گذری ساقی

﴿8﴾ صرف ''مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ'' پڑھ لیا تو شرع کی رو سے مومن بن گیا اس میں توحید بھی آ گئی اور رسالت بھی آ گئی۔ ہماری نجات قیامت کے دن عملوں پر نہیں ایمان پر، اعتقاد پر ہے سب سے پہلے اعتقاد کا پوچھا جائے گا پھر عملوں کی نسبۃً سوال کیا جائے گا۔

﴿9﴾ جو دنیا میں مومن ہے وہ موحّد بھی ہے مگر ہر ایک موحّد مومن نہیں بن سکتا۔

﴿10﴾ کلمہ شریف کے دو جز ہیں، پرندے کے دو پر کی طرح، پرندے کا ایک پر ٹوٹ جائے تو وہ ایک پر سے بالشت بھر بھی نہیں اڑ سکتا۔ جب تک اس کے دونوں پر صحیح سلامت نہ ہوں ایسا ہی ہمارا کلمہ شریف بارگاہ الٰہی میں نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کے دونوں پر یعنی دونوں جز توحید و رسالت صحیح و سالم نہ ہوں۔

''مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ'' اس کے بھی دو جز ہیں ایک جز ''مُحَمَّدٌ ﷺ''

دوسرا ''رَسُوْلُ اللّٰہ''۔آپ کا اسم شریف محمد ﷺ اور رسول اللہ نعت یا وصف ہے۔ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا (ترجمہ: اور اللہ کی گواہی کافی ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ'' (محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں)۔مسلمانوں نے آج تک لفظ محمد ﷺ کے معنی نہیں سمجھے اگر سمجھ لیتے تو کوئی آج تک گمراہ نہ ہوتا لفظ محمد ﷺ کے معنی ''حمد کیا گیا، سراہا گیا، تعریف کیا گیا''

اس نام کے وضع کرنے میں صدہا حکمتیں ہوں گی۔ایک حکمت جو میری سمجھ میں آئی ہے وہ میں بیان کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آریہ برھمو سماج یا نصاریٰ یا یہودی یا کوئی اور آپ کی مذمت اہانت بے ادبی کرنا چاہے تو جب آپ کا نام پاک اس کی زبان پر آئے تو نام پاک آتے ہی اس نام پاک کی تعریف ہو جائے گی۔بعد میں اہانت کرتا رہے جو اہانت بے ادبی تعریف کے بعد کی جائے وہ کس کام کی۔

﴿11﴾ دوسرا عربی میں دو لفظ ہیں ''شکر، حمد''۔شکر کا لفظ انسان کیلئے بھی بولا جاتا ہے اور رب تعالیٰ کیلئے بھی دیکھو قرآن شریف میں ہے ''وَاِنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ (میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا بھی)۔لیکن حمد کا لفظ خدائے تعالیٰ کی ذات کا خاصہ ہے۔دیکھو قرآن شریف ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ'' وہی حمد کا لفظ رب تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے نام میں داخل کر دیا جو معنی ''الحمد للہ'' کے ہیں وہی لفظ محمد ﷺ کے ہیں اب آگے خود سمجھ لو حضرت امجد اسی کو ایک رباعی میں یوں ظاہر فرماتے ہیں

کس سوچ میں ہیں جناب امجد کہیے ... الحمد میں کیوں ہے فکر بے حد کہیے
جب قابل حمد ہے اس کی اک ذات ... اللہ کو پھر نہ کیوں محمد ﷺ کہیے

آپ کا وصف یا نعت رسول اللہ ہے جو لوگ نعت شریف پڑھنے سے انکار کرتے ہیں وہ رسول اللہ کا لفظ کیوں پڑھتے ہیں وہ اتنا ہی پڑھ لیا کریں ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ'' مگر صرف یہ پڑھنے والا مومن نہیں بن سکتا جب تک رسول اللہ کا لفظ نہ پڑھ لے اور رسول

اللہ کا لفظ نعت ہے سارا قرآن شریف نعت ہے

محمد مصطفٰے اے کیف ممدوح الٰہی ہیں
بشر کیا کوئی بھی ان کا ثناخوان ہو نہیں سکتا

وصف خلق کہ قرآن است خلق را وصف او چہ امکان است

(لفظ محمد ﷺ حمد سے اسم مفعول ہے یعنی مضاعف سے مبالغہ کیلئے اور احمد بھی حمد سے واقع علی المفعول ہے۔ اسم محمد ﷺ سے حمد کی کثرت وکمیت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

وشق له من اسمه ليجله فذو العرش محمود وهذا محمد؟

خدا نے ان کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے ان کا نام اپنے نام سے مشتق کیا دیکھو رب العرش تو محمود ہے اور حضرت محمد ﷺ ہیں اور نبی کریم ﷺ کو حمد سے خاص مناسبت ہے۔ حضور ﷺ کا نام محمد واحمد ہے اور حضور ﷺ کے مقام شفاعت کا نام محمود ہے۔ امت محمدیہ کا نام حمادون ہے۔ اور حضور ﷺ کے لواء مبارک کا نام لواء احمد ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ زمین پر میرا نام محمد اور آسمان پر احمد ہے تورات میں اسم مبارک محمد اور انجیل میں اسم گرامی احمد ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ حَمْدًا كَثِيْرًا ۔غلام رسول غفرلہ گجراتی)

﴿12﴾ سارا دارومدار اسلام کا اسی مسئلہ توحید ورسالت مآب پر ہے سب سے پہلے قیامت کے دن ایمان کی نسبۃ ہی سوال ہوگا جب اس میں کامیاب ہو جائے گا تو باقی کی نسبۃ بھی سوال کیا جائے گا جب اس میں ناکام ہوگیا تو حکم ہوگا لے جاؤ اس کو جہنم میں دوسرے امور کی نسبۃ پوچھا ہی نہ جائے گا اس لحاظ سے مومن کا یہ فرض ہے کہ پہلے توحید ورسالت پر اس کا ایمان پکا ہو کیوں کہ جس مکان کی بنیاد ہی ٹھیک نہ ہو اس پر عمارت کیسے ٹھہر سکتی ہے۔ توحید اور رسالت بجائے سنگ وبنیاد کے ہیں اور باقی نماز روزہ وغیرہ عمارت

ہیں پس جس مکان کی بنیاد ٹھیک ہوگی اس پر عمارت بھی اچھی ٹھہرے گی چنانچہ سب سے پہلے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے ایمان کو قائم کرلے کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایمان کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ ہر ایک مومن کا یہ فرض ہے کہ اس کا اس بات پر اعتماد ہو کہ میرا مالک خالق، رب رازق ایک ہے ورنہ مومن نہیں۔ رب کے معنی پالنے والا رازق کے معنی رزق دینے والا رب نے جو رزق مقرر کیا ہے کوئی شخص ہزار محنت کرے ہزار کوشش کرے بیش از قسمت بیش از وقت ایک دانہ بھی نہیں ملتا۔ خدائے تعالیٰ کلمہ شریف کا پڑھنا ہم سب کو آخر وقت میں نصیب فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿1﴾ نماز کیا ہے؟ دنیا کے کاموں کی طرف سے دل ہٹا کر رب کی بارگاہ میں دل لگانے کا نام نماز ہے۔ دنیاداروں کے دربار میں حاضر نہ ہونے والے کا افسوس ہوتا ہے مگر خدائے تعالیٰ کے دربار کی غیر حاضری کا افسوس نہیں ہوتا۔

﴿2﴾ نماز کی فکر کا نام نماز ہے یعنی کوئی شخص کسی کام میں لگا رہے مگر دل اس کا نماز میں ہے۔ مثلاً کبھی گھڑیال کو دیکھتا ہے کبھی سورج کو دیکھتا ہے کبھی کسی سے پوچھتا ہے کہ کیا وقت ہے تاکہ میری نماز کا وقت تنگ نہ ہو جائے جب تک ایسی فکر نہ پیدا ہو جائے اس وقت تک نماز ایک عادت و رسم ہے جو پوری کر دیتے ہیں خدائے تعالیٰ وہ فکر نصیب کرے۔ آمین

﴿3﴾ نماز فرض ہوئی معراج کی رات میں جب حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور میں تھے۔ پچاس نمازیں حضور ﷺ کی امت کو پڑھنے کا بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا، حضور ﷺ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آسمانوں پر ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کتنی نمازیں فرض

ہوئیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ پچاس موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کی امت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی۔آپ بارگاہِ ایزدی میں جا کر نمازیں کم کرائیے اس بنا پر حضور ﷺ نے واپس ہو کر نمازیں کم کرانے کی استدعا بارگاہ خداوندی میں پیش فرمائی۔حکم ہوا پانچ نمازیں کم کی جاتی ہیں اب پینتالیس نمازیں رہ گئیں۔حضور ﷺ واپس ہوئے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی امت اتنی نمازیں نہیں پڑھ سکتی ہے پھر جائیے اور نمازیں کم کرائیے۔پھر حضور ﷺ واپس تشریف لے گئے حکم کہ پانچ نمازیں اور کم کردی گئیں اب چالیس نمازیں رہ گئیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بار بار عرض کرنے پر آپ تشریف لے جاتے رہے اور نمازیں ہر مرتبہ پانچ پانچ کم ہوتی رہیں اور پانچ ہی باقی رہ گئیں یہاں تک کہ حضور ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اس سے کم کیا کراؤں میرے غلام اگر پچاس نمازیں پڑھتے تو ان کو جنت میں کتنے درجے اور مرتبے ملتے خیال کیا کہ دوسرے پیغمبروں کی امتوں کو جنت میں درجے اور مرتبے مل جائیں گے میری امت محروم رہ جائے گی۔اس خیال کا دل میں آنا ہی تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ''مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا'' آپ کیوں گھبراتے ہیں۔جاؤ آپ کے غلاموں میں سے جو پانچ نمازیں پڑھا کرے گا اس کو پچاس نمازوں کا ثواب دیا جائے گا۔

ایک ایک نماز کے بدلے دس دس کا ثواب دیں گے۔مسلمانوں کی بدنصیبی ہے کہ پانچ نمازیں پڑھ کر بھی پچاس نمازوں کا ثواب نہیں لیتے۔

﴿4﴾ قرآن شریف میں ہے ''اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ'' نماز پڑھا کرو اور مشرک نہ بنو۔خدائے تعالیٰ نے نماز نہ پڑھنے والے کو مشرک فرمایا ہے۔

﴿5﴾ میرے استاد کی (خدائے تعالیٰ مغفرت فرمائے) ایک سو بیس برس کی عمر تھی۔ فرماتے تھے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔وہ قوم کے مغل تھے پوچھا کہ

صاحبزادہ کتنی نمازیں پڑھا کرتے ہیں۔ عرض کیا کہ پانچ۔ فرمایا کہ میں امتی ہو کر بھی پانچ اور تم سید آل رسول ہو کر بھی پانچ۔ صاحبزادہ تم سات نمازیں پڑھا کرو۔ یعنی تہجد اور اشراق آپ فرماتے تھے کہ جس وقت سے حضرت پیرومرشد نے فرمایا تھا اس وقت سے اب تک سو برس کی مدت گزر گئی اس سو برس میں سات وقتوں کی نمازوں میں سے میری ایک وقت کی نماز بھی قضا نہیں ہوئی یہ ہے نماز۔

﴿6﴾ حدیث شریف میں آیا ہے "مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ" جس نے دیدہ دانستہ ایک نماز بھی چھوڑ دی وہ کافر ہو گیا۔

﴿7﴾ ایک دن ایک بزرگ کو شیطان نے کہا میں نے ایک سجدہ نہ کیا تھا ملعون ہو گیا جو لوگ ایک دن میں پانچ وقت کی نماز کے سجدوں کی نافرمانی کرتے ہیں وہ کس درجہ کے ملعون ہوں گے۔

﴿8﴾ حضرت پیران پیر قدس سرہ العزیز کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ جا رہے تھے کہ خنزیر کو دیکھا کہ ایک کونہ میں منہ چھپائے بیٹھا ہے پوچھا کہ کیوں یہاں چھپ کر بیٹھے ہو۔ جواب دیا کہ اس لئے بیٹھا ہوں کہ بے نمازی کا چہرہ نظر نہ آئے۔ گویا بے نمازی کا چہرہ دیکھنے سے خنزیر بھی پرہیز کرتا ہے اور نفرت کرتا ہے۔

﴿9﴾ نماز کیسے پڑھنی چاہیے "لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ" دل میں بچے انڈے نکال رہا ہے اور ظاہر میں نماز کے ارکان ادا کئے جا رہے ہوں تو ایسی نماز کا کیا فائدہ مولانا روم نے مثنوی شریف میں فرمایا ہے:

برزبان تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

﴿10﴾ ایک بادشاہ کے پاس ایک شخص ایک لونڈی لے گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو محلات میں داخل کر دیا جائے۔ جب رات کو بادشاہ محلات میں داخل ہوا تو دیکھا کہ لونڈی

کے دونوں کان اور ناک کٹے ہوئے ہیں۔ لونڈی لانے والے شخص پر بہت غصہ ہوا۔ فرمایا کہ اس نے یہ کیا مسخری کی کہ بادشاہ کے پاس ناک کٹی ہوئی لونڈی لایا اس کو سزا دی جائے اس کا کیا مطلب ہوا؟ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم کو کیسی نماز پیش کرنی چاہیے اگر مثل کان ناک کٹی ہوئی لونڈی کے یعنی اسی نماز جس کے ناک کان کٹے ہوں گے پیش کی جائے گی تو رب العالمین احکم الحاکمین ایسی نماز پڑھنے والے کو سزا دیں گے۔

﴿11﴾ حدیث شریف میں آیا کہ جس کی نماز میں حضورِ قلب نہ ہو وہ نماز اس کے منہ پر ماردی جائے گی۔

﴿12﴾ ''یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ''
خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ قیامت کے دن تم کو تمہارے مال اور بیٹے نفع نہیں دیں گے لیکن جو شخص قلب سلیم لے کر ہماری بارگاہ میں حاضر ہوگا تو وہ اس کو نفع دے گا۔

سلیم عربی میں فال کے طور پر اس شخص کو کہتے ہیں جس کو سانپ نے کاٹا ہو بعض مفسروں نے قلب سلیم کے یہ معنی لکھے ہیں کہ جس کو اللہ اور اللہ کے رسول کے سانپ نے کاٹا ہو یعنی جس دل میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت ہوگی وہ دل نفع دے گا۔ مگر عام مفسروں نے جو معنی لکھے ہیں وہ یہ ہیں کہ بارگاہ الٰہی میں دل صحیح و سالم لائے گا تو نفع دے گا بیمار دل نفع نہیں دے گا۔ تندرست دل نفع دے گا۔ بیمار دل کیسا ہوتا ہے؟ اس کے معنی سمجھ لو جتنے دل دنیا میں ہیں ہر ایک میں تین بیماریاں موجود ہیں الا ماشاء اللہ۔ ایک بیماری حدیث نفس کی ہے، دوسری بیماری کا نام خطرات، تیسری بیماری کا نام انتقاش صور محسوسات۔

﴿حدیث نفس﴾ حدیث نفس کی بیماری کیا ہے ایک شیخ چلی نماز پڑھ رہا تھا اس کے پاس اس کی جیب میں دو پیسے تھے۔ نماز پڑھتے پڑھتے اس کے دل میں خیال آیا کہ ان دو پیسوں کے دو انڈے خرید لوں۔ دو انڈوں کی دو مرغیاں ہوں گی وہ بچے دیں گی ان کی بہت مرغیاں جمع ہو جائیں گی ان مرغیوں کو بیچ کر بکری خرید لوں گا۔ وہ دو بچے دے گی۔ اسی

طرح جب بہت ساری بکریوں کا گلہ جمع ہو جائے گا تو ان کو بیچ کر نکاح کروں گا نکاح کے بعد میرے گھر دو لڑکے پیدا ہوں گے۔ بڑے کا نام عبداللہ اور چھوٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھوں گا۔ عبداللہ کو عربی کا علم پڑھاؤں گا۔ مولوی فاضل کا امتحان پاس کراؤں گا۔ وہ عربی لباس پہنا کرے گا جب گھر میں آیا کرے گا تو السلام علیکم کہا کرے گا۔ اور عبدالرحمٰن کو انگریزی پڑھاؤں گا وہ ایم اے پاس کرے گا اور اس کے بعد وہ گھر میں آیا کرے گا تو بوٹ سوٹ پہنا کرے گا اور کہا کرے گا گڈ مارننگ۔ اس خیال میں تھا کہ شیخ چلی کو ہنسی آ گئی۔ پاس دوسرا نمازی کھڑا تھا اس نے کہا کہ تمہاری نماز ٹوٹ گئی ہنسی آنے سے۔ شیخ چلی نے کہا کہ نماز کیا ٹوٹی میرا تو گھربار اجڑ گیا۔ اب تم حیران ہو گے کہ وہ شیخ چلی کون تھا۔ بغور دیکھا جائے تو ہم سب شیخ چلی ہیں اور ہمارا سب کا یہی حال ہے شیخ چلی ایک نہیں بلکہ دو تھے۔ ایک تو الحمد للہ رب العالمین پڑھتا تھا۔ دوسرا شیخ چلی انڈے بچے نکلوا رہا تھا۔ ایک وقت میں ایک شخص دو کام کر رہا ہے جب تک وہ شیخ چلی بچے انڈے نکلوانے والا مر نہ جائے کوئی نماز کامل نہیں ہو سکتی۔ دیکھو قرآن شریف میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ o الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ o مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ o"۔ جس کا نام شیخ چلی رکھا ہے اس کا نام قرآن شریف میں "خناس" رکھا ہے۔ "خناس کے وسوسوں کی شرارت سے جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے دلوں میں جنوں میں سے آدمیوں میں سے مجھے پناہ دے" شیخ چلی والی نماز اور حقیقی نماز میں کتنا فرق ہے حضرت پیر و مرشد کے خلیفہ عبدالسمیع صاحب جواتر ولی ضلع علی گڑھ میں تشریف فرما تھے انہوں نے ایک مثنوی تحفۃ العاشقین لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں:

ان کی دو رکعت تری دو صد ہزار
بلکہ بہتر اس سے ہیں اے نابکار

اور فرماتے ہیں تو دو لاکھ رکعت نماز پڑھے اور مقبول خدا دو رکعت پڑھے تو ان کی

دو رکعتیں تیری دو لاکھ رکعتوں سے بہتر کیونکہ ان کی نماز حقیقی نماز ہوگی۔ تمہاری نماز شیخ چلی والی نماز ہوگی۔

اب یہ حقیقی نماز کیسے نصیب ہو؟ جب تک شیخ چلی نہ مرجائے حقیقی نماز نصیب نہ ہوگی وہ شیخ چلی بچے انڈے نکالنے والا خود نہیں مرسکتا ہے جب تک اس کو کوئی مارنے والا نہ ہو اور کسی بندہ خدا پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقی نماز پڑھنے کا سبق نہ سیکھے۔ اس لئے تیرہ سو برس سے لے کر اب تک جتنے مقبول خدا گزرے وہ ضرور کسی پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقی نماز پڑھنے کا سبق سیکھتے رہے۔ ان میں کوئی شخص بے پیر یا بے مرشد نہیں گزرا۔

اگر در خانہ کس است
یک حرف بس است

﴿خطرات﴾ دوسری دل کی بیماری خطرات ہیں۔ خطرات چار قسم کے ہوتے ہیں

☆رحمانی ☆ملکانی ☆نفسانی ☆شیطانی

﴿انتقاش صور محسوسات﴾ تیسری دل کی بیماری انتقاش صور محسوسات ہے یعنی جو چیز ہم نے دیکھی ہوئی ہے جب کوئی شخص اس کا نام لے گا تو اس کا نقشہ ہمارے سامنے آجائے گا مثلاً میں نے کہا لاہور کی بادشاہی مسجد جس وقت بادشاہی مسجد کا نام لوں گا اس وقت جنہوں نے بادشاہی مسجد دیکھی ہے اس کا نقشہ ان کے سامنے آجائے گا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہیچ مکشد نفس را جز ظل پیر
دامن آن نفس کش را سخت گیر

حضرت پیر و مرشد کی ایک نظر توجہ سے دل کی یہ تینوں بیماریاں دور ہو جائیں گی اور اس کا مریض قلب، قلب سلیم بن جائے گا۔

﴿13﴾ میں نماز کے معنی بیان کر رہا تھا۔ لاہور میں دو شخص بازار میں جا رہے تھے آگے ایک مسجد آ گئی ان میں سے ایک تو مسجد کے اندر داخل ہو گیا دوسرا بے نمازی باہر کھڑا رہ گیا جب وہ باہر نکلا تو باہر والے نے پوچھا تو کہاں گیا تھا اس نے کہا نماز پڑھنے کو گیا تھا۔ اس نے کہا تمہیں اندر سے کیا ملا۔ جواب دیا بے دین ملنا کیا تھا۔ زمینداروں کا قاعدہ ہے چھ مہینے پہلے کھیت میں بیج ڈالتے ہیں۔ جس دن زمیندار کھیت میں بیج ڈالے اس کو کوئی کہے کہ تو کھیت سے کیا لایا تو وہ کیا جواب دے گا یہ کہ ابھی تو میں بیج ڈال کر آیا ہوں جب غلہ دانے کی پیداوار کے دن آئیں گے تو تم کو بتاؤں گا کہ کیا لایا۔ تب اس بے نمازی نے کہا یہ جواب تو تو نے بڑا معقول دیا اچھا یہ بتا کہ تیری نماز قبول بھی ہوئی یا نہیں۔ تب اس نمازی نے کہا کہ بے دین مجھ کو قبول کر لیا تھا تو اندر جانے کی توفیق بخشی تم کو نہیں بخشی۔ تب اس باہر کھڑے رہنے والے بے نمازی نے کہا کہ یہ بھی تیری بات بڑی معقول ہے۔

﴿14﴾ مکہ شریف میں ایک دن خانہ کعبہ شریف میں باب ابراہیم سے داخل ہو رہا تھا کہ اندر سے ایک حاجی نکلا اور بڑی جلدی سے پکار کر کہنے لگا کہ شاہ صاحب حج قبول۔ میں نے اس کو جواب دیا کہ حج قبول کیا تھا تو گھر سے بلایا تھا ورنہ مجھ میں توفیق کہاں تھی۔

میرے گاؤں میں دو ہزار سے زیادہ آدمی ہوں گے میرا حج قبول کر لیا اپنی بارگاہ میں بلا لیا اور دوسرے سب ادھر ہی بیٹھے رہے میرا یہ جواب سن کر وہ حاجی ششدر رہ گیا۔

جسے چاہتے ہیں بلا لیتے ہیں پاس اپنے
پر کہتے ہیں کہ حافظ کو بلایا نہیں جاتا
چاہتے ہیں جس کو بلاتے ہیں یوں
شربت دیدار پلاتے ہیں یوں
پھرتے ہیں ہم دہر میں شام وسحر
حرص کا کاسہ لئے یوں دربدر

گھر کے نہ دل دار کے گھر کے ہوئے
ہم ادھر کے نہ ادھر کے ہوئے
رحمت عالم مجھے بلوائیے
رحم مرے حال پہ فرمائیے
رحم کیجئے آپ رحمت ہیں
آپ پشت و پناہ امت ہیں
گو برا ہوں برے سے بدتر ہوں
آپ کا امتی مقرر ہوں
نیک بندے بھی کل نہیں ہوتے
خار ہمدوش گل نہیں ہوتے؟
میں نے بھر پائے سارے حور و قصور
اتنا کہہ دیجئے معاف قصور
تم کو سب اختیار حاصل ہے
آپ کو سہل مجھ کو مشکل ہے

اشعار بالا مولوی حافظ نذیر احمد دہلوی کے ہیں۔

﴿15﴾ حدیث شریف میں آپ نے فرمایا کہ "ایک شخص کے دروازے کے آگے سے نہر بہتی ہو اور وہ پانچوں وقت اس نہر میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل رہ جائے گی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ میل نہیں رہے گی تب آپ نے فرمایا کہ جو شخص بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر پانچ وقت نماز پڑھے گا اس کے بدن پر بھی گناہ کی میل نہیں رہے گی"۔

﴿16﴾ ایک دن میرے استاد حافظ عبدالوہاب صاحب نے فرمایا کہ جب ہم غسل

کرتے ہیں تو ہمارے جسم سے پیسہ بھر بھی میل نہیں اترتی مگر ہمارا جسم ہلکا ہو جاتا ہے تو جس کے دل کا میل اتر جائے اس کی کیسی حالت ہو گی۔

﴿17﴾ نماز کی قدر و قیمت : ایک دن حضرت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے ایک صحابی تشریف لائے ، بڑے حیران پریشان ، آپ نے پوچھا تو کیوں حیران ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میرے چالیس اونٹ اور ان پر سوداگری کا سامان تھا۔ ڈاکو آئے ، اونٹ بھی لے گئے مال بھی لے گئے اب میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں رہا۔ اس لئے میں حیران ہوں ۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سمجھا تھا کہ تیری امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ فوت ہوئی ہو گی ۔ اس لئے تو حیران اور گھبرایا ہوا ہے تب اس صحابی نے عرض کی کہ تکبیر اولیٰ کے فوت ہونے کا اتنا صدمہ ہو سکتا جتنا مجھ کو ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص دنیا کا بادشاہ ہے، ساری دنیا کی بادشاہت جاتی رہی اس کا اتنا صدمہ نہیں ہو سکتا جتنا مومن کو اس تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے کا ہو سکتا ہے۔

﴿18﴾ ایک بزرگ سید احمد شاہ صاحب ساکن پنجاب، پنجاب سے ہجرت کر کے مکہ شریف چلے گئے وہاں ترکوں کی سلطنت تھی ۔ چالیس برس تک امام کے پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہو کے نماز پڑھتے رہے ۔ چالیس برس میں ایک دن بھی امام کے پیچھے تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی پھر مدینہ منورہ میں جا کر قیام کیا وہاں بھی امام کے پیچھے برابر چالیس سال تک پہلی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہے ایک دن بھی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی ۔ 1310ء میں پہلی مرتبہ فقیر مدینہ منورہ میں جا کر حاضر ہوا۔ ان کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا تھا فقیر کے حال پر بہت عنایت فرماتے تھے خدائے تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائے۔ آمین ۔ این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

یاد ہیں اے شاہ مجھ کو سب مداراتیں تری

میں نہ بھولوں گا کبھی دن تیرے اور راتیں تیری

﴾19﴿ دوسری حدیث شریف ایک دن آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ امام کے داہنے طرف کھڑے ہونے میں اتنا ثواب ہے تو تم آپس میں قرعہ ڈالا کرتے، ایک تم میں سے کہے گا کہ مجھ کو جگہ ملے، دوسرا کہے گا مجھ کو ملے۔

﴾20﴿ اسی زمانہ میں فقیر کو حضرت حبیب الرحمٰن صاحب (جن کو تمام اہل عرب قطب تصور کرتے تھے) کی زیارت نصیب ہوئی۔ وہ بھی فقیر کے حال پر بڑی عنایت فرماتے رہے اور فقیر کے حق میں سعادت دارین کی دعا فرمائی۔ اس زمانہ میں حضرت خلیل الرحمٰن صاحب کی بھی زیارت نصیب ہوئی جو ہند سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں قیام فرماتے تھے یہ بزرگ دراصل رڑکی ضلع سہارنپور کے باشندے تھے اور ان کے والد ہندو ساہوکار تھے لاکھ روپے کے مالک تھے یہ بچپن میں کسی بندہ خدا کی صحبت سے مسلمان ہو گئے ان کے والد کو ان کا مسلمان ہونا سخت ناگوار ہوا۔ اس نے ان کو تکلیف دینی شروع کی یہ ہندوستان چھوڑ کر مکہ شریف حاضر ہوئے۔ حاجی امداد اللہ صاحب مرحوم کے مرید ہو گئے۔ ان سے خرقہ خلافت حاصل کر کے مدینہ منورہ میں جا کر قیام فرمایا تمام عمر وہاں قیام فرما کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ رحمۃ اللہ علیہ، ان کے شعر بھی فقیر کو یاد ہیں آپ فرماتے ہیں

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت نصیب ہوئی
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

آپ فرماتے ہیں کہ یہاں آنے سے جہنمی جنتی بن جاتے ہیں خدائے تعالیٰ فقیر کو اور سب یاروں کو اس دربار کی حاضری نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

اسی زمانہ میں حضرت مولانا استاذنا مولوی عبدالحق محدث دہلوی مہاجر مکی کی بھی زیارت فقیر کو نصیب ہوئی۔ ان کا زہد و تقویٰ دیکھ کر اور خدمت اسلام دیکھ کر تمام اہل عرب

ان کو قطب تصور کرتے تھے۔ یہ بھی فقیر کے حال پر بڑی نظر فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ دلائل الخیرات شریف حرف بحرف سن کر اس کے پڑھنے کی اور قرآن وحدیث کی اجازت عطا فرمائی۔ چنانچہ آپ کے قلم کا اجازت نامہ اب تک فقیر کے پاس ہے نیز پہلی مجلس میں حدیث مصافحہ اور حدیث اسودین کی اجازت فرمائی اور کھجور اور پانی منگوا کر تبرک کر کے پانی پلایا۔ کھجوریں دم کر کے کھلائیں۔ محدثین کے اصطلاح میں اس کو حدیث اسودین کہا جاتا ہے۔ اسی زمانہ میں حضرت مولانا سید علی زاہر محدث مدنی کی بھی زیارت ہوئی وہ بھی فقیر کے حال پر نظر عنایت فرماتے رہے اور فقیر کی سعادت دارین کی دعا فرمائی۔ اللھم اغفر وارحم وانت خیر الراحمین۔

ایک مرتبہ لاہور میں میاں محمد شفیع سابق وزیر اعظم پنجاب کے چچا اور خسر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے حق میں دعا فرمایئے کہ میں جب تک دنیا مین زندہ رہوں میری کوئی نماز بغیر جماعت نہ ہونے پائے ان کے متعلقین کے زبانی معلوم ہوا کہ جس روز انہوں نے انتقال فرمایا اس دن بھی مسجد میں جا کر با جماعت نماز ادا کی۔ اللھم ارزقنا وایاکم

﴿21﴾ جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک نماز کا ثواب 27 نمازوں کے برابر ملتا ہے اور اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جائے اور جماعت میں دس آدمی ہوں تو ہر ایک کو 100 نمازوں کا ثواب ملے گا اور 20 آدمی ہوں تو 200 نمازوں کا ثواب ہر ایک شریکِ جماعت کو ملے گا مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار، مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب بیس ہزار۔

﴿22﴾ نماز چھوڑنے کا عذاب اسّی عقبہ دوزخ میں رہنا ہوگا، ایک عقبہ چار ہزار سال کا ہوگا۔ ایک دن قیامت کا چار ہزار دن کا ہوگا۔

﴿23﴾ جو لوگ سینہ پر ہاتھ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ قدرت کے قانون کے خلاف کرتے ہیں چنانچہ بچہ ماں کے پیٹ میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھ کر دوزانو ہو کر رہتا ہے۔

﴿24﴾ حضرت امام اعظم فرماتے ہیں کہ ایک نماز کی قضا کرنے والے کو قید میں رکھنا چاہئے۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ ایک نماز کی قضا کرنے والے کو قتل کرنا چاہئے۔

﴿25﴾ مقدمہ فیصلہ کرنے کیلئے دنیاوی حاکم کے پاس دو گواہ پیش ہونا ضروری ہیں۔ مسلمان ہونے کے متعلق یہ کہہ دینا کہ میں مسلمان ہوں ایک گواہ ہے دوسرا گواہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ہے۔

﴿26﴾ نماز کیا ہے؟ بندے کا رب کے ساتھ تعلق ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿روزہ﴾

﴿1﴾ خدائے تعالیٰ نے ہم پر روزے سال بھر میں ایک مہینے کے فرض کیے۔ مہینے کے 30 دن ہوتے ہیں یا 29 دن ہوتے ہیں۔

﴿2﴾ اگلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے کسی پر چھ مہینے کے، کسی پر ہر مہینے کی پہلی دوسری تاریخ کے، کسی پر تیرہ چودہ پندرہ تاریخ کے کسی پر ایک دن آڑ کے روزے فرض کیے گئے تھے۔

﴿3﴾ ہم روزے ایک مہینہ رمضان شریف کے فرض کیے، اس کے بعد چھ روزے شوال کے مہینے کے مسلسل یا متفرق، جملہ 36 روزے رکھنے کا ثواب 360 روزوں کا۔

﴿4﴾ روزوں کے رکھنے میں جو حکمتیں ہوں وہ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے لیکن ظاہر میں یہ حکمت نظر آتی ہے کہ ڈاکٹروں کے ایک کمیشن میں تجویز کیا گیا کہ جس بیماری کا کوئی علاج نہیں اس کا علاج روزہ ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر اکثر بیماریوں کا علاج مثلاً ٹائیفائیڈ بخار وغیرہ کے علاج میں کئی کئی دن تک ایک دانہ بھی بیمار کو نہیں کھلاتے جو مواد سال بھر معدہ میں

جمع ہوتے ہیں وہ ایک مہینے کے روزوں کی وجہ سے سب خارج ہو جاتے ہیں۔

(5) روزہ رکھنے والوں کی دو فرحتیں ہوتی ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت یہ اس وجہ سے نہیں کہ دن بھر بھوکا رہنے کے بعد کھانا مل گیا۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر فرض فرمایا تھا اس کو میں نے ادا کر دیا، دوسری فرحت خدائے تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

(6) خدائے تعالیٰ کا دیدار روزہ داروں کو ہوگا بے روزہ داروں کو نہ ہوگا۔

(7) جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان (تروتازہ) ہے اس دروازہ سے روزہ دار جنت میں جائیں گے۔

(8) ایک بزرگ نے ایک یہودی کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں ہے۔ اس سے دریافت کیا کیا بات ہے اس نے کہا رمضان شریف کا مہینہ تھا کہ میرا بچہ روٹی کھاتے ہوئے باہر آیا میں نے اس کو تھپڑ مارتے ہوئے کہا کہ رمضان کا مہینہ ہے مسلمان روزہ رکھتے ہیں اس کی تعظیم کرتے ہیں ہم کو تعظیم کرنا چاہیے اس لئے اندر جا کر کھا۔ تعظیم رمضان شریف کی وجہ سے غیر مسلم کو بھی درجات ملتے ہیں۔

(9) رمضان شریف کے زمانہ میں روزہ داروں کے سامنے کھانا نہیں چاہیے۔

(10) عید رمضان کی روزہ داروں کیلئے ہے نہ کہ روزہ خوروں کیلئے جو لوگ روزہ خور ہیں ان کو کیا حق ہے کہ عیدگاہ میں عید منانے کیلئے آئیں۔

(11) ایمان و اعتقاد کے بعد جب اس میں کامیاب ہو جائے گا تو پہلے پرسش نماز کی بابت ہوگی اس کے بعد روزہ کی۔

(12) مردوں کیلئے لازم ہے کہ وہ خود بھی روزہ رکھیں، اپنی بیوی بچوں کو بھی جو بالغ ہوں روزہ رکھوائیں۔ اگر بچہ روزہ نہ رکھے تو اس پر سختی کی جائے۔ حتیٰ کہ اس کو سزا دے کر روزہ رکھوائے۔ اس میں غفلت کی جائے گی تو خدائے تعالیٰ ماں باپ سے اولاد کے بارے میں مواخذہ فرمائے گا۔

13۔ کسی کی بیوی روزہ نہ رکھے تو اس کو کہہ دے کہ تو ہمارا کھانا بھی نہ پکا۔

14۔ میں ایک دفعہ چند سال قبل سخت بیمار تھا۔ چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے کی طاقت نہ تھی ۔ رمضان شریف قریب آ گیا۔ مجھے خوف ہوا کہ میں روزہ کیسے رکھوں گا۔ مگر چاند رمضان کا دیکھ کر ہمت کر لی، روزہ رکھا، پہلے روزہ کی طاقت کے مقابلہ میں آخری روزہ کی طاقت میں کئی گنا فرق پایا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خدا کی باتیں خدا ہی جانے

1۔ لفظ زکوٰۃ کے معنٰی پاک کرنے کے ہیں۔ جس طرح پلید اور میلا کپڑا اگرم پانی اور صابن لگا کر دھویا جائے تو وہ پاک اور سفید ہو جاتا ہے۔ اس کی ساری میل کچیل دور ہو جاتی ہے اسی طرح جس مال کی زکوٰۃ نکالی جائے وہ مال بھی پاک ہو جاتا ہے۔ لوگوں نے آج تک زکوٰۃ کے معنی ہی نہیں سمجھے۔

2۔ خدائے تعالیٰ نے مومن پر پانچ فرض مقرر کیے ہیں سب سے پہلا فرض کلمہ شریف کا پڑھنا یعنی خدائے تعالیٰ کی توحید اور حضرت کی رسالت پر سچے دل سے ایمان لانا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا۔ کلمہ شریف کا پڑھنا ساری عمر میں ایک مرتبہ فرض کیا گیا ہے۔ حضرت ابوالخیر صاحب نقشبندی مجددی دہلوی ایک دن میں 25 ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھتے تھے۔ مگر فرض ایک ہی مرتبہ ہے۔ باقی رہ گئے دو فرض نماز و زکوٰۃ اس کی بار ہا اتنی تاکید فرمائی کہ 86 مرتبہ قرآن شریف میں اس کا ذکر آیا ہے۔ بادشاہ اپنی رعیت کو ایک مرتبہ کسی امر کے متعلق حکم فرما دے تو رعیت پر اس کی فرماں برداری واجب ہو جاتی ہے۔ اگر رعیت کا کوئی

آدمی بادشاہ کے حکم کی فرمانبرداری نہ کرے تو اس کو باغی قرار دیا جاتا ہے۔ باغی کی سزا کیا ہے؟ قتل، اس سے سمجھ لو۔ ولایت میں ولایت کی پارلیمنٹ کے چند آدمی اکٹھے ہو کر ایک قانون پاس کرتے ہیں پھر تمام سلطنت میں وہ حکم جاری کر دیتے ہیں۔ جو شخص اس حکم کی فرمانبرداری سے انکار کرے تو اس کو باغی قرار دے کر پھانسی پر لٹکا دیا جاتا ہے جو بندوں کے بنائے ہوئے قانون کا انکار کرے وہ باغی اور اس کی سزا قتل اور جو اس احکم الحاکمین و مالک الملک کے حکم کی نافرمانی کرے وہ کس درجہ کا باغی و مجرم ہوگا۔ بادشاہ ایک مرتبہ حکم دے اور رعیت کا کوئی فرد اس حکم کو نہ مانے، دوبارہ بادشاہ حکم دے پھر بھی نہ مانے، تیسری مرتبہ حکم دے اور نہ مانے اس طرح اگر بادشاہ متواتر چھیاسی مرتبہ حکم فرمائے اور وہ شخص نہ مانے تو آپ خود اندازہ لگا لو کہ چھیاسی مرتبہ بادشاہ کی حکم عدولی کرنے والے کو کس قدر سزا ملنی چاہیئے اور وہ کس درجہ کا مجرم ہوگا۔

اس سے یہ مسئلہ سمجھ لو زکوٰۃ کے کیا معنی ہیں خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے تم کو مال دیا، ہم تم کو دیتے ہیں کہ جہاں چاہو اس کو خرچ کرو۔ جب پورے 360 دن تمہارے پاس اس مال کو گزر جائیں تو تمہارے خرچ کرنے سے جتنا مال بچ جائے اس مال کا چالیسواں حصہ یعنی اس مال میں سے 40 روپے کے پیچھے ایک روپیہ حساب کر کے، سو روپے میں سے ڈھائی روپیہ مسکینوں غریبوں کو دے دیا کرو۔

اس کے یہ معنی کہ جس طرح آج کل انگریزی حکومت میں کمپنیاں ہیں کمپنی میں حصے ڈالے گئے ہیں۔ کسی کا دس روپیہ کا حصہ، کسی کا پانچ روپے کا کسی کا ڈھائی روپے کا۔ تو خدائے تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ "ہم نے تم کو مال دیا اور ہم ہی حکم دیتے ہیں کہ یہ سارا مال تمہارا نہیں ہے اس مال میں تمہارا ایک اور حصہ دار مسکین غریب بھی ہے اس کا حصہ سال کے بعد نکال کر اس کو دے دیا کرو اس سے ایک تو تمہارا مال پاک ہو جائے گا۔ دوسرا تمہارے حصہ دار کو نفع ہو جائے گا۔ اس غریب کا کام نکل جائے گا، تمہارے مال میں برکت ہوگی اور اس کو

چور نہیں لے جائے گا، ڈاکو نہیں لے جائیں گے۔ آگ نہیں جلائے گی اس کے معنی یہ کہ خدائے تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اپنے بندوں کو مال دیا اور پھر آپ ہی کے حکم فرمایا ''اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ'' ''مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ'' فرمایا موت سے پہلے ہم نے جو مال تم کو دیا ہے ہم حکم دیتے ہیں تم خرچ کرو۔ تم ذرا سوچو تم یہ مال کہاں سے لائے اگر کوئی اپنے غلام یا نوکر کو حکم دے یہ مال لے جا اور مسکینوں اور غریبوں میں بانٹ دے۔ وہ غلام یا نوکر غریبوں یا مسکینوں میں نہ بانٹے بلکہ خود رکھ لے تو وہ نوکر یا غلام کس درجے کا بے دین نافرمان سمجھا جائے گا۔

سارا قرآن شریف شروع سے آخر تک پڑھ جاؤ کس جگہ خدا نے یہ نہیں فرمایا ''اَجْمِعُوْا اَجْمِعُوْا'' یعنی جمع کرو، جمع کرو۔ کیا فرمایا ''اَنْفِقُوْا، اَنْفِقُوْا'' خرچ کرو، خرچ کرو۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دینے والے ہم ہیں ہم ہی حکم دیتے ہیں کہ خرچ کرو تم اگر خرچ کرو تو ہم تمہیں سات سو دیں گے چودہ سو دیں گے۔ اٹھائیس سو دیں گے۔ دوسرا یہ کہ مال تم کہاں سے لائے تھے۔ ہم نے ہی تم کو دیا تھا کہ خرچ کرو۔ خرچ کرو گے تو ہم تم کو اور دیں گے ہمارے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے۔ میرے حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ ایک دن ایک بزاز نے مجھے سنایا تھا کہ ایک روپیہ مال کے پیچھے ایک پیسہ نفع ملے تو بیچ دیتے ہیں۔ ایک روپیہ کے اٹھائیس سو ملیں تو وہ سودا نہیں کرتا پھر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا قرآن شریف پر ایمان ہے ہم مانتے ہیں کہ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، ہم مسلمان ہیں۔ خدائے تعالیٰ آپ ہی اپنے بندوں کو مال دیتے ہیں اور پھر وہی حکم دیتے ہیں کہ اس کا چالیسواں حصہ غریبوں مسکینوں کو جو اس کے مستحق ہیں دے دیا کرو جن کو رب نے مال دیا انہوں نے بندر کی طرح سمجھا کہ اب ہمارے ہاتھ میں آگیا ہے ہم اس میں سے ایک پیسہ نہ دیں گے۔ خواہ ہماری جان بھی جائے۔

ایک بندر پکڑنے والے نے مجھے سنایا کہ جب ہم بندروں کو پکڑتے ہیں تو مٹی

کے بہت سارے دانے بھون کر جنگل میں جہاں بندر ہوں چھینٹے دیتے ہیں اور مٹی کی ایک ٹھلیا زمین کھود کر خوب مضبوط کر کے گاڑ دیتے ہیں اور اس ٹھلیا کو مکئی کے دانوں سے بھر دیتے ہیں جو دانے زمین پر پڑے رہتے ہیں دوسرے بندر کھاتے رہتے ہیں ایک بندر ٹھلیا میں سے لے کر کھاتا ہے جب تھوڑے دانے رہتے ہیں تو بندر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر دانوں کی مٹھی بھر لیتا ہے ٹھلیا کا منہ تنگ رہتا ہے خالی ہاتھ اس میں جاتا ہے لیکن بھرا ہاتھ نہ جاتا ہے نہ اس میں سے نکلتا ہے اس کا ہاتھ پھنس جاتا ہے مگر وہ بندر مٹھی نہیں کھولتا۔ مٹھی کھولے تو اس کا ہاتھ نکلے وہ کہتا کہ مٹھی میں دانے آگئے اب تو ہاتھ نہیں کھولوں گا دانے نہیں چھوڑوں گا ناچار ہو کر چیختا ہے چلاتا ہے شکاری چھپ کر کہیں بیٹھا ہوا ہے اس کا چیختا سن کر بندر کے پاس آ کر اس کے گلے میں رسی ڈال کر پکڑ لیتا ہے۔

تو جن لوگوں کو رب نے مال دیا ہے انہوں نے بندر کی طرح پھنس کر جان دے دی لیکن مال نہ دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی ترکیب سے مال ہاتھ آ گیا تو اس کی مٹھی نہیں کھولیں گے۔ اب ذرا سوچو تو اس مسئلہ کو مالک خداوند تبارک وتعالیٰ خود تو مال دیتے ہیں اور آپ ہی حکم دیتے ہیں کہ اس میں سے چالیسواں حصہ دے دو اُس کو اس کی کیا ضرورت ہے کیا ان کو کوئی بینکر بننا ہے کہ لے کر اس میں جمع کرتے جائیں جو کچھ حکم دیتے ہیں ہماری بہتری اور ہمارے ہی پاک کرنے کے لئے حکم دیتے ہیں۔

حضرت شیخ شبلی سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ حضرت سو روپیہ جمع ہو جائیں تو اس کی کتنی زکوٰۃ دوں آپ نے فرمایا کہ وہ سو کا سو بھی غریبوں اور مسکینوں کو دے دے اور اڑھائی روپیہ اور دے دے سائل نے کہا کہ اس کے کیا معنی۔ فرمایا کہ یہ اس بات کی سزا ہے کہ تو نے جمع ہی کیوں کیا تھا پہلے ہی تقسیم کیوں نہ کر دیا۔

بمبئی میں ایک سیٹھ نے تجارت کا مال لاد کر جہازوں میں بھیجا ہوا تھا اس میں سات لاکھ روپے کا مال تھا کپتان آگ بوٹ نے ہوائی تار کے ذریعہ اس کو اطلاع دی کہ

آگ بوٹ میں طوفان آ گیا ہے اس کے بچنے کی امید نہیں ہے۔ اگر چند منٹ یہی حالت رہی تو ہم بھی اور تمام مال بھی آگ بوٹ میں غرق ہو جائیں گے۔ ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ جب تار پہنچی تو سیٹھ صاحب نے معتمدوں سے پوچھا کہ دیکھو اپنے دفتر میں مال کی زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں انہوں نے کہا ادا ہوئی ہے۔ سیٹھ صاحب نے کہا پھر تو کوئی خطرہ نہیں۔ جب کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا ہو تو اس میں نقصان نہیں ہوتا۔ پھر ہم کیوں فکر کریں۔ سیٹھ صاحب نے اسی وقت وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ دوسرے دن پھر تار آئی کہ الحمد للہ! آگ بوٹ غرق ہونے سے بچ گئے۔ جب دوسری تار آئی تو سیٹھ صاحب نے پھر وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھی۔ ایک نوکر نے عرض کی کہ سیٹھ صاحب آج تو میں سمجھ گیا کہ آپ نے شکرانہ کی نماز دو رکعت نفل پڑھی۔ مگر کل میں بڑا حیران تھا کیا کل آپ نے ڈوبنے کے دو رکعت پڑھے تھے۔ اب سیٹھ صاحب نے جواب دیا کہ تم نے کہا تھا کہ زکوٰۃ ادا کی ہوئی ہے۔ میرے دل میں تو اس بات کا یقین تھا کہ آنحضرت ﷺ کا فرمان سچا ہوتا ہے جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے اس کو نقصان نہیں پہنچتا دوسرا میں نے دل کی طرف خیال کیا تو میرے دل پر اتنا صدمہ بھی نہیں پہنچا جتنا ایک پیسے کے جانے کا صدمہ پہنچتا ہے تو کل اس بات کے شکرانہ کی دو رکعت نماز پڑھی تھی کہ الحمد للہ! کہ خدائے تعالیٰ نے میرے دل میں مال کی محبت نہیں رکھی اور آج کی دو رکعت جو پڑھی تو وہ شکرانہ میں کی کہ رب نے اس مال کو صحیح وسالم بچا لیا۔ الحمد لله علی ذالك

نفس کے لئے لینا سہل ہے ہاتھ سے دینا مشکل۔ میرے حضرت قبلہ والد صاحب اکثر فرمایا کرتے کہ لوگ لے کر خوش ہوتے ہیں ہم دے کر خوش ہوتے ہیں لوگ کھا کر خوش ہوتے ہیں ہم کھلا کر خوش ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی برکت سے فقیر کو بھی ایسا پاک دل نصیب فرمائے۔ آمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

زکوٰۃ نہ دینے کا جرم کتنا ہے

خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں دسویں پارہ کے تیسرے ربع پہلے رکوع میں "وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ"

خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں وہ لوگ جو چاندی اور سونے کو چھپا رکھتے ہیں۔ راہ خدا میں اس کو خرچ نہیں کرتے یعنی اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے جو اس مال میں خدائے تعالیٰ کا حق ہے اور خدائے تعالیٰ نے فرض کیا ہے ان کو بشارت دید و سخت عذاب کی اور ان کو یاد دلا دو وہ دن کہ جب ان کے روپیہ پیسوں کو دوزخ کی آگ میں سرخ کر کے ان کی پیشانیوں پر داغ دیئے جائیں گے۔ ان کے دونوں پہلوؤں پر ان کی پشت پر اور ان کو فرشتے کہیں گے کہ یہ تمہارا ہی مال ہے جس کو تم نے جمع کر کے رکھا تھا اس جمع کرنے کا آج مزہ چکھ لو۔ اس آیت شریف کو غور سے پڑھیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر کے اپنے رب کو راضی کر لیں۔ اور اپنے مال کو بھی پاک کر لیں اور داغ لگنے سے بھی جانوں کو بچا لیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب میں زیور کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے جو مال عورتوں کے قبضہ میں ہو اس کی زکوٰۃ عورت کو ادا کرنی چاہیئے یعنی اس کی زکوٰۃ ادا کرنا عورت کے ذمہ فرض ہے جو مال مرد کے قبضہ میں ہو اس کی زکوٰۃ مرد پر فرض ہے۔

ایک شخص نے کسی کو قرض دیا ہوا ہے تو اس روپے کی زکوٰۃ اس قرضہ دینے والے پر واجب ہے کیونکہ در حقیقت اس روپے کا مالک تو یہ قرضہ دینے والا ہے۔ وہ ملک اسی کی ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے سفر کیا تو عرب شریف میں ایک قوم نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو زکوٰۃ خواہ وہ بہت تھوڑی مقدار

میں کیوں نہ ہو جیسے ایک بالشت رسہ جس سے اونٹ کے گوڈے باندھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تم لوگ ادا کرتے تھے۔ اب بھی دیدو تو بہتر ورنہ تمہارے ساتھ جنگ کر کے تم کو ہلاک کیا جائے گا اس بنا پر یہ حکم ہوا کہ جو زکوٰۃ دینے سے انکار کریں وہ کافر ہیں۔ آج کل مسلمانوں نے بجائے زکوٰۃ دینے کے الٹا سود لینا شروع کر دیا۔ خدا تعالیٰ نے تو سود حرام کر دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''ماں کے ساتھ زنا کرنا ایک حصہ گناہ ہے اور سود کھانا ماں کے ساتھ زنا کرنے سے ستر درجہ بڑھ کر گناہ ہے''۔ کسی مسلمان کو یہ کہہ دو کہ تیرے منہ میں خنزیر تو وہ کہتا ہے کہ اس کو جان سے مار ڈالوں اس نے مجھے اتنی سخت بات کیوں کہی اور جو دن رات خنزیر کھاتے رہتے ہیں در حقیقت کتنا برا مانتے ہوں گے سود کھانا سور کھانے سے بھی بدتر ہے۔

ایک بزرگ کے حال میں لکھا ہے کہ ابتدا میں سود کھاتے تھے ایک قصاب سے اسی سود سے گوشت لے آئے۔ گھر میں لا کر دیا اس کو پکاؤ بہت دیر پکاتے رہے آخر کو دیکھا اس میں گوشت نہیں تھا ساری ہنڈیا خون سے بھری ہوئی تھی۔ خاوند سے پوچھا کہ یہ گوشت تم کہاں سے لائے تھے اس نے کہا کہ قصاب کو جو روپیہ دیا ہوا ہے اس کے سود میں لایا تھا۔ اس عورت نے کہا کہ دیکھو سارا گوشت خون بن گیا۔ ہنڈیا ساری خون سے بھر گئی ہے تب اس عورت نے ادھر ہنڈیا اٹھا کر زمین پر دے ماری۔ ادھر اس کے خاوند نے سچے دل سے توبہ کر لی کہ آئندہ سود نہیں کھاؤں گا۔ خدائے تعالیٰ نے ان کو ہدایت نصیب فرما دی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہمارے مسلمان بھائیوں کو بھی ہدایت نصیب فرمادے۔ جیسے حبیب عجمی کو ہدایت نصیب فرمائی اور مسلمانوں کو سود خوری سے بچائے۔ آمین ثم آمین

وہ دیوانے ہیں جو اتنا نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تو ایک ایک دانہ پر مہر لگائی ہوئی ہے۔ رب حرام نہیں کھلاتا تو یہ حلال کو چھوڑ کر حرام کیوں کھاتے ہیں۔ جو جسم گوشت حرام کھا کر پرورش پائے گا وہ جسم اس قابل ہوگا کہ دوزخ کی آگ میں جلایا جائے اور جو جسم حلال

طیب مال کھا کر پرورش پائے گا وہ جسم اس قابل ہوگا کہ اس کو جنت میں داخل کیا جائے۔

اگر در خانہ کس اس یک حرف بس است

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

دہلی میں کسی نادان مولوی نے یہ فتویٰ دیا کہ بنک کا سود جائز ہے۔ جو دلیل لکھی وہ یہ ہے کہ بنک والے جو سود دیتے ہیں اور مسلمان وہ سود کا روپیہ نہیں لیتے تو بنک والے کیا کرتے ہیں اس روپیہ کو عیسائی مشنوں کو دے دیتے ہیں وہ عیسائی مشن والے اسلام کے برخلاف اس روپیہ کو خرچ کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ مسلمان اس روپیہ کو لے لیا کریں اور کھالیا کریں۔ فقیر نے اس کے معنی جو سمجھے ہیں وہ یہ ہیں کہ خنزیر کا گوشت عیسائی کھاتے ہیں بڑے موٹے ہو جاتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ مسلمان بھی خنزیر کا گوشت کھالیا کریں عیسائی کھاتے ہیں موٹے تازے ہوتے ہیں مسلمان بھی کھانا شروع کریں۔ دیوانے مولوی نے اتنا نہیں سمجھا کہ جب اس کا نام سود ہے تو پھر بنک کا سود ہو یا کسی اور جگہ کا سود کو خدائے تعالیٰ نے حرام کیا۔ یہ نادان مولوی جائز کرتا ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کے حرام کو حلال سمجھے وہ کافر۔ اس فتویٰ دینے سے تو مولوی خود کافر ہو گیا۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمَنۡ يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاِنَّهٗ مِنۡهُمۡ" (سورۃ مائدہ ربع ثالث) جو کافروں کے ساتھ تعلق رکھے گا وہ کافر ہے۔ یہ کفر کا فتویٰ خود اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ہی اس نادان دشمن دین مولوی پر لگایا ہوا تھا۔ اب سود کے کھانے کو جائز کر کے اس کفر کے فتوے کو اس نے خود اپنے اوپر عائد کر لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حج

﴿1﴾ ایک موت کا سفر ہے۔ ایک حج کا سفر ہے۔

﴿الف﴾ ملک الموت آئے گا ایک تھپڑ مار کر جبڑا وقہرا سب رشتے ناتے تعلقات و کاروبار چھڑائے گا اس کا نام موت کا سفر ہے۔

﴿ب﴾ جو شخص اپنے ارادہ سے موت کے سفر سے قبل سب رشتہ ناتے تعلقات و کاروبار چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے گھر کی طرف چلا وہ حج کا سفر کر رہا ہے اس سفر کرنے والے کو حاجی کہتے ہیں۔ اس کو ایک ایک قدم کے بدلے سو نیکی ملے گی۔

اصل یہ ہے کہ دنیا کی چیزوں کی محبت کو دل سے نکالنا اور خدا کی محبت کو دل میں لینا حج ہے۔ حاجی اگر سفر میں فوت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ قیامت تک فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس کی جانب سے ہر سال حج کرتے ہیں اور اس کا ثواب اس حاجی کو ملے گا۔

﴿2﴾ جتنی مخلوق ہے وہ سب جال میں پھنسی ہوئی ہے۔ مخلوق میں سے وہ بڑا شہہ زور ہو گا جو اس جال کو توڑے گا۔ جال کے توڑنے کا نام حج ہے اس توڑنے والے کو حاجی کہتے ہیں۔

﴿3﴾ انگریز خطاب دیتے ہیں، خان بہادر، خان صاحب وغیرہ جو اس جال کو توڑنے والا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے حاجی کا خطاب دیا ہے اس کی قدر نہیں کرتے۔

﴿4﴾ نتیجہ حج کا کیا ہے حج کرنے والا ایسا ہوا جیسا کہ آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

﴿5﴾ مکہ شریف کی زمین کیوں واجب التعظیم ہے "لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ" (سورۃ بلد، پارہ 30) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ہم قسم کھاتے ہیں اس شہر کی۔ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں کعبہ ہے یا میزاب رحمت ہے، یا مقام ابراہیم ہے۔ بلکہ

اس وجہ سے کہ آپ ﷺ کے قدم پاک اس زمین پر ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ کے قدم مبارک کی برکت سے یہ زمین بھی واجب التعظیم ہوئی اس لئے اس زمین کی قسم کھاتے ہیں

﴿6﴾ حاجی کا بڑا درجہ ہے جتنے حاجی ہیں گھر سے نکلتے ہی سب رب کے مہمان ہین جو شخص کسی کے مہمان کی خدمت کرے وہ میزبان کا دل خوش کرتا ہے اور جو کسی کے مہمان کو تکلیف دے یا ستائے گویا وہ میزبان کو تکلیف دیتا ہے یا ستاتا ہے۔ اس لئے حاجیوں کی خدمت عین موجب خوشنودی اللہ تعالیٰ ہے۔

﴿7﴾ حاجی جب خدا کا مہمان ہے تو اس کو کیا پرواہ ہے۔ وہ شہنشاہ کے خزانے میں ہاتھ رکھے ہوئے ہے پس حاجی کو چاہئے کہ خدا پر بھروسہ رکھے دل کھلا رکھے خود خوب کھائے خرچ کرے۔ تنگ دلی نہ کرے اس وجہ سے کہ اس کا ہاتھ خدا کے خزانے میں ہے۔ وہ خدا کا مہمان ہے جو کچھ اس کے پاس ہے وہ خدا کے دستر خوان سے ہی ہے اور جو ضرورت کے وقت ملے گا وہ خدا کے خزانہ ہی سے ملے گا خدا کا خزانہ کم نہیں ہوسکتا۔

﴿8﴾ جتنی عبادتیں رب نے مقرر کیں۔ ان سب میں ایک چیز کا خرچ ہے، مثلاً روزہ، نماز، زکوٰۃ یعنی اس میں ایک چیز صرف جان یا مال کا خرچ ہے۔ مگر حج میں جان کا بھی خرچ ہے اور مال کا بھی خرچ ہے۔ دونوں چیزیں انسان کو عزیز ہیں۔ اس لئے اس کا درجہ بڑا ہے جتنی تکلیف حاجی کو زیادہ ہوگی، اسی انداز سے ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ اس میں تکلیف کو تکلیف نہ سمجھنا چاہئے۔

﴿9﴾ ہر عبادت کے طریقہ اور آداب ہیں۔ بغیر آداب کے عبادت درجہ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ حج کے لئے بھی بعض آداب ہیں اور ضروری ہیں سب سے پہلا ادب مقام مقررہ (جس کی صراحت کتابوں میں ہے) پر پہنچتے ہی احرام باندھنا یعنی ایک چادر باندھنا اور ایک چادر اوڑھنا۔ اس کے طریقے تفصیل سے کتابوں میں درج ہیں احرام اصل میں کفن ہے موت کا لباس ہے۔

مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے
زلیخا ہر گلی کوچہ میں بے توقیر پھرتی ہے

خانہ کعبہ مجلس شاہی، عرفات دربار شاہی کی حاضری کیلئے سب سے پہلے حج کی نیت فرض ہے۔

﴿10﴾ شیطان اور نفس دو دشمن ہمارے ساتھ لگا دیئے ہیں ہم بارگاہ ایزدی میں ننگے سر، ننگے پاؤں جاتے ہیں یعنی احرام باندھ کر فریادی بن کر کہ یا اللہ! ان دونوں دشمنوں نے ہمیں تباہ کر دیا۔ ہمیں بچا۔ اس میں رب کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہمارا ہی فائدہ ہے رب ہم کو پاک کرے گا۔ بڑی مہربانی یہ ہے کہ مالداروں ہی کو حکم ہوا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا وہاں "مَنِ اسْتَطَاعَ" کی قید لگائی مگر حاضری مدینہ شریف کیلئے ہر ایک کو حکم دیا ہے خواہ امیر ہو یا غریب، جس طرح حج کو جانا فرض ہے اسی طرح ہر ایک کو مدینہ جانا فرض ہے۔

﴿11﴾ کئی سال کا واقعہ ہے کہ میں کابل گیا تھا۔ حاجی ترنگ زئی صاحب سے ملاقت ہوئی تھی۔ حاجی صاحب نے سات حج کئے اور ساتوں پیدل۔

﴿12﴾ تم جا رہے ہو اپنے پچھلے گناہ بخشوانے کیلئے نہ کہ گناہ کرنے کیلئے اس راستہ میں درود شریف ہی پڑھتے رہو حاجی کا کھانا پینا سونا سب عبادت ہے اور ایک ایک قدم کے بدلے سو سو نیکی لکھی جائے گی۔ خواہ سواری پر ہی جائے۔

﴿13﴾ حاجی جب گھر سے چلتے ہیں تو ان کا یہ سفر موت کا سفر ہے وہ خوشی سے اپنے ارادہ سے سب گھر والوں کے تعلقات کو چھوڑ چلے ہیں پس اب گھر سے کیا کام۔ اسی کا نام حج ہے

﴿14﴾ حاجیوں کو چاہیئے کہ جس دربار میں جا رہے ہیں۔ اس دربار کا خیال رکھیں کوئی فضول بات زبان سے نہ نکالیں۔ جو بات تم زبان سے نکالتے ہو اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے اس کا جواب تم کو دینا ہے۔ ایک بزرگ نے ایک نئے مکان کی نسبت حج کے زمانہ میں دریافت کیا کہ یہ کس کا مکان ہے پھر خیال آیا تو اپنے نفس کو جواب دیا کہ مجھے اس سوال کے

جواب سے کیا مطلب۔ کیوں میں نے ایسی بات دریافت کی جو فضول ہے۔ اس لئے اس جرم میں نفس پر ایک سال کے روزے رکھے۔

زبان اللہ تعالیٰ نے ایک دی وہ بھی دو کواڑوں کے درمیان اس لئے اس کو دونوں کواڑوں کے اندر بند ہی رکھو۔ جب ضرورت ہو باہر نکالو۔ بے ضرورت اس سے کام نہ لو۔

درود شریف کو کم از کم ہزار مرتبہ روزانہ زمانہ حج میں پڑھا کرو۔ استغفار روزانہ کم از کم ایک تسبیح پڑھا کرو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے توفیق بخشی حج کو جانے کی خانہ کعبہ کے ادب کا خیال رکھو۔ حرم شریف میں لوگ سوتے ہیں کس قدر بے ادبی کی بات ہے۔ حرم شریف کے لوگ جاگتے ہیں اور خادم غلام سوتے ہیں یہ کس قدر توفیق نیک کے عطیہ کی ناشکری ہے۔ میرے نزدیک تو اس سے بڑھ کر گناہ ہی نہیں کہ رب کی بارگاہ میں غافل ہو کر تکیہ لگا کر سو رہے ہیں۔ مکہ اور مدینہ کی زمین کا بھی ادب کرو۔

ایک بزرگ تھے سید ولی صاحب نقشبندی لاہور کے رہنے والے انہوں نے حج نہیں کیا تھا، فرماتے تھے کہ مکہ اور مدینہ منورہ کی زمین کا ادب مانع ہو رہا ہے۔ جس زمین پر حضور ﷺ چلے پھرے، بیٹھے ہوں وہاں میں کس طرح پیشاب پاخانہ کروں۔ اس کے لئے یہ تدبیر انہوں نے اپنے نزدیک اختیار کی کہ میں مکہ اور مدینہ کی زمین نہ کھاؤں نہ پیوں اس کیلئے کم از کم پندرہ روز بھوکے اور پیاسے رہنے کی مشق کرنی چاہئے۔ چنانچہ اس ترکیب میں انہوں نے تین دن تک کی مشق کر لی تھی۔ کہتے تھے کہ جب پندرہ روز تک بھوکے پیاسے رہنے کی مشق ہو جائے گی تب جاؤں گا۔

جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے کہا کہ بھوکے پیاسے رہنے کی کیا ضرورت ہے اونٹ پر دو کنستر رکھ لو اور اونٹ کے دونوں بازوؤں پر لٹکا دو ایک میں پیشاب کرو، دوسرے میں پاخانہ کرو۔ جب وہ بھر جائیں تو سمندر میں پھینک دیا کرو۔ اس طرح سے ادب بھی کامل ہو جائے گا اور حج و زیارت بھی نصیب ہوگی، غرض یہ کہ بعض اللہ والے لوگ اس طرح

کا شدید ادب ملحوظ رکھتے ہیں۔

حقہ بیڑی پی کر دربار شاہی اور مجلس شاہی میں یعنی عرفات وخانہ کعبہ وحرم شریف میں مت جاؤ۔ منہ میں بدبو لے کر شہنشاہ کی بارگاہ میں جاؤ گے تو نکال دیئے جاؤ گے۔ کوئی دعا اس بدبودار منہ سے نکلی ہوئی قبول نہ ہوگی۔

داڑھی منڈوا کر شہنشاہی دربار میں مت جاؤ۔ داڑھی منڈے بخشے نہ جائیں گے جب تک کہ نمونہ حضرت ﷺ کا نہ بنائیں گے۔

حاجیوں کا دل کیوں سخت ہوتا ہے؟ جن حاجیوں کا دل سخت ہوتا ہے وہ کسی کی صحبت میں نہیں رہے۔ یعنی پیر کی صحبت ان کو نہیں ملی۔

حج کیلئے اہلیت ولیاقت ہونی چاہئے۔ ''خر عیسیٰ اگر بمکہ روز پاچوں بیاید ہنوز خر باشد''۔ سارا دارومدار شریعت کا دل کے نرم ہونے پر ہے۔ اور دل خود بخود نرم نہیں ہوسکتا اس کیلئے پیر کے پاس جانا ضروری ہے۔ یہ بھی دل کی ایک بیماری ہے جس طرح ظاہری بیماریوں کیلئے حکیم طبیب کے پاس جاتے ہیں۔ اسی طرح دل کی بیماریوں کیلئے بھی طبیب روحانی یعنی پیر کے پاس جانا ضروری ہے۔

لاہور میں ایک بڑھیا اندھی تھی۔ مانگ رہی تھی یہ کہہ کر کہ کچھ اللہ کے واسطے دو ایک حاجی راستہ والے نے کہا لے۔ بڑھیا نے جھولی آگے کر دی۔ راستہ والے نے جھولی میں سے سب لے لیا۔ بڑھیا نے پکار کر کہا کہ بابا حاجی، بابا حاجی۔ راستہ والے نے کہا اس کو میرا حاجی ہونا کیسے معلوم ہے، اس کا یہ مطلب ہے کہ جن کو ظاہری آنکھ سے نہیں نظر آتا ان کی اکثر دل کی آنکھ روشن حاجی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ ان کا یہ مرض بغیر پیر کی صحبت کے نہیں جاتا۔

ست گر ایسا چاہئے جو عقلی گر سا ہوئے
جنم جنم کے مورچے پل میں دیوے کھوئے

﴿قربانی کے معنی﴾

﴿1﴾ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے صبح اٹھ کر سو اونٹ قربانی کیے۔ دوسری رات پھر یہی خواب دیکھا، پھر صبح اٹھ کر سو اونٹ قربانی کیے۔ تیسری رات بھی پہلی رات کی طرح خواب میں دیکھا تو تیسرے دن اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پر تیار ہوئے بیٹے کو لے کر مکہ سے چلے منیٰ کے مقام پر پہنچے۔ راستہ میں شیطان نے تین جگہ باپ بیٹے اور ماں کو بہکانا چاہا، مگر تینوں نے حکم خداوندی کی تعمیل پر بخوشی آمادگی ظاہر کرتے ہوئے شیطان کو دھتکارا اس لعنت میں منیٰ میں تین شیطانوں پر سات سات کنکریاں مارنے کا حکم ہے۔ جب شیطان کے بہکانے میں نہ آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح فرزند پر تیار ہو کر ان کو ذبح کیلئے لٹایا چھری حلق پر نہ چلی اللہ تعالیٰ نے ایک دنبہ جنت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ جبرائیل کے ذریعہ بھجوا کر اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ دنبہ ذبح کیا گیا اس کا قصہ عام ہے اس سنت کے پیروی میں قربانی جاری ہوئی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

﴿حجر اسود کو بوسہ دینا﴾

حجر اسود ایک پتھر ہے جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ آیا ہے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک میں رکھ کر قریش کے چاروں قبیلوں کو ایک ایک کونا چادر کا پکڑوا کر خود اپنے ہاتھ سے خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب فرمایا اور پھر اس کو بوسہ دیا۔

کہاں تھے یہ نصیب اللہ اکبر سنگ اسود کے
یہاں کے پتھروں نے پاؤں چومے ہیں محمد ﷺ کے

میں قربان مکہ کی گلیاں جن پر لائیاں دل بھر کلیاں
سمجھ ہے اپنی اپنی اور عقیدہ اپنا اپنا ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو بال گناہ کی حالت میں اگے ہوئے ہیں ان کو نکال دو اب تمہاری نئی زندگی شروع ہے۔

سعی صفا و مروہ اور زمزم

بی بی حاجرہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شدت پیاس کی وجہ سے بے تاب ہو کر پانی کی تلاش میں صفا کی پہاڑی سے مروہ کی پہاڑی تک دوڑ دوڑ کر قافلہ کو دیکھتی تھیں بالاخر ساتویں دفعہ دوڑ کر واپس بیٹے کے پاس آئیں تو ان کے قدموں کے نیچے زمین میں سے پانی بہنے لگا۔ حضرت موصوفہ نے اس کو زمزم کہا یعنی (ٹھہر ٹھہر) پس وہ پانی ٹھہر گیا اب ایک کنویں کی شکل میں موجود ہے تفصیل کتابوں میں دیکھ لو۔ اس دوڑنے میں سعی مابین صفا و مروہ سب پر واجب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

زیارت رسول مقبول ﷺ

مدینہ منورہ جانے کی نسبت انکار کیا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ وہاں جانے سے آدمی قبر پرست بن جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ پارہ 5 دوسرا ربع دوسرے رکوع میں فرماتا ہے کہ

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُكَ فَاسْتَغْفَرُواللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوااللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا○

یہ حکم حضرت ﷺ کے دنیا میں رہنے تک کا ہی نہیں ہے بلکہ قیامت تک کا حکم ہے۔ بعض لوگوں نے لکھ دیا ہے کہ وہاں جانا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے جس جگہ حج فرض کیا ہے وہاں من استطاع کی شرط لگائی مگر مدینہ شریف کیلئے کوئی شرط نہیں لگائی۔ بلکہ ہر ایک امیر غریب کیلئے حکم دیا کہ اگر انہوں نے گناہ کیے ہوں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں۔

﴿1﴾ خلیل الرحمٰن صاحب ایک بزرگ تھے مدینہ شریف میں انہوں نے اشعار ذیل میں مدینہ شریف کی حاضری کی نسبت بہت خوب و درست اظہار فرمایا ہے۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال و خویش وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

یہاں کی حاضری سے جہنمی بھی جنتی بن جاتا ہے۔

﴿2﴾ حدیث شریف میں آیا ہے "مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ" جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ اگر قبر پرستی کا الزام مدینہ جا کر زیارت رسول اکرم ﷺ کرنے سے عائد ہوتا تو کیوں حضور ﷺ حدیث شریف

بالا فرماتے۔ پھر فرمایا (حدیث شریف) ''فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ'' جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

﴿3﴾ حج و زیارت میں جو تکلیف ہو اس کو تکلیف نہ خیال کرنا چاہئے بلکہ اس کو خوشی وشوق سے برداشت کرنا چاہئے حضرت فصاحت جنگ جلیل لکھنوی نے جو حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے استاد ہیں کیا اچھا کہا ہے، فرماتے ہیں

زیارت کی تمنا میں خیال رنج و راحت کیا
کنکری جو راہ میں پڑتی اٹھاتے اپنی آنکھوں سے

ان کے اس شعر نے بار بار میری ہمت بڑھائی اور ان کا یہ شعر میرا رفیق سفر بنا رہا۔

﴿4﴾ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی کہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت کی تو اسے درے لگاؤ اس نے کیوں ایسا کہا اس کو کہنا چاہئے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کی زیارت کی۔

﴿5﴾ مدینہ شریف کی حاضری کے زمانہ میں آداب کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔ جس زمین پر حضور ﷺ چلے پھرے ہوں تشریف رکھی ہو، وہ کیسی واجب التعظیم ہوگی۔ اس لئے حضور ﷺ کے دربار میں بہت ادب سے حاضر ہونا ضروری ہے۔ چرٹ، بیڑی ہرگز نہ پئیں۔ آواز سے چلا کر نہ بولیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ''حضور ﷺ کی آواز سے بلند آواز نہ کرو ورنہ اعمال خبط ہو جائیں گے''۔ یہ حکم حضرت کی زندگی میں تھا اور تا قیامت ہے

﴿6﴾ حضور ﷺ کے دربار کے کتے بھی آواز سے نہیں بھونکتے۔ انسانوں کو ان سے زیادہ ادب ملحوظ رکھنا چاہئے۔ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

ادب تا ہیت از فضل الٰہی
نبر بر سر برو ہر جا کہ خواہی

﴿7﴾ حضور ﷺ ہر اس زائر کی آواز سنتے ہیں جو مزار پُر انوار پر حاضر ہوتا ہے اس کے

سلام کا جواب دیتے ہیں اس کے مطالب پورا فرماتے ہیں۔

﴿8﴾ حدیث شریف میں ہے ”مَنْ زَارَنِیْ بَعْدَ مَمَاتِیْ فَقَدْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ“ ”جس نے میرے بعد میری زیارت کی اس نے گویا زیارت کی میری زندگی میں“۔ یہ دولت جن کو ملی وہ خوش نصیب ہیں۔

﴿حدِ رسول اللہ ﷺ﴾

آج کل ایک عام بات مشہور ہے کہ حضرت کی ذات کو حد سے نہ بڑھاؤ۔ حد سے وہی بڑھا سکتا ہے جس کو حد معلوم ہو جس کو حد ہی معلوم نہ ہو وہ کیا بڑھائے گا آپ کی حد سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں ایک بار کلمہ شریف پڑھنے سے تمام عمر کے گناہ بخشے جاتے ہیں اس قدر تو ہم کو معلوم ہے۔

محمد مصطفےٰ ﷺ اے کیف ممدوح الٰہی ہیں
بشر کیا کوئی بھی ان کا ثناخواں ہو نہیں سکتا
محمد ﷺ سر قدرت ہیں کوئی رمز ان کا کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہیں حقیقت میں خدا جانے

﴿1﴾ معراج شریف میں جب حضرت ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے ہیں جبرائیل نے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اپنا جسم آپ کو دکھاؤں، میرے چھ سو پر ہیں ایک ایک پر اتنا بڑا ہے کہ ساری زمین اس کیلئے کافی نہیں ہو سکتی۔

جبرائیل نے اتنے بڑے بڑے چھ سو پر کھول کر دکھلائے، مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں اگر حضرت روحی فداہ ﷺ اپنے بڑے پر دکھا دیتے تو قیامت تک حضرت جبرائیل بے ہوش پڑے رہ جاتے۔

احمدار بکشاید آن پر جلیل
تا ابد بے ماندے جبرائیل

اس پر سے قیاس کرلو کہ حضرت ﷺ کی حد کتنی بڑی ہے۔

﴿ب﴾ جب سدرۃ المنتہیٰ تک حضور ﷺ معراج کی رات پہنچے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یا اخی جبرائیل آگے چلئے تو جبرائیل نے فرمایا کہ یا حضرت میری حد یہاں ختم ہو چکی۔ آپ نے فرمایا کہ میرا تو یہاں سے اب پہلا قدم شروع ہوا۔ اس پر جبرائیل نے عرض کی اگر اس سے بڑھ کر ایک بال برابر بھی آگے جاؤں گا تو تجلیات باری تعالیٰ مجھے جلا دیں گے۔

اگر یک سر موئے بر تر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

میں اس سے آگے ہرگز نہیں جا سکتا۔ جب بارگاہ الٰہی کے سب سے زیادہ مقرب فرشتے یہ کہتے ہیں کہ میں اس سے آگے ذرہ برابر بھی نہیں جا سکتا تو اب کون ہے جو حضرت ﷺ کی حد جانتا ہو۔

﴿ج﴾ معراج کی رات میں حضور ﷺ خدائے تعالیٰ کے اتنے نزدیک ہوئے کہ اس کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانے۔ قرآن شریف سورۃ النجم میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے "قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی" دو کمان کے گوشے یا اس سے بھی نزدیک۔

آپ کا نام مبارک زبان پر آجانے سے تمام عمر کے کفر و شرک و گناہ مٹ جاتے ہیں "اللھم ارزقنا وایاکم" خدائے تعالیٰ کلمہ شریف کا پڑھنا سب کو آخر وقت میں نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿حیات النبی ﷺ﴾

﴿1﴾ جسم اور روح دو چیزوں سے انسان زندہ کہلاتا ہے جب تک جسم میں روح ہے تو کہتے ہیں کہ انسان زندہ ہے اور جب روح جسم سے نکل گئی تو کہا جاتا ہے کہ مردہ ہے مثلاً پنجرے میں طوطا جب تک ہے وہ مقید ہے پنجرے سے طوطا جب باہر ہو جائے گا تو وہ ہر طرح سے آزاد ہے اسی طرح روح اپنے جسم کے پنجرے سے نکلنے کے ساتھ ہی آزاد ہو جاتی ہے اور ہزار ہا درجہ اس کی قوت بڑھ جاتی ہے۔

﴿2﴾ روح کی متعلق کفار نے سوال کیا تھا اس وقت ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ ''کہہ دو اے محمد ﷺ کہ روح خدا کا حکم ہے'' قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي ''امر رب کیلئے موت نہیں ہے۔

﴿3﴾ کہتے ہیں کہ جس طرح دوسرے لوگ دنیا سے سفر کر گئے اسی طرح رسول پاک ﷺ بھی سفر کر گئے۔ اگر رسول پاک ﷺ معاذ اللہ مر جاتے تو ازواج مطہرات کیوں دوسروں پر حرام ہوتیں۔ زندہ کی عورت دوسرے پر حرام ہوتی ہے نہ کہ مردہ کی۔

﴿4﴾ جس قدر روحیں ہیں وہ مرتی نہیں بلکہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتی ہیں۔ حضرت رسول اللہ ﷺ کو ''مر گئے'' کہنا سخت منع ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں ان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ''شہیدوں کی نسبت زبان سے مت کہو کہ مر گئے بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم سمجھ نہیں سکتے۔'' وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ

لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" شہیدوں کے متعلق خیال تک مت کرو کہ وہ مر گئے۔ بلکہ وہ زندہ ہیں ان کو رزق دیا جاتا اور وہ ہر وقت خوش رہتے ہیں اس چیز سے جو رب نے اپنے فضل و کرم سے ان کو عنایت فرمائی ہے اور ان کو بشارت دی جاتی ہے۔ خوشخبری سنائی جاتی ہے ان کے لواحقین کی ان کے متعلقین کی۔ ان کو کوئی خوف نہیں اور کوئی غم نہیں۔ خدائے تعالیٰ ہی یہ فرما رہے ہیں کہ ان کے مردہ ہونے کا گمان نہ کرو یعنی مردہ ہونا تو ایک طرف تمہارے خیال میں بھی یہ بات نہ گزرے کہ وہ مردہ ہیں مقام غور ہے کہ شہیدوں کے متعلق خدائے تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ شہیدوں کو مردہ مت کہو اور نہ گمان کرو پھر افسوس کا مقام ہے کہ حضرت رسول پاک ﷺ کو لوگ مردہ کہیں

حدیث شریف میں ہے جہاد میں قتل ہونا شہادت صغریٰ ہے نفس کے ساتھ جہاد کرنا شہادت کبریٰ ہے مقام غور ہے کہ شہادت صغریٰ پانے والوں کی نسبت خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ان کو مردہ مت کہو بلکہ دل میں مردہ گمان بھی نہ کرو" چہ جائے کہ حضرت رسول پاک ﷺ کی نسبت کہا جائے کہ وہ مردہ ہیں۔ نبی کا درجہ بلند ہے نبی کے بعد صدیق، صدیق کے بعد شہید۔ شہید کے بعد صالحین کا درجہ ہے۔ دیکھو قرآن شریف

"فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ" جن کو اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا کی اسی نعمت کیلئے پانچوں وقت نماز میں کہتے ہیں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ" یعنی ان کا راستہ نصیب فرما جن پر تو نے انعام کیا۔ یعنی ان پرانوں کا راستہ۔ اب جو لوگ پرانوں کا راستہ چھوڑ کر نیو فیشن اختیار کرتے ہیں وہ ذرا اس آیت شریف کو غور سے پڑھیں۔ وہ پرانوں کا راستہ تمہارا جدی ورثہ ہے دنیا میں کوئی جاہل سے جاہل بھی اپنا جدی ورثہ نہیں چھوڑتا تو ہم کیسے اپنا جدی ورثہ چھوڑیں مثلاً حنفیت ہمارا جدی ورثہ ہے ہمارے والدین بھی حنفی۔ پھر استادوں کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بھی حنفی۔ حضرت

پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بھی حنفی۔ ہم کو تو تین طرف سے جدی ورثہ پہنچا ہے۔ ہم کس طرح یہ تین جدی ورثہ چھوڑ سکتے ہیں بڑی سخت غلطی پر وہ لوگ ہیں جو اپنا جدی ورثہ صراط المستقیم چھوڑ کر گمراہ ہو کر پگڈنڈیوں میں ٹھوکریں کھاتے پھریں۔ اَللّٰھُمَّ اَحْفَظْنَا مِنْ کُلِّ بَلَآءِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔

﴿5﴾ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ ایک شخص کریم بخش نامی لاہوری جو بارہ سال سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں مقیم تھا مواجہ شریف کے سامنے سلام پڑھ کر کھڑا تھا۔ فقیر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان پر لا کر اسے ایک کرتہ دیا میرے ایک رفیق نے اس کو قیمتی کوٹ دیا۔ ایک نے پگڑی دے دی اور ایک نے پاجامہ دیا۔ ایک نے چادر دے دی، اس نے سارے کپڑے چادر میں لپیٹ لئے اور کپڑے لپیٹتے وقت کہا کہ جب آپ نے میرا ہاتھ پکڑا تھا اس وقت میں حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت کپڑے پھٹ گئے ہیں اس نے کپڑے لپیٹ کر حرم شریف میں جا کر مواجہ شریف میں رکھ کر غسل کر کے وہی کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر دربار میں حاضر ہو کر دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ حضور کپڑے مل گئے ہیں دیکھ لیں۔

فقیرِ دوسرے سال پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا وہ کریم بخش ملا فقیر کو پہلی بات یاد تھی۔ پھر میں نے آدمی کو کہا کہ اس کو کپڑے دے دو۔ کپڑے نکالے تو اس میں کشمیری ٹوپی نکل آئی۔ میں نے کہا یہ بھی دے دو تو اس اللہ کے بندے نے کہا کہ آج میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ ٹوپی پھٹ گئی ہے۔

پھر میاں کریم بخش لاہوری نے کہا کہ مجھے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے بارہ سال ہوئے پہلے سال مجھے علم نہیں ہوا۔ پورے سال کے بعد یہ مسئلہ میری سمجھ میں آیا کہ رحمۃ للعالمین کا دربار موجود ہے اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے "اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ" (بخاری شریف) یعنی خزانچی میں ہوں اور داتا رب ہے۔ اس کے بعد گیارہ برس

گزر گئے، میں نے کسی انسان کے پاس کسی معاملہ میں کوئی سوال نہیں کیا۔ جب ضرورت ہوئی تو حضور ﷺ کی جناب میں جا کر عرض کیا پانچ منٹ نہ گزرتے کہ میری مراد پوری ہو جاتی۔

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک و مال وخویش و وطن سے جدا ہوا

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

وہاں حاضر ہونے سے جہنمی بھی جنتی بن جاتے ہیں اور قسمت بدل جاتی ہے۔

﴿8﴾ پچاس سال پہلے میرا ایک رفیق پنجاب کا رات کو حرم شریف میں شب باش ہوا۔ اس طرح کہ ترکوں کے زمانہ میں رات کو کسی حرم شریف کے اندر رہنے کی اجازت نہ تھی۔ جب تک کہ شیخ الحرم حکم نہ دیں مجھے چار آدمی اپنے ساتھ حرم شریف میں رکھنے کی اجازت تھی میرے ساتھ تین آدمی تو موجود تھے میں نے اس کو کہا کہ چوتھا تو رہ جا۔ اس دن وہ روزے سے تھا۔ روزہ کھولنے کے بعد اس نے کھانا نہیں کھایا تھا عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد میرے ساتھ حرم شریف میں گیا اندر رات گزاری۔ فجر کو میرے ڈیرے میں آکر کہنے لگا کہ رات کو بڑا عجیب تماشا ہوا کہ پچھلی رات ہوئی تو میں نے حضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت بھوک سے بڑی تکلیف ہو رہی ہے اتنے میں ایک سفید لباس والے بزرگ تشریف لائے اور مجھے فرمایا کہ جھولی کر، میں نے جھولی کی تو انہوں نے میری جھولی میں کھجوریں جو سیر بھر کی ہوں گی ڈال دیں۔ تو میں نے پیٹ بھر کر کھالیں۔ میں نے کہا کہ کہیں میرے لئے بھی دو چار کھجوریں رکھتا کہنے لگا کہ کھجوریں کھا چکنے کے بعد یاد آیا۔ چشم دید واقعہ کا انکار کفر ہے۔ میں نے کہا حضور نبوی ﷺ کے دربار کی کھجوریں تجھ کو مبارک ہوں۔

ایک مرتبہ فقیر مصر کی راہ سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوا بمبئی سے لے کر مصر تک وضو کیلئے میٹھا پانی نہیں ملا۔ سمندر کے کڑوے پانی سے وضو استنجا کرتا رہا، کڑوے پانی کے لگنے سے چوتڑوں وغیرہ میں رانوں میں زخم ہو گئے۔ اور اوپر کا چمڑا باریک اتر گیا اور اندر سے خون کا بہنا شروع ہوا۔ اور خون لگ لگ کر کپڑا پلید رہتا تھا۔ مدینہ منورہ میں دربار میں حاضر ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد میں نے عرض کی کہ یہ تو میں جانتا ہوں کہ اس دربار میں حاضری دینے کے قابل نہیں تھا۔ یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ مجھ کو حاضری نصیب ہوئی۔ مگر بے وضو میں یہاں حضور ﷺ میں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہ زخم ہر وقت جاری رہتا ہے مجھے فرمایا کہ ان زخموں کو آب کوثر سے دھو ڈال (آب کوثر ایک چھوٹی سی باولی ہے جو حرم شریف کے اندر بیر فاطمہ کے نام سے موجود ہے) فقیر ادھر گیا۔ پانی پلانے والے چھوٹی چھوٹی ٹھلیاں رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک ٹھلیا لے لی۔ (پہلے تو خیال آیا کہ یہ پاک پانی اور زخم غلیظ ہے پھر خیال آیا کہ یہ تو میں حکماً کر رہا ہوں) اور ذرا پرے ہٹ کر ایک ران پر ایک چلو اور دوسری ران پر ایک چلو لیپ کر دیا اور نماز عشاء کے بعد گھر جا کر لیٹ گیا۔ فجر کو اٹھا تو زخم کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔ بدن آئینہ کی طرح چمک رہا تھا اس وقت سے آج تک باسٹھ برس ہوئے کوئی پھوڑا پھنسی اعضا میں نہیں ہوئی۔

﴿10﴾ میرے استاد حضرت مولانا مولوی عبدالحق صاحب جو محدث مفسر کے علاوہ مکہ شریف والے کہتے تھے کہ یہ قطب زمانہ ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا ظہر کی نماز پڑھ کے میرے دل میں خیال آیا کہ میں حضرت ﷺ کا مہمان ہوں۔ حضرت نے میری دعوت نہیں کی۔ یہ خیال اس وقت آیا جب کہ میں مواجہ شریف کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ ادھر دل میں خیال آیا ادھر پانچ منٹ نہ گزرے کہ ایک بدو آیا اور کہا کہ رات کو مولوی صاحب آپ کی دعوت ہے۔ میں نے کہا میں کسی کی دعوت نہیں کھایا کرتا اس بدو نے کہا میں اپنی طرف سے نہیں کرتا۔ حضور ﷺ آپ کی دعوت کرتے ہیں۔ وہ رمضان

شریف کا مہینہ تھا۔ وہ بدو مغرب کی نماز مسجد نبوی میں پڑھ کر مولوی صاحب کو ہمراہ لے کر بارہ میل تک مدینہ منورہ سے شمال کی جانب پہاڑ میں لے گیا۔ مولوی صاحب کی اسی برس کی عمر تھی۔ بدو وہاں اپنے مکان میں اپنی عورت سے پوچھا کہ کیا کھانا تیار ہے اس نے کہا نہیں۔ مولوی صاحب نے دل میں خیال کیا روزہ رکھا ہے اتنی دور سے آئے ہیں صرف افطار کیا تھا۔ یہاں پہنچے تو کھانا ندارد معلوم نہیں کیا حال ہوگا۔ اتنے میں بدو باہر گیا اور ایک پیالہ شہد کا بڑا کہ اس میں دودھ گھی تھا شکر تھی اور کوئی نعمت اور بھی تھی مجھے دیا اور میں نے پی لیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو لذت اس کے پینے سے مجھے ملی ساری عمر اس سے پہلے یا بعد کبھی نصیب نہ ہوئی اس کے بعد بدو نے کہا کہ میں بھی کچھ کھاتا ہوں اور پانچ آدمیوں کا کھانا حرم شریف لے جانا ہے۔ لے کر آپ کو ساتھ لے کر چلتا ہوں پھر وہ حرم شریف کو مولوی صاحب کو ساتھ لے کر چلا۔ حرم شریف میں مولوی صاحب کو داخل کر کے دوسروں کو کھانا پہنچانے کیلئے وہ بدو چلا گیا۔ حرم شریف میں روشنی بہت سی موم بتیوں کی تھی فانوس جل رہے تھے مولوی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اچھی دعوت ہوئی بارہ میل گئے بارہ میل آئے۔ چوبیس میل کا سفر ہوا مغرب اور عشاء کے درمیان جو وظائف پڑھتا تھا وہ فوت ہوئے۔ عشاء کی نماز با جماعت ترک ہوئی۔ تراویح کی جماعت بھی جاتی رہی۔ لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا وقت ہے لوگوں نے کہا ابھی تو مغرب کی نماز سے فراغت ہوئی ہے۔ عشاء کی تیاری ہو رہی ہے۔ چوبیس میل کا سفر کیا۔ ایک گھنٹے تک بدو کے مکان میں ٹھہرے رہے۔ واپس ہوئے تو وہی وقت تھا جب کہ چلے ہیں۔ مولوی صاحب بڑے حیران ہوئے۔ دعوت کا خیال آیا ہی تھا کہ دعوت بھی ہوئی اور اس طور پر کہ جس کی اوپر تفصیل ہے۔

﴿11﴾ کوئی پچاس برس کا واقعہ ہے کہ فقیر رات کو مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں شیخ الحرم کی اجازت سے شب باش ہوا۔ اس رات کو دلائل الخیرات شریف اور موم بتی جو سرکاری طور پر اندر رہنے والوں کو ملتی ہے مجھے دے دیں۔ کیونکہ رات کو عشاء کی نماز کے بعد حرم شریف

میں بتیاں بجھا دی جاتی تھیں۔ کسی کو اندر رہنے کی اجازت نہیں ہوتی حضرت امجد حیدر آبادی فرماتے ہیں:

ہے فیض کی تجلی گہری اندھیریوں میں
بکتا ہے رات ہی کو سودا تیری گلی میں
کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبٰی تیری گلی میں

ایک بجے رات کو جب میں دلائل الخیرات پڑھ رہا تھا تو حضرت خواجہ ضیا معصوم صاحب کابلی نے جو قائم اللیل اور صائم الدھر تھے اور ان کو اندر رہنے کی اجازت تھی مجھ سے فرمایا کہ کل رات ریاض الجنۃ میں دلائل الخیرات شریف پڑھ رہا تھا تو حضرت سرور کائنات ﷺ بذات خود تشریف لائے مجھے فرمایا کہ شویہ شویہ یعنی آہستہ آہستہ پڑھو۔ پس میں تم سے کہتا ہوں کہ آہستہ آہستہ پڑھو۔

﴿12﴾ میرا رفیق حاجی مہتاب الدین صوبیدار جو گھر سے ہی میرے ہمراہ آیا تھا مدینہ شریف پہنچ کر اس کے پیر پر پھوڑا نکل آیا۔ اس کی وجہ سے اٹھنے بیٹھنے سے بھی معذور تھا۔ ساری ٹانگ سوج گئی تھی۔ بزرگ آدمی تھا ایک دن میں نے اس کو کہا کہ اگر تو بھی رات کو حرم شریف کے اندر رہنا چاہے تو تیرے لئے بھی اجازت لے لی جائے۔ اس نے کہا مجھے چلنے کی استطاعت نہیں ہے میں نے کہا کہ دو آدمی اٹھا کر لے چلیں گے۔ دو آدمی اس کو اٹھا کر حرم شریف میں لئے آئے رات اس نے وہاں گزاری اس کے ایک دن بعد مدینہ شریف سے رخصت ہوئے تو رفیق نے کہا کہ میں آپ کا بڑا شکر گزار ہوں کہ آپ مجھ کو رات گزارنے کیلئے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ میری ٹانگ اچھی ہوگئی۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کے حضور میں نے عرض کی تھی کہ حضور میں گھر سے دو ٹانگ لے کر چلا تھا۔ اب ایک ٹانگ لے کر واپس جاؤں گا دوسری ٹانگ کاٹی جائے گی۔ فجر کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے کہ ایک شخص

آیا اور مجھے کہا کہ میرے ساتھ بازار چل۔ مرہم دلا دوں گا تو اس کو پھوڑے پر لگا دینا۔ میں نے کہا میں چل نہیں سکتا اس وجہ سے کہ ٹانگ سوج گئی ہے۔ اس نے کہا کہ تو یہیں ٹھہر جا۔ میں خود مرہم لا کر دوں گا۔ وہ گیا تھوڑی دیر کے بعد مرہم لے کر آیا اور کہنے لگا کہ پہلے جس جگہ پھنسی تھی اسی جگہ لگاؤ۔ میں نے حرم شریف ہی میں مرہم لگا دیا اور تھوڑی دیر بیٹھا رہا۔ اس عرصہ میں میرے بدن کی سوج بالکل جاتی رہی اور پھوڑا بھی بالکل چنگا ہو گیا۔ یہ میرا چشم دید واقعہ ہے اور یہ سارے چشم دید واقعے ہیں۔

﴿13﴾ حضور ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات کو میں موسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا آدم علیہ السلام کو پہلے آسمان پر دیکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی دیکھا۔

﴿14﴾ انبیاء کے جسم کو زمین نہیں کھاتی اور نہ چھوتی ہے۔

﴿15﴾ انبیاء قبروں میں نماز پڑھتے ہیں سردار انبیاء کی نسبت خیال کرو کہ کیا درجہ ہوگا۔

﴿16﴾ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن یا شب جمعہ مجھ پر سو مرتبہ درود شریف بھیجے گا اس کی سو حاجتیں پوری ہوں گی، ستر آخرت کی، تیس دنیا کی۔ پھر اس کیلئے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ مقرر کرے گا۔ جو اس تحفۂ کو میری قبر میں پیش کرے گا۔ جس طرح کہ تم پر تحفے پیش کئے جاتے ہیں۔ بے شک میرا علم میری وفات کے بعد بھی ویسا ہی ہوگا جیسا کہ میرا علم میری زندگی میں ہے وہ فرشتہ درود شریف پڑھنے والے کا نام ونسب مجھے بتائے گا۔ میں اس کو اپنے پاس روشن صحیفہ میں ثبت کرلوں گا۔

﴿17﴾ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص محبت سے درود شریف پڑھے اس کو میں اپنے کانوں سے سنتا ہوں۔

﴿18﴾ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا میں اس کے سلام کا جواب دوں گا

﴿19﴾ حضور ﷺ اس دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی بے شک زندہ ہیں اور اپنی نبوت پر قائم۔ اپنی امت کی طاعت ونیکی سے خوش ہوتے ہیں اور گناہ ونافرمانی سے غمگین۔

(20) حضور ﷺ کا حی و زندہ ہونا قبر شریف میں اور استماع حالت حیات و ممات میں اور واقف ہونا احوال زائرین سے بلکہ تمام امت کے احوال خیر و شر کا پیش ہونا حضور ﷺ میں۔ خصوصاً جمعہ کے دن درود شریف، اہل محبت کو سمع شریف سے سننا اور روضہ شریف پر حاضر ہو کر یا اپنے مقام سے جو مراد و مطالب حضور ﷺ سے مانگی جائیں وہ پوری ہوتی ہیں۔

حیات النبی ﷺ کیلئے مذکورہ بیانات کافی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

معراج شریف

جس رات حضور ﷺ معراج شریف میں تشریف لے گئے ہیں۔ اس کے نسبت دو فریق ہو گئے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ خواب میں گئے۔ دوسرا کہتا ہے کہ جسم پاک کے ساتھ حالت بیداری میں گئے جو فریق یہ کہتا ہیکہ خواب میں گئے وہ اپنی دلیل میں کشش ثقل بیان کرتا ہے۔ یعنی جو چیز وزن رکھتی ہے وہ اوپر سے نیچے زمین کی طرف گر جاتی ہے۔ نیچے سے اوپر جا کر ٹھہر نہیں سکتی۔ اس دلیل کو جرمن نے غلط ثابت کر دیا۔ جرمن نے ایک ہوائی جہاز ایجاد کیا ہے جو گھنٹے میں کئی سو میل کا سفر طے کرتا ہے۔ اس کا کوئی انکار نہیں کرتا اور ادھر انکار کیا جاتا ہے کہ کیسے ہوا پر چلے گئے۔ اتنی جلدی کیسے چلے گئے ادھر پڑھتے ہیں کہ ''اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر''۔ جرمن کی قدرت کے تو قائل ہیں کہ جرمن ایک گھنٹہ میں کئی سو میل سفر طے کر سکتا ہے مگر حضرت ﷺ کی نسبت قائل نہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔

نیز ایک اور دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مائی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ

فرماتی ہیں کہ آپ کا جسد مبارک ہم سے جدا نہیں ہوا۔(مَافَقَدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ)۔گھر کا گواہ ہی یہ کہتا کہ آپ کا جسم میرے پاس سے جدا نہیں ہوا۔تو جسمانی معراج کیسے ہوا۔ جو لوگ جسمانی معراج سے انکار کرتے ہیں وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں حدیث بالا پیش کرتے ہیں۔یہ حدیث بالکل غلط ہے کیونکہ معراج شریف مکہ میں ہوا۔اس وقت مائی صاحبہ کی عمر 6 برس کی تھی۔ابھی نکاح نہیں ہوا تھا۔تین سال کے بعد مدینہ منورہ میں نکاح ہوا۔

﴿نوٹ﴾ ابو جہل بھی روح کے جانے کا انکار نہیں کرتا جسم کے جانے کا انکار کرتا ہے نیز دیکھو قرآن شریف پندرھواں پارہ سورۃ بنی اسرائیل ''سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ''اس آیت شریف کو خدائے تعالیٰ نے سبحان کے لفظ سے شروع کیا ہے۔عرب شریف کا یہ محاورہ ہے کہ برأت استہلال کیلئے جب کوئی اہم مضمون بیان کرنا ہو تو اس کے پہلے وہ لفظ لے آتے ہیں جیسے سبحان،اس کے معنی کیا ہیں؟ بہت پاک وہ ذات،اس کلمہ کے معنی سے یہ ثابت ہوا کہ اس کے بعد کوئی مہتمم بالشان امر ہونے والا ہے وہ کیا ہے جو مہتمم بالشان امر ہے۔''الذی اسریٰ'' وہ پاک ذات جس نے رات کو سیر کرائی دن کی سیر کو اسریٰ نہیں کہا جاتا اسریٰ کے معنی رات کو سیر کرانا ہے۔رات کو سیر کرائی کس کو اپنے عبد کو اس لفظ ''عبد'' کے آنے سے دونوں فریق کی بحث ختم ہوگئی۔''عبد'' نہ تو صرف جسم کو بولا اور نہ صرف روح کو بلکہ دونوں کے مجموعہ کا نام ''عبد'' ہے۔

اِس آیت شریف سے ثابت ہو گیا کہ آپ اسی جسم کے ساتھ معراج میں تشریف لے گئے۔معراج شریف خواب کا نام ہوتا تو بجائے ''عبدہ'' کے ''روحہ'' ہونا چاہیے تھا۔
خواب جو دیکھی جاتی ہے وہ روح کے ساتھ ہوتی ہے جسم کے ساتھ نہیں ہوتی۔
اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ جسد اقدس کے ساتھ تشریف لے گئے۔نہ کہ خواب میں

خدا رازق مطلق ہے

﴿1﴾ قیامت کے دن نو حصہ مخلوقات اس وجہ سے عذاب میں پکڑی جائے گی کہ اس کو خدائے تعالیٰ کی رزاقیت پر ایمان نہیں تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے آٹھ ہزار برس پہلے ہر ایک دانے پر اس کے کھانے والے کا نام رب نے لکھ دیا ہے۔ پس دل میں ایمان لانا چاہئے کہ وہی ہمارا رزاق ہے۔ یہی ایک مسئلہ نہ سمجھنے سے لاکھوں گمراہ ہو گئے

ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ اس بات پر اعتقاد کرے کہ میرا ایک رازق ہے۔ رب کے معنی عربی میں پالنے والا، رزاق کے معنی رزق دینے والا ہے۔ رب نے جو رزق مقرر کر دیا ہے یہ ہزار محنت و کوشش کرے ایک دانہ نہیں بڑھتا اور بغیر محنت و کوشش کے بیٹھا رہے تو ایک دانہ کم نہیں ہوتا۔ مال بڑھ سکتا ہے مگر رزق نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے۔ جتنا قسمت میں لکھا ہوا ہے اتنا ضرور پہنچے گا۔

بر سر ہر دانہ بنوشتہ عیاں
کیں فلاں ابن فلاں ابن فلاں۔

مولانا روم فرماتے ہیں

رزق تو برتو ز تو عاشق تراست

﴿2﴾ صبح سے شام تک لوگ تشویش کرتے ہیں کہ ہمیں رزق کی تکلیف ہے کافی نہیں ہوتا۔ اس کے کیا معنی کیا وہ رزاق قادر نہیں جو ماں کے پیٹ میں دیتا رہا اور باہر لا کر کیا بھول جائے گا۔

مکہ شریف میں دو بزرگ آئے بخارا شریف کے۔ مکہ شریف کے بزرگوں نے ان سے بخارا کے بزرگوں کا حال دریافت کیا انہوں نے کہا کہ مل جائے تو کھاتے ہیں ورنہ

خاموش رہتے ہیں۔ مکہ شریف والوں نے کہا ہمارے کتے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ مکہ شریف والے مل جائے تو دوسروں کو دے کر کھاتے ہیں نہ ملے تو شکر کرتے ہیں۔

بخارا کے بزرگوں نے کہا کہ ساری زمین پر کچھ نہ پیدا ہو تو ہم کو کچھ فکر نہیں، مکہ والوں نے کہا کہ تمہارا ایمان پورا نہیں، تم زمین اور تردد پر ایمان رکھتے ہو اور خدائے تعالیٰ کی زبان پر بھروسہ نہیں کہ فرماتا ہے "وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنِ وَمَامِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا"۔ پھر ہم کو رزق کا فکر و غم کیوں کرنا چاہئے غم وہ کرے جس کا رب نہ ہو۔ زبان سے تو کہتا ہے کہ میرا رب ہے۔ دل میں بھی اس کا یقین ہو جائے تو پھر کیا ہی بات ہے۔

(3) پنجاب میں ایک بزرگ گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ دیا ہوا تو مالک کا کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم محنت کرتے ہیں، کماتے ہیں تو کھاتے ہیں۔ مالک کی رزاقیت پر ایمان نہیں

(4) مشرک وہی ہے جس نے خزانچی کو داتا سمجھ لیا۔ داتا داتا ہے۔ خزانچی خزانچی، داتا رب ہے اور حضور ﷺ خزانچی، حدیث "اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ"

(5) میرے استاد نے پڑھا

"رزق ہر چند بے گماں برسید، شرط عقل است جستن از درہا"

ان کے بڑے بھائی نے کہا معنی غلط ہیں:

"رزق ہر چند بے گماں برسد، شرط عقل است جستن اسدرہا"۔

عقل کا یہ تقاضا ہے کہ مخلوق کے دروازے کو دجائے، جب تک اس کی نگاہ مخلوق کے دروازہ پر ہے اس کا ایمان پورا نہیں۔

(6) حضرت بہاؤالدین آملی علیہ الرحمۃ ایک بزرگ کامل گزرے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ایک بزرگ تھے غار میں جا کر بیٹھ گئے ان کو خدائے تعالیٰ کی بارگاہ سے دونوں وقت کھانا آجاتا تھا۔ شیطان نے آکر کہا کہ بھوکے مرجاؤ گے وہ باہر گئے۔ سوال کیا دو روٹیاں ملیں کتا

پیچھے لگ گیا ایک روٹی ڈال دی پھر پیچھے لگا تو دوسری بھی ڈال دی۔ بزرگ نے کہا تو بڑا بے حیا ہے وغیرہ وغیرہ کتے نے کہا کہ تو بے حیا ہے یا میں، تجھ کو رب روزانہ کھانا دیتا رہا تو اس کے دروازہ پر پڑا رہا ایک دن نہ دیا تو اس کا دروازہ چھوڑ کر دوسروں کے دروازے پر گیا مجھ کو دیکھ کہ جس مالک کے گھر پر پڑا رہتا ہوں وہ اگر کئی کئی دن بھی نہیں دیتا ہے تو میں اس کا دروازہ چھوڑ کر دوسرے کے دروازے پر نہیں جاتا۔

﴿7﴾ خدائے تعالیٰ نے ہم کو ماں کے پیٹ میں بھی غذا دی ہے غذا منہ کے راستہ نہیں دی بلکہ ناف کے ذریعہ دی۔ اس وجہ سے کہ منہ سے زبان سے کلمہ پڑھتا تھا۔

﴿8﴾ اولاد کا ایک رب رازق نہیں ہے اولاد کا فکر تم کیوں کرتے ہو۔ ایک بزرگ مرنے لگے ان کا تین برس کا ایک فرزند تھا لوگوں نے دریافت کیا کہ فرزند کیلئے کیا کہتے ہو۔ جواب دیا ان کا مالک میں نہیں ہوں ان کا مالک اللہ ہے وہی ان کا رازق ہے رب کی رزاقیت پر ایمان ہے تو پھر فکر کس کا ہے

بہ ناداں آنچناں روزی رساند
کہ دانا اندر آں حیران بماند

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿بشر مثلکم﴾

آج کل کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ ہم جیسے بشر ہیں۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی ذات پاک کو ظاہر پر قیاس کر لیا۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ”وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ“ (پ۹، آخری رکوع سورۃ اعراف) یعنی ظاہری آنکھوں سے تو وہ آپ کو دیکھتے ہیں لیکن دل کی آنکھیں ان کی اندھی ہیں۔ وہ دل کی آنکھوں سے دیکھ نہیں

سکتے

ابوجہل اشد اندھا کہاں دیکھا محمد ﷺ کو
جو صدیقوں نے دیکھی ہے وہ صورت مصطفیٰ کی ہے

﴿2﴾ کافروں نے آپ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا اور اپنے اوپر قیاس کر کے آپ کو اپنا ہم مثل سمجھا اور یہ کہا ''وَقَالُوْا مَالِهٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ'' (پ۱۸، سورۃ فرقان، پہلا رکوع) ترجمہ: کیا ہے اس رسول کیلئے جو کھاتا ہے کھانا، اور پھرتا ہے بازاروں میں۔ اس پر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔

''اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ'' ترجمہ: دیکھو یا رسول اللہ یہ کیسی کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔ ان کافروں نے اپنے پر قیاس کر کے آپ ﷺ کو اپنے ہم مثل سمجھ رکھا ہے۔ کافروں کے اس کہنے پر بارگاہِ الٰہی سے کیا حکم ہوتا ہے؟ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں ''فَضَلُّوْا'' یعنی جنہوں نے یا رسول اللہ ﷺ آپ کو اپنی مثل سمجھ لیا وہ ہمیشہ قیامت تک گمراہ ہو گئے۔ آگے خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں ''فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا'' یعنی ان کی راہِ راست پر آن کی ان سے استطاعت چھین لی گئی وہ توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں وہ مرتد ہو گئے۔ ''بشر مثلکم'' کے متعلق رسالے لکھنے والے اس آیت شریف کو غور سے پڑھ لیں، کافروں نے کہا:

﴿ا﴾ ''مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ'' (پ۱۸، سورۃ مومنون، رکوع ۳) نہیں ہے یہ مگر تم جیسا بشر، وہ کھاتا ہے جیسا تم کھاتے ہو، وہ پیتا ہے جیسا تم پیتے ہو۔

﴿ب﴾ ''فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ'' (پ۱۸، سورۃ مومنون، رکوع ۲)

﴿ترجمہ:﴾ انہوں نے کہا کہ یہ بشر ہو کر ہم کو ہدایت کریں گے۔

﴿توضیح﴾ جنہوں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ استعمال کیا ان کیلئے آیت شریف "فَقَالُوْا اَبَشَرٌ یَّھْدُوْنَنَا فَکَفَرُوْا" میں کیا حکم ہوا؟ فرمایا "فکفروا" وہ کافر ہو گئے سارا قرآن شریف اول سے آخر تک پڑھ جاؤ۔ خدائے تعالیٰ نے کسی کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا مگر ان کے بارے میں جنہوں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ استعمال کیا، جتنے باطل فرقے ہیں وہ اس مضمون کو غور سے دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیں اور اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کریں از سر نو اسلام میں داخل ہوں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ

اس وقت کافروں نے پیغمبروں کی نسبت کا لفظ کہا تھا افسوس ہے کہ اب مسلمانوں نے کہنا شروع کیا ہے۔

﴿3﴾ قرآن شریف پارہ ۲۲ سورۃ احزاب رکوع ۴ "یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ" یعنی خدائے تعالیٰ امہات المؤمنین کو خطاب کر کے فرماتے ہیں۔ اے حضرت کی ازواج مطہرات نہیں ہو تم مثل کسی عورت کے عورتوں میں سے۔ پھر خدائے تعالیٰ فرما رہے ہیں۔ اس بارے میں مفسرین لکھتے ہیں کہ امہات المؤمنین کی نسبت آپ کی طرف ہو گئی اس لئے دنیا کی کوئی عورت امہات المؤمنین کی مثل نہیں اور امہات المؤمنین دنیا کی کسی عورت کی مثل نہیں۔ اس آیت شریف کے کیا معنی ہوئے؟ یہ کہ جس چیز کی نسبت آپ ﷺ کی ذات پاک کی طرف ہو جائے وہ بھی دوسروں کی مثل نہیں ہو سکتی، چہ جائیکہ آپ ﷺ کی ذات پاک دوسروں کی مثل ہو

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

﴿4﴾ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ" (پارہ ۴، ربع اول، رکوع ۳) جتنے پیغمبر گزرے، یعنی کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ان سب پیغمبروں کی کم و بیش امتیں تھیں مگر تم سب سے بہتر ہو، کون فرماتا ہے؟ خدائے تعالیٰ، جب خدائے تعالیٰ کے فرمانے کے مطابق حضرت ﷺ کے غلام سارے پیغمبروں کی امت سے بہتر و افضل و اعلیٰ ہوتے ہیں تو

کیا وہ رحمتہ للعالمین سب سے اعلیٰ واشرف نہ ہوں گے۔ امم سابقہ کے لوگوں کی عمریں ہزار ہزار برس کی تھیں وہ ہزار برس تک عبادت کرتے رہتے تھے۔ ان کی عمریں اور عبادتیں زیادہ مگر خیر الامۃ کا خطاب و مرتبہ ہم کو بخشا گیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہماری نسبت آپ کی ذات پاک سے ہوگئی ہے۔

بارہا گفتندوی گویند و گفتن واجب است
بعد حق افضل توئی اشرف توئی اعلیٰ توئی
نے خدا گویم ترا نے حق بہ شکل آدمی
بندہ مولا توئی ہم بندہ را مولا توئی

حضرت ﷺ رب کے بندے اور باقی سب کے مولیٰ۔

کاش ''بشر مثلکم'' کی رٹ لگانے والے بھولے سے ہی اس آیت شریف کو پڑھ لیں۔ انشاء اللہ ان کی تشفی ہو جائے گی ''یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا''(پ۲۲، س احزاب، رکوع ۶)

اس آیت شریف میں خدائے تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو سات خطابوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ پہلے نبی پھر رسول، پھر شاہد، پھر مبشر، پھر نذیر، پھر داعی الی اللہ، پھر سراجا منیرا۔ آپ کے ہم مثل ہونے کے مدعی جو لوگ ہیں، ان سے پوچھتا ہوں کہ ان کو ان میں سے کونسا خطاب بخشا گیا اگر کوئی خطاب ان میں سے نہیں بخشا گیا تو مدعیان مثلیت حضرت ﷺ کے مثل کس طرح ہو سکتے ہیں۔

﴿5﴾ ''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ''(پ۳ س...... رکوع ۱۳)
خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فرما دیجئے ان لوگوں سے جو دعوے کرتے ہیں خدائے تعالیٰ کی ذات کی محبت کا اگر وہ دعویٰ کرتے ہیں تو اس کو طریقہ ہم بتاتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ

نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، اس وقت جس پیغمبر کے پیچھے لگ کر بارگاہ الٰہی میں پہنچ جانا تھا پہنچ جاتے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو فرمادیجئے کہ وہ دروازے تو بس بند ہو گئے صرف ایک میرا دروزاہ کھلا ہے جو قیامت تک کھلا رہے گا، اب اگر تم بارگاہ الٰہی میں پہنچنا چاہتے ہو تو میرے پیچھے لگ کر چلے آؤ۔ اتباع کے معنی ہیں قدم بہ قدم چلنا۔ کسی کے پیچھے لگ کر چلنا اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ تم میری تابعداری کرو گے تو خدا تم کو اپنا محبوب بنالے گا تمہارے سارے گناہ بخش دے گا اس کی ذات بڑی غفور الرحیم ہے کیا مدعیان مثلیت کی اتباع بھی وہی نتیجہ پیدا کرے گی جس کا اوپر ذکر ہے۔

﴿7﴾ ''قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ ''(پ۱۶، آخری سورۃ کہف)

خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمادیجئے کہ میں تم جیسا بشر ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے بے سمجھوں نے ''بشر مثلکم'' کو لے لیا ''یوحی الی'' کو چھوڑ دیا۔ پنجاب میں ایک شخص تھا نماز نہیں پڑھتا تھا ایک بزرگ نے اس سے کہا تو نماز کیوں نہیں پڑھتا، قیامت کے دن سب سے پہلے پرسش نماز کی ہوگی مسلم اور کافر میں فرق ظاہری صرف نماز ہی کا ہے تو اس شخص نے کہا کیا تو نے قرآن پاک میں نہیں پڑھا ''لا تقربوا الصلوۃ'' بزرگ نے فرمایا اس کے آگے پڑھو۔ اس شخص نے جواب دیا سارا قرآن تیرے باپ کو ہی یاد ہوگا اور اس پر تیرے باپ نے ہی عمل کیا ہوگا، مجھے تو عمل کیلئے ''لاتقربوا الصلوٰۃ'' ہی کافی ہے اسی طرح بے سمجھوں نے ''بشر مثلکم'' کو لے لیا ''یوحی الی'' کو چھوڑ دیا۔

﴿8﴾ قرآن شریف میں ستر جگہ اپنے نام کے ساتھ خدائے تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد فرمایا ہے اور ستر جگہ اپنا نام پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام فرمایا ہے۔ مدعیان مثلیت کا نام ایک جگہ بھی نہیں۔ وہ ثابت کریں کہ ان کو کس جگہ خدائے تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے

ایک ہی جگہ ثابت کریں مگر ثابت نہ کریں تو حضرت ﷺ کے مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

﴿احادیث شریف﴾

﴿9﴾ صحیح بخاری شریف ''لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ '' ترجمہ: میں تم میں سے کسی کی مثل نہیں ہوں۔

﴿10﴾ صحیح بخاری شریف ''اَیُّکُمْ مِثْلِیْ '' کون ہے تم میں سے جو میری مثل ہے۔

﴿11﴾ ''اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِیْ '' ترجمہ: میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں وہی مجھے کھلاتے پلاتے ہیں۔ میری قوت تمہارے اس کھانے پینے پر نہیں ہے جیسے جبرائیل کی قوت کھانے پر نہ تھی

قوت جبرائیل از مطبخ نہ بود
بود از دید از خلاق وجود

﴿12﴾ ''اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ '' صحیح بخاری شریف میں وارد ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ عطا کرتا اور میں تمام مخلوق میں تقسیم کرتا ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی ہیں اور حضرت ﷺ تقسیم فرماتے ہیں حضرت ﷺ کے ہاتھوں ساری مخلوق کا رزق اور تربیت ظاہر و باطن ہے۔

﴿13﴾ جو دیوانے آپ کے ہم مثل ہونے کے مدعی ہیں وہ دیکھیں صحیح ترمذی شریف کہ حضور سراپا نور ﷺ جس گلی و بازار سے گزر جاتے وہ گلی بازار معطر ہو جاتے۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ جب کبھی ہم آپ کی تلاش میں جاتے تو کسی سے یہ نہ پوچھتے کہ آپ کدھر تشریف لے گئے خوشبو کی ہوا کے طرف رخ کر کے دیکھتے جدھے سے ہوا کی خوشبو آتی ادھر جاتے تو آپ کی ذات مبارک کو پا لیتے۔ مدعیان مثلیت کے جسم سے تو بغل کی گندی کی اتنی بدبو آتی ہے کہ اگر وہ نماز باجماعت میں کھڑے ہوں تو دوسروں کو نماز پڑھنی مشکل ہوتی ہے

پھر آپ کیسے ہم جیسے بشر ہو سکتے ہیں۔

﴿14﴾ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک دن آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ تم صف میں کھڑے ہوتے ہوا پنے پیر برابر نہیں رکھتے، فرمایا کہ تم یہ خیال نہ کرنا کہ میں آگے ہی دیکھتا ہوں میں جیسا آگے دیکھتا ہوں ویسا پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ فرمایا کہ جب صف میں کھڑے ہوا کرو تو جسم ایک دوسرے کے ساتھ لگا رہے پیر برابر کر کے کھڑے رہا کرو۔ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ جیسے آپ سامنے دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتے تھے۔ ہم تو پیچھے نہیں دیکھ سکتے پھر آپ کی ہم مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

﴿15﴾ قرآن شریف سورۃ یوسف میں وارد ہے مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے ہاتھ میں سنترے اور چھریاں تھیں انہوں نے کاٹنے تھے سنترے اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ۔ "قطعن ایدیھن" یعنی زنانِ مصر یوسف کو دیکھتے ہی بے خود ہو گئیں، عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں زنانِ مصر اگر میرے یوسف کو دیکھ لیتیں تو اپنے جگر کاٹ ڈالتیں۔

﴿16﴾ حدیث شریف میں آیا ہے "ہزار ہا آدمیوں کا مجمع ہوتا، آپ سب سے اونچے بلند و بالا نظر آتے حالانکہ آپ کا قد مبارک موزوں و متوسط تھا۔

﴿17﴾ مدینہ منورہ میں ایک عورت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری لڑکی کی شادی ہے میں غریب ہونے کی وجہ سے عطر نہیں خرید سکتی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پسینہ مبارک کے چند قطرے اس کو عنایت فرمائے اور دلہن کو لگانے کی اجازت عطا فرمائی۔ صاحب مواہب لدنیہ لکھتے ہیں کہ اس لڑکی کی نسل سے (جو ترکوں میں موجود ہے) اب تک خوشبو آ رہی ہے۔

﴿19﴾ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص کسی چیز کی نسبت یہ کہہ دے کہ میری یہ چیز ایسی ہے جیسی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی یا یہ چیز میری ان کی مثل ہے اتنا لفظ کہہ دینے سے وہ

شخص بے ایمان وکافر ہو گیا۔ پچھلے جتنے اس کے عمل تھے سب برباد ہو گئے اور آگے جو عمل کرے گا وہ قبول نہ ہوں گے تو جو لوگ آنحضرت ﷺ کو اپنے جیسا قیاس کر کے ان کے ہم مثل بنتے ہیں ان کا کیا درجہ ہوگا۔

﴿20﴾ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا ''محمد ﷺ ہم جیسے بشر ہیں یا نہیں؟ جواب میں حضرت امام صاحب نے فرمایا ''مُحَمَّدٌ بَشَرٌ لَا كَبَشَرٍ بَلْ هُوَ يَاقُوتٌ فِي الْحَجَرِ''

حضرت ﷺ نے فرمایا میرا ظاہر تمہاری طرح ہے مگر مجھ میں اور تم میں فرق یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے تمہارے پاس وحی نہیں آتی۔

﴿21﴾ بڑے بڑے کاملین ہم مثل ہونا چھوڑ کر اپنے لئے یہ کہتے ہیں کہ۔

نسبت خود بسگت کردم وبس منفعلم
زانکہ نسبت سگ کوئے تو شد بے ادبی

حضرت قدسی فرماتے ہیں کہ میں بڑا نادم ہوں بڑا شرمندہ ہوں کہ میں نے اپنی نسبت آپ کے دربار کے کتے کے ساتھ کی تھی کجا آپ ﷺ کا دربار اور کجا یہ گنہ گار حضور ﷺ کے دربار کے کتے کی نسبت اپنی طرف کرتے ہوئے کاملین شرمندہ ہوتے ہیں حضرت ﷺ کے ہم مثل ہونے کا دعویٰ ان سے کیا ہو سکے گا۔

ع......بہ بیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا
ع......چہ نسبت خاک را با عالم پاک

﴿23﴾ میں کہتا ہوں کہ ساری دنیا میں مشرق سے مغرب تک چلے جاؤ ایک کی شکل دوسرے کی شکل سے ایک کا رنگ دوسرے کے رنگ سے غرض ہر چیز ایک دوسرے کی مثل نہیں ہے تو حضرت ﷺ کس طرح ہم جیسے بشر ہو سکتے ہیں۔

﴿24﴾ ہم میں اور حضرت ﷺ کی ذات پاک میں ازروئے شریعت 27 درجے کا

فرق حسب صراحت ذیل ہے۔

سب سے پہلا درجہ بشر کا ہے اس کے اوپر مومن کا۔ مومن کے اوپر ابرار کا اس کے اوپر اخیار کا، پھر مخلصین کا، صالحین، شہداء، متقین، مقربین، اولیاءاللہ، اوتاد، ابدال، نجبا، نقبا، قطب، غوث، تبع تابعی، تابعی، صحابی، اصحاب بدر، خلفائے راشدین، صدیق اکبر، نبی، رسول، اولوالعزم، مصطفیٰ، رحمۃ للعالمین، انسان زیادہ سے زیادہ اس زمانہ میں غوث کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے۔ مگر تبع تابعی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ وہ تو دروازہ ہی بند ہو گیا اس کے اوپر کے درجوں تک ہم ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتے تو پھر حضرت ہم جیسے بشر کیسے ہو سکتے ہیں۔

﴿25﴾ حضرت کے نام لے کر بچے نام رکھتے ہیں ''محمد'' پھر اس نام کی اہانت کے طور پر بچہ کا نام لے کر پکارا جاتا ہے ایک وہ ایمان تھا کہ حضرت سلطان محمود غزنوی نے پکارا ایاز کے بیٹے (جن کا نام محمد تھا اور جن کا مزار لاہور میں سوہا بازار میں موجود ہے) حضرت ایاز بھی کھڑے تھے۔ عرض کی کہ حضرت ﷺ نے میرے بیٹے کا نام لے کر کیوں نہیں پکارا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جب سے میں بالغ ہوا۔ آپ کا نام مبارک کبھی بے وضو زبان پر نہیں لایا اس وقت وضو نہیں تھا۔ اسلئے تیرے بیٹے کا نام لے کر اس وجہ سے نہیں بلایا کہ اس میں حضرت کا نام داخل تھا۔

لاہور میں نور محمد ایک شخص کا بیٹا تھا۔ اس کا باپ زندہ تھا باپ نے اپنے بیٹے کو نور محمد کہہ کر پکارا۔ نور محمد کا بھی ایک بیٹا تھا اس نے اپنے باپ کو نور محمد کہہ کر پکارا۔ تو لوگوں نے کہا کہ باپ کا نام لے کر پکارنا حرام زادوں کا کام ہوا کرتا ہے۔ پس سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ وہ رسول پاک کو جو چاہے کہہ لے لیکن بندوں کو شرم کرنا چاہئے ایک طرف تو امتی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف ان پر حملے کرتے ہیں ان کی اہانت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

26 حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک الوہیت میں ہیں اور حضرت وحدہ لاشریک عبودیت میں ہیں نہ تو اس کا کوئی ثانی نہ ان کا کوئی ثانی۔

27 آقا اور غلام کبھی برابر نہیں ہو سکتے جتنی مخلوقات ہیں وہ سب آپ کی غلام اور آپ سب کے آقا "لولك لما خلقت الافلاك ، لولك لما خلقت الدنيا" جو کچھ ہوا اسی رحمت للعالمین کا طفیل ہے۔ ایک مرتبہ فقیر مدینہ منورہ میں حاضر تھا۔ اس وقت اونٹ کی سواری تھی۔ ترکوں کی سلطنت تھی، مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر چلا آیا، دوسرے دن قافلہ میں ایک شخص بمبئی کا رہنے والا میرا رفیق تھا۔ اس نے مجھ کو کہا کہ میرا حال آپ کو معلوم ہے۔ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا کہ میرا نام سیٹھ محمد حسین ہے، بمبئی کا قاضی محلہ جدید کا رہنے والا ہوں، میری لکڑی کی دوکان ہے۔ مجھے جذام کی بیماری ہو گئی تھی۔ بمبئی میں تمام ڈاکٹر اور یونانی طبیب ویدک سے علاج کرایا۔ سب نے جواب دے دیا پھر پونہ میں جا کر وہاں کے ڈاکٹر اور حکیموں سے علاج کرواتا رہا، کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس وقت تک میرا بیس ہزار روپیہ خرچ ہو گیا۔ سب نے جواب دے دیا ان سے مایوس ہو کر مدینہ منورہ دربار نبوی میں حاضر ہوا۔ پرسوں مغرب کی نماز کے بعد مواجہ شریف میں حضور ﷺ کے دربار میں کھڑے ہو کر رو رہا تھا اور یہ عرض کر رہا تھا کہ حضور ﷺ دنیا کے ڈاکٹروں اور حکیموں نے تو جواب دے دیا کہ تیری بیماری کا کوئی علاج نہیں۔ اب رحمت للعالمین کے دربار میں حاضر ہو گیا ہوں یہ کہہ کر میں زار زار رو رہا تھا آنکھیں بند تھیں جب دعا مانگ کر آنکھیں کھولیں تو میرا بدن آئینہ کی طرح بالکل صحیح و سالم تھا۔

28 امرتسر کا غلام شیخ نامی بوڑھا آدمی دیوانہ ہو گیا۔ تن بدن کی کوئی ہوش نہ تھی۔ اسی حالت میں وہ مدینہ شریف حاضر ہوا۔ ادھر حضرت کی جناب میں حاضر ہوا اور ادھر دیوانگی جاتی رہی بالکل تندرست ہو کر بوڑھا آدمی امرتسر واپس آ گیا اور مدت تک صحیح سالم زندگی گزاری۔

﴿29﴾ ایک دفعہ کا واقعہ ہے فقیر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا میں نے مولوی ضیاء الدین صاحب کو جن کے مکان میں فقیر کا بستر ہے اور ہمیشہ ٹھہرا کرتا ہے کہا کہ کوئی حجام بلاؤ انہوں نے بہت اعلیٰ ہندوستانی کاریگر حجام کو بلایا۔ جب وہ چلا گیا تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس کا حال آپ کو معلوم ہے میں نے کہا نہیں انہوں نے کہا جہاز میں یہ شخص پہلے نوکر تھا وہاں بڑی معقول تنخواہ پاتا تھا۔ وہاں سے نوکری چھوڑ کر مدینہ منورہ آ گیا جو پیسہ روپیہ اس کے پاس تھا خرچ کرتا رہا جب روپیہ ختم ہو گیا تو حضرت کی جناب میں مغرب کی نماز کے بعد جا کر رونا شروع کر دیا کہ یا حضرت ﷺ جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا وہ خرچ ہو گیا اب مانگنے کی عادت نہیں۔ بہت دیر تک روتا رہا اور یہ عرض کرتا رہا کہ اب رحمت للعالمین کے دربار میں حاضر ہو گیا ہوں۔ اس رونے کی حالت میں اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اور وہ بے خودی کی حالت میں تھا اس کو معلوم ہوا کہ کسی نے اس کے کیسہ میں کوئی چیز ڈالی ہے وہاں سے عرض کر کے باہر نکل آیا کیسہ میں ہاتھ ڈالا تو اس میں تیس پونڈ تھے۔ وہ کھلے دل سے خرچ کرتا رہا اور نیز لوگوں کی حجامت بنانا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ مال دار بن گیا۔ فقیر دوسرے سال حاضر ہوا تو مولوی صاحب نے پھر اسی حجام کو بلایا اس نے مجھے کہا کہ اب میں مال دار بن گیا ہوں۔ مکان بھی اپنا خرید لیا ہے رب نے نیک بیوی بھی بخشی ہے ایک فرزند بھی عطا فرمایا ہے۔ الحمدللہ!

﴿30﴾ ایک مرتبہ سید ہاشم صاحب جو بہت بزرگ اور ضعیف العمر پنجاب کے مزور اور اہل بیت کے روضہ منورہ کے مجاور تھے فقیر کے مکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ مکہ شریف والوں کی عادت ہے جب آتے ہیں تو واپسی پر پہلی منزل امیر حمزہ کے مزار شریف پر قیام کرتے ہیں۔ ایک شخص سیدھا سادھا تھا عبدالرحمان نام۔ اس نے اپنے رفیقوں سے پوچھا میں بہت دیر سے یہاں پہنچ گیا ہوں تم نے اتنی دیر کیوں لگائی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم کو رحمۃ للعالمین کے دربار سے برات مل رہی تھی اس کے حاصل کرنے میں ہم کو دیر ہو گئی۔

اس نے جب سنا اسی وقت دوڑتا ہوا پھر مدینہ شریف پہنچا۔ مدینہ شریف وہاں سے تین میل ہے۔ حضرت ﷺ کی جناب میں حاضر ہو کر زاروزار رونا شروع کر دیا کہ حضرت ﷺ میرے ساتھیوں کو تو برات مل گئی اور میں محروم رہ گیا بہت دیر تک روتا رہا اسی حالت میں اس کو معلوم ہوا کہ اس کے کیسہ میں کسی شخص نے چھوٹا سا کاغذ ڈال دیا ہے۔ رونے کے بعد باہر نکلا کیسہ سے کاغذ نکال کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا۔

هٰذَا بَرَاتٌ مِّنَ النَّارِ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ

''عبدالرحمان کو دوزخ کی آگ سے نجات ہے'' وہ پھر دوڑتا ہوا قافلہ میں پہنچا اور اپنے ساتھیوں کو جا کر کہا کہ میں بھی برات لے آیا ہوں۔ انہوں نے جب پڑھا تو سارے متعجب اور حیران ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم نے تو تیرے ساتھ مذاق کیا تھا ہم کو کوئی برات نہیں ملی اور تیرے نصیب تجھ کو برات مل گئی۔ یہ تیری خوش قسمتی ہے۔

﴿31﴾ ''بشر مثلکم'' کی رٹ لگانے والوں کی گستاخی بے ادبی انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ وہ اس مضمون کو جس میں مشتے نمونہ از خروارے، چند آیات شریفہ قرآنی اور احادیث شریفہ نبوی عقائد اور روایت و واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ اگر غور سے اور دل کی آنکھیں کھول کر پڑھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یقین ہے کہ وہ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کر کے صحیح راستہ پر پڑ کر اپنے تئیں اسلام کی فیوض و برکات سے معمور پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ان پر رہے گا۔

یہ بیان جو عین ایمان ہے حضور ﷺ سے محبت کرنے والوں کیلئے رحمت ثابت ہوگا۔ دشمنان رسول ﷺ جن کے دلوں میں آپ ﷺ کی عداوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ان کو یہ ایمان کی دولت کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔

خدا را انتظار حمد مانیست
محمد چشم بر راہِ ثنا نیست

خدا مداح شانِ مصطفیٰ بس

محمد حامد حمد خدا بس

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿علم غیب﴾

﴿1﴾ ''عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ'' (سورۃ جن، پ۲۹، رکوع ۲) ہم کسی پر علم غیب ظاہر نہیں کرتے مگر جس کو ہم پسند کر لیتے ہیں رسولوں سے۔ علم غیب مخلوق کی نسبت بولا جاتا ہے خدائے تعالیٰ کے نزدیک غیب کوئی چیز نہیں۔ سب مشاہدہ ہے۔

﴿2﴾ چوتھا پارہ بعد نصف رکوع ۸ ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ'' ترجمہ: نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ تم کو خبر دار کرے غیب کی بات پر اور لیکن خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہے۔

﴿3﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے ''وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ'' (سورۃ آل عمران، رکوع ۵)

میں تمہارے گھروں میں کوٹھریوں میں کیا چیز ہے۔ وہ سب تم کو بتا دیتا ہوں۔ یہ بھی بتا دیتا ہوں جو کچھ رات کو تم نے کھایا۔

﴿4﴾ آیت شریف سورۃ یوسف، ۱۳واں پارہ، ربع اول، رکوع ۴ میں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا بھائیوں کو ''اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ'' یہ میرا کرتہ لے جاؤ میرے حضرت والد صاحب

صلوات اللہ علیہ نابینا ہوگئے ہیں۔ان کے چہرہ پرڈال دیناان کی آنکھیں روشن ہوجائیں گی پھرتم سب مل کرسارے اہل وعیال میرے پاس آجانا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ میرے کرتہ کوحضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرہ پرڈال دینا۔وہ بینا ہوجائیں گے۔یہ علم غیب تھایانہیں۔نہیں تو کیا تھا،ادھر جب قافلہ چلاتو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا''لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ''مجھے آج حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبوآتی ہے۔منکرین جب خدائے تعالیٰ کے فرمان کوبھی نہیں مانتے تو دوسرے واقعات کیسے مانیں گے۔اس سے ثابت ہوا کہ وہ قرآن شریف کونہیں مانتے اور نہ قرآن شریف پران کا ایمان ہے۔اگر مانتے تو یہ ساری آیات شریف قرآن شریف کی ہیں پھر انکارکیوں کرتے ہیں فقیر کے نزدیک منکرین کاایمان قرآن شریف پرنہیں ہے بلکہ ان کے عقیدہ کے جو عالم ہیں،ان کی زبان پران کا ایمان ہے وہ بغیر آیت شریف،حدیث شریف کے کہہ دیں کہ ایسا ہے ایسا ہے،تو مان لیتے ہیں۔ہم اگر سارا قرآن شریف سناتے ہیں تو بھی نہیں مانتے۔

﴿5﴾ حضرت آدم علیہ السلام کے حال میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو قیامت تک جتنے ہونے والے تھے سب کے نام سکھادیئے۔فرشتوں سے حضرت آدم علیہ السلام کا علم بڑھا ہوا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا علم زیادہ ہے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

حسن یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

قال اللہ تعالیٰ''عَلَّمَکَ مَالَمۡ تَکُنۡ تَعۡلَمۡ''میں نے سکھادیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپ نہیں جانتے تھے۔

﴿6﴾ ''یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا''(پ۲۲،سورۃ احزاب،رکوع ٦)اس آیت شریف میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کو سات خطابوں سے مخاطب فرمایا ہے۔ خطاب نبی ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی گزرے ہیں۔ 313 رسول معنی نبی ﷺ عربی زبان میں لغت نکال کر دیکھو غیب کی خبر دینے والے کے ہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "یا ایھا النبی" یعنی اے غیب کی خبر دینے والے تحقیق ہم نے اپ کو رسول بنا کر بھیجا۔

"شاھدا" کے معنی عربی میں گواہ ہیں۔ گواہ وہ شخص ہوتا ہے جس نے موقع پر اپنی آنکھوں سے واقعہ دیکھا ہو۔ عدالتوں میں ہر روز گواہ پیش ہوتے ہیں۔ حاکم گواہ سے پوچھتا ہے کہ تو نے کیا دیکھا۔ اگر وہ کہہ دے کہ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے مار رہا تھا۔ حاکم کہتا ہے کہ اس گواہ کو قائم رکھو۔ اگر گواہ کہہ دے کہ میں نے دیکھا نہیں سنا تھا تو حاکم کہتا ہے کہ جاؤ تمہاری گواہی کا کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا اگر حضرت ﷺ ہمارے حالات کو دیکھ نہیں رہے ہیں تو گواہی کس بات کی دیں گے۔ حضور ﷺ نہ صرف اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد سے مخلوقات کے حالات کے گواہ ہیں بلکہ اس سے قبل کے زمانہ کے بھی حضرت ملک الموت ساری دنیا کی مخلوقات کو دیکھ رہے ہیں اور ہر ایک کے سانس کا حساب کرتے ہیں۔ ہر ایک آدمی کو ایک دن رات میں چوبیس ہزار سانس آتا ہے وہ تو سب دیکھ رہے ہیں اور سورج ساری دنیا کی مخلوقات کو ایک وقت میں دیکھ رہا ہے۔ اس کا بھی کوئی انکار نہیں کرتا مگر آپ کے دیکھنے کا انکار کیا جاتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ سورج کا نور زیادہ ہے یا حضرت ﷺ کا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ وَخَلَقَ الْخَلْقَ مِنْ نُوْرِیْ" پہلے جو چیز رب نے پیدا کی وہ میرا نور تھا باقی ساری مخلوق میرے نور سے پیدا کی سورج کو آپ ﷺ کے نور سے کیا نسبت، سورج کا نور آپ کے نور کے سامنے ایک ذرہ کی حیثیت کا بھی نہیں۔ جب سورج دنیا کے ذرہ ذرہ کو دیکھ رہا ہے تو حضرت ﷺ کا ان ذرات کو دیکھنا کونسا مشکل کام ہے۔ حضور ﷺ سراجا منیرا ہیں آپ کا چراغ قیامت تک روشن رہے گا۔ اس لئے حضور ﷺ کو اب بھی علم غیب ہے۔

﴿7﴾ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی میں (پارہ۲، رکوع۱) ''وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا'' کی تفسیر فرماتے ہیں کہ حضرت اپنے نور نبوت کے ساتھ ہر امتی کے حالات اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے ہتھیلی پر ایک رائی کا دانہ۔

﴿8﴾ ''وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ'' (پ۳۰، رکوع۳، ربع۴) ہمارا رسول غیب میں بخل کرنے والا نہیں۔

﴿نوٹ﴾ اس آیت شریف کی تفسیر میں مولوی شبیر احمد صاحب دیوبندی نے حاشیہ میں حسب ذیل تشریح لکھی ہے:

''یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے، ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا''

﴿9﴾ صحیح بخاری شریف میں ہے ''ایک شخص کا اونٹ گم ہوا۔ حضرت ﷺ کی جناب میں مسجد نبوی میں آہ وزاری کرنے لگا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہاڑی کے پرے تیرا اونٹ ہے، مسجد نبوی میں بیٹھ کر فرمایا وہ شخص وہاں پہنچا تو اس کا اونٹ وہاں موجود تھا آپ نے اس کا پتہ بھی بتا دیا تھا کہ فلاں درخت کے پاس ہے وہ شخص اپنا اونٹ لے آیا۔

﴿10﴾ حضرت ﷺ نے فرمایا ماکان وما یکون (جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا) کا علم مجھ کو ہے۔

﴿11﴾ صحیح بخاری شریف میں ہے مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ذرا ٹھہرے اور فرمایا سَارِيَةَ الْجَبَلَ تین مرتبہ باآواز بلند فرمایا جتنے لوگ بیٹھے تھے سب حیران رہ گئے کہا خطبہ اور کہا ساریہ۔ اس وقت حضرت ساریہ مدینہ

شریف سے (۳۰۰ میل) سے زیادہ فاصلے پر تھے۔ پورے تین مہینے کے بعد ملک نہاوند سے جہاں کافروں کے ساتھ لڑائی تھی ایک قاصد آیا اور خبر دی کہ کافروں کے ساتھ جنگ ہو رہی تھی، پیچھے پہاڑ تھا آگے لڑائی ہو رہی تھی۔ اہل اسلام کا لشکر پہاڑ کے نزدیک تھا کافر ذرا دور تھے کافروں نے اپنی فوج کا ایک دستہ پہاڑ کے ادھر سے بھیج دیا کہ پیچھے جاؤ۔ پہاڑ سے نیچے اتر کر میدان میں آ کر ایک طرف تم ہو گے ایک طرف ہم۔ مسلمان درمیان میں آ جائیں گے تو ان کو فنا کر دیں گے۔ حضرت ساریہ تو اپنی لڑائی کے کام میں مشغول تھے ان کو اس واقعہ کی خبر نہیں۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی مسجد میں خطبہ پڑھتے ہوئے ان کافروں کو پہاڑ سے نیچے اترتے ہوئے دیکھ لیا اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو ڈانٹ کر بڑے جوش کے ساتھ تین مرتبہ فرمایا ''پہاڑی کی طرف دیکھو'' حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نے پہاڑ کی طرف دیکھا تو اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ جاؤ پہاڑ کی طرف۔ جب ان کا لشکر پہاڑ کی طرف گیا تو کافر پیچھے ہٹ گئے حضرت ساریہ کے لشکر نے کافروں پر حملہ کر کے ان کو شکست دی اور فتح یاب ہوا۔ اس حدیث شریف کے بیان کرنے سے غرض یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین سو میل سے زیادہ فاصلے سے کافروں کے لشکر کو دیکھ سکتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا درجہ ہوگا۔

﴿12﴾ حضرت پیران پیر فرماتے ہیں میں ساری دنیا کے شہروں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے ہتھیلی پر رائی کا ایک دانہ۔ دیکھو قرآن شریف ''ان رحمتی وسعت کل شی'' میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر لیا ہے اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ''

﴿13﴾ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب کی خدمت میں مہمان حاضر ہوا کرتے۔ باورچی نے عرض کی کہ حضرت بعض دن مہمان زیادہ آ جاتے ہیں کھانا تھوڑا ہوتا ہے۔ آپ مجھے فرما دیا کریں۔ جتنے مہمان آیا کریں میں اتنا کھانا تیار کروں۔ حضرت خواجہ صاحب کے پاس بلی بیٹھی ہوئی تھی۔ فرمایا

اس بلی سے پوچھ لیا کرو باورچی بلی سے پوچھ لیا کرتا۔ جتنے مہمان آنے والے ہوتے اتنی مرتبہ بلی میاؤں میاؤں کہتی۔ باورچی اتنے آدمیوں کا کھانا تیار کر لیتا۔ ایک مرتبہ بلی نے تین آوازیں دیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ تین مہمان آئیں گے جب دسترخوان بچھایا گیا تو مہمان چار بیٹھ گئے، باورچی نے حضرت خواجہ صاحب سے عرض کی کہ آج بلی نے غلطی کی ۔ اس نے تین آدمی کہے تھے بیٹھ گئے چار حضرت خواجہ نے بلی کو کہا کہ باورچی تیری شکایت کرتا ہے۔ تو نے غلطی کیوں کی، پاس ہی مسافر کھا رہے تھے، بلی دوڑ کر گئی، ایک مسافر کے کپڑے کو پہلے ہاتھے کے نیچے سے کھینچتی تھی پھر کپڑے کو منہ ڈال کر کھینچا تو وہ اٹھ کھڑا ہو گیا اس مسافر نے کہا کہ بلی سچی ہے۔ میں مہمان نہ تھا میں تو کافر تھا۔ یہاں آ گیا تھا میں کسی بندہ خدا کی تلاش میں تھا۔ یہاں آ کر میں نے دیکھا کہ بلیوں کو بھی علم غیب ہے میں سچے دل سے کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہوتا ہوں۔ اس حکایت سے یہ ثابت ہوا کہ منکرین علم غیب حضرت ﷺ کی ذات پاک کی نسبت انکار کرتے ہیں۔ حضرت ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کی حیوان بلی جو کہ آپ کی خدمت میں رہتی تھی اس کو بھی علم غیب تھا تو بتا دیا کرتی تھی کہ آج اتنے مہمان آئیں گے۔ منکرین علم غیب اس حکایت کو ذرا غور سے پڑھیں اور عقائد باطلہ سے توبہ کر کے زمرہ اہل اسلام میں شامل ہو جائیں۔

﴿14﴾ فقیر اپنے چند چشم دید واقعات سے بھی علم غیب کے متعلق بیان کرتا ہے شاید کوئی سعید ازلی ان واقعات کو پڑھ کر ایمان کو کامل کر لے۔ ان واقعات کو پڑھ کر ایک شخص کا بھی ایمان بچ گیا تو میری نجات کیلئے کافی ہے

﴿﴾ فقیر اپنے حضرت پیر و مرشد کے ہمراہ امرتسر سے روانہ ہو کر موضع ڈیریان والا تحصیل ر یہ ضلع سیالکوٹ میں پہنچا۔ ولی داد خان نامی ایک شخص کے گھر میں چھ لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں۔ حافظ مہر دین صاحب نامی نے عرض کی کہ ولی داد خان کے گھر میں چھ لڑکیاں ہیں لڑکا کوئی نہیں، دعا فرمائیے۔ دوسرے سال آپ تشریف لائے پھر اسی جگہ رات کو شب

باش ہوئے اس کے گھر میں حافظ مہر دین نے عرض کی کہ حضرت لڑکا کوئی نہیں۔ فقیر بھی تھا آپ نے فرمایا لڑکا نہیں ہوا۔ جواب دیا نہیں۔ فرمایا گڑ منگواؤ۔ گڑ پر قرآن شریف دم کر کے ولی داد خان صاحب مرحوم کو دیا اور فرمایا کہ یہ اپنی عورت کو کھلا دے۔ اب تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمد شریف رکھنا۔ سارے مجمع کے سامنے علی الاعلان فرمایا۔ تیسرے سال پھر امرتسر سے آرہے تھے کہ خود ولی داد خان بچہ اٹھا کر لایا اور عرض کی کہ حضرت! محمد شریف حاضر ہے۔ اس وقت محمد شریف تین مہینے کا تھا آپ نے بڑی مہربانی فرمائی اس کو پڑھ کے دم کیا۔

ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا ماں کے رحم میں بھی اس کا نطفہ نہیں گیا، آپ پہلے ہی علی رؤس الاشہاد کھلم کھلا فرما رہے ہیں کہ بیٹا ہوگا۔ اس کا نام محمد شریف رکھنا۔ یہ علم غیب نہیں تھا۔ تو اس کا نام کیا ہوگا۔

﴿﴾ ایک اور واقعہ پیر کی موجودگی میں موضع نوین کے ضلع گوجرانوالہ میں میاں حسن دین نے عرض کی کہ میرے گھر لڑکا کوئی نہیں۔ دعا فرمائیے۔ آپ نے دعا فرمائی حسن دین رب تیرے گھر لڑکا دے گا اس کا نام محمد شریف رکھنا پورے نو مہینہ کے بعد وہ لڑکا پیدا ہوا اس کا نام محمد شریف رکھا۔ یہ علم غیب نہیں تھا تو کیا تھا یہ تو غلامان غلام کا علم غیب ہے۔

﴿﴾ فقیر کے بڑے بھائی صاحب سید نجابت علی شاہ علیہ الرحمۃ کے پاس مولوی امام دین صاحب ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ کی بیوی آگئیں۔ ایک عورت نے عرض کی حضرت! مولوی صاحب کے گھر اولاد نہیں ہے۔ ان کی بیوی حاضر ہوئی ہے۔ ان کو حمل ہے دعا فرمائیے کہ لڑکا پیدا ہو۔ سب کے سامنے فرمایا کہ لڑکا تو نہیں لڑکی پیدا ہوگی۔ اس کے بعد کچھ نہیں ہوگا چنانچہ اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی اس کے بعد پچیس (25) سال ہوئے مولوی صاحب کے گھر میں کچھ نہیں ہوا۔ منکرین اب کیا کہیں گے۔

﴿15﴾ ایک دفعہ فقیر کے بھائی سفر مدینہ منورہ میں تھے۔ میرے بھائی صاحب جو قافلہ

کے ہمراہ تھے شہر سے باہر نکل کر شب باش ہوئے اونٹوں کے قافلہ میں۔ انہوں نے پچھلی رات سحری کا وقت تھا ایک آدمی کو میرے بلانے کیلئے کہ میں مسجد نبوی میں اصحاب صفہ کے چبوترے پر حضرت آغا خلیل صاحب کے پاس تھا بھیج دیا کہ جلدی آؤ قافلہ کے اونٹ لدے جارہے ہیں۔ میں نے حضرت آغا صاحب سے عرض کی کہ مجھ کو اجازت دیں میں جاتا ہوں آپ نے فرمایا کہ تم ٹھہرو امام شافعی علیہ الرحمۃ کی جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ جانا (اس وقت ترکوں کا زمانہ تھا) تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ بھائی صاحب نے دوسرے آدمی کو بھیجا کہ جلدی آؤ قافلے کے اونٹ لدے جارہے ہیں۔ میں نے حضرت آغا صاحب سے عرض کی حضرت اب تو دوسرا آدمی بھی آگیا قافلہ چلا گیا تو میں اکیلا کیسے جاؤں گا تو حضرت آغا صاحب نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں تمہارا قافلہ ظہر کی نماز پڑھ کے جائے گا وہ جو دو آدمی بلانے کے واسطے آئے تھے وہ دونوں کھڑے تھے اور میں اور آغا صاحب بیٹھے تھے میں نے کہا کہ یہ دو آدمی کھڑے ہیں کیا یہ جھوٹ بول رہے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اونٹ لدے جارہے ہیں آپ کہتے ہیں ظہر کی نماز پڑھ کے قافلہ جائے گا۔ حضرت آغا صاحب نے جواب دیا اگر یہ جھوٹ نہیں بولتے تو میں بھی جھوٹ نہیں بولتا۔ تمہارا قافلہ ظہر کی نماز پڑھ کے جائے گا۔ ان کے فرمانے کی تعمیل کر کے امام شافعی کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر قافلہ میں پہنچ گیا، کئی ہزار اونٹ شامی، رومی، ترکی، تاتاری چلے گئے ہمارے پنجابیوں کے پچاس اونٹ تھے وہ بیٹھے ہوئے تھے میں کبھی تو قافلہ سالار کے پیچھے کبھی مطوف کے پیچھے اور کبھی مزور کے پیچھے پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ جلدی چلو جلدی چلو۔ اونٹ والے بدو کبھی گھاس خریدنے چلے جائیں کبھی دانہ خریدنے کو کبھی حاجیوں سے کرایہ کے پیسے وصول کر کے آپس میں تقسیم کرتے تھے۔ اسی حالت میں ظہر کا وقت آگیا ظہر کی نماز پڑھی جب آخر کا سلام میرے منہ میں تھا تو بدوؤں نے کہا حبــــی حبــــی چلو چلو اس وقت مجھے یاد آگیا کہ آغا صاحب نے کہا تھا کہ تمہارا قافلہ ظہر کی نماز کے بعد جائے گا تو وہ سچا نکلا۔

﴿16﴾ اس کے دوسرے سال پھر مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تھا۔ اس وقت ایک رات وہاں ٹھہرا کرتا تھا مگر اب دو راتیں ہوگئیں۔ میں نے پچھلی رات حضرت آغا صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ قافلہ پرسوں سے باہر نکل گیا وہ چلا جائے گا مجھے جانے دو، فرمایا میں بات کہوں میں نے عرض کی فرمایئے فرمایا کہ آئندہ رات بھی تم ادھر ٹھہرو گے۔ اس پر میں نے کہا کہ پچھلے سال آپ نے جو فرمایا تھا کہ تمہارا قافلہ ظہر کی نماز پڑھ کر چلے گا میں نے اس پر یقین نہیں کیا تھا مگر جو لفظ آپ کی زبان سے نکلے تھے وہ حرف بحرف سچے نکلے اس پر آغا صاحب بڑے ہنسے کہ میری بات پر یقین نہیں کیا تھا میں نے کہا اس وقت تو یقین نہیں کیا آج یقین کر لیتا ہوں۔ چنانچہ قافلہ رات وہاں ٹھہرا رہا اور میں حضرت آغا صاحب کی خدمت میں حاضر رہا۔ یہ علم غیب نہیں تھا تو کیا تھا حضرت آغا صاحب اس وقت بقید حیات تھے اس کے بعد میں مدینہ منورہ میں ہر سال حاضر ہوتا رہا۔ مجھے چلنے کے وقت آغا صاحب نے فرمایا کہ تو آئندہ سال بھی آئے گا میں نے کہا نہ تو میرے پاس جسمانی طاقت ہے نہ مالی طاقت ہے کیسے آسکوں گا فرمایا ضرور آئے گا ان کے فرمانے کے مطابق دوسرے سال رب مجھے لے جاتا رہا۔ وہاں حاضری کا شرف نصیب ہوتا رہا۔

﴿19﴾ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے دادا پیر صاحب مارہرہ شریف یو۔ پی میں تشریف فرماتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ حضرت بارہ برس گزر گئے میری بیوی کو گم ہوئے اس کا کوئی پتہ نشان نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ درویشوں کے پاس جائے تو خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے، تو خالی ہاتھ کیوں آیا ہے، آپ نے اس کو اپنی چادر مبارک دی اور ایک آنہ کے پیسے دیئے۔ فرمایا جاؤ ایک آنہ کے پھول لے آؤ۔ وہ باغ سے پھول خرید کر واپس آرہا تھا۔ اس باغ کے اندر ایک حوض تھا۔ دیکھا تو اس حوض کے کنارے اس شخص کی عورت ننگی مادرزاد بیٹھی ہے۔ یہ وہی چادر جو حضرت صاحب نے دی تھی اس کو اوڑھا کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں آکر پوچھا کہ تو کہاں سے آئی اس نے کہا میں بخارے شریف میں تھی

آج ایک شخص کے ساتھ میرا نکاح کرنا چاہتے تھے مجھے غسل کیلئے بٹھایا ہوا تھا میں غسل کر رہی تھی۔ اتنے میں یہ بزرگ آگئے اور چادر اوڑھا کر لائے یہ غلامان غلام کے علم غیب کا حال ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا کیا حال ہوگا۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

صحیح بخاری شریف میں وارد ہے کہ ہر قبر میں منکر نکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ اور اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو کیا کہتا ہے، تیرا دین کیا ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ ہر قبر میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ نیز حدیث شریف میں ہے کہ ہفتہ میں دو بار ہر امتی کا اعمال نامہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے معلوم ہوا کہ تمام دنیا میں نوے کروڑ مسلمان ہیں ایک ہی وقت میں نوے کروڑ اعمال ناموں کو دیکھ لینا آخر کیا بات ہے۔

﴿20﴾ حضرت شمس تبریزؒ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں:

در شعاع آفتاب معرفت

ذرہ لاف عیب دانی میکند

آفتاب معرفت کی شعاع میں جب ذرہ لاف غیب دانی کرتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کی (جس سے کائنات کا ظہور ہوا ہے) غیب دانی کس پائے کی ہوگی۔ سمجھ لو۔

☆☆☆☆☆☆

﴿شفاعت﴾

﴿1﴾ اس زمانے میں بعض لوگ جو دشمن رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہر بات میں کوئی نہ کوئی نقص یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان تلاش کر لوگوں کے دلوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عزت و قدر

گھٹانے میں دن رات لگے رہتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' (سورۃ الم نشرح، پ ۳۰) آپ کے ذکر کو ہم نے بلند کیا۔ کسی بازار میں چلے جاؤ جس طرف سے فونوگراف کی آواز آئے گی وہ نعت رسول اللہ ﷺ ہی کی ہوگی۔ ''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ'' کی تفسیر ہو رہی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی گھر یا کوئی چھپر دنیا میں ایسا نہیں رہے گا جس میں ایک مرتبہ نہ پکارا جائے گا۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''۔ اگر میرے اس کلام میں شک و شبہ ہو تو ہر شہر میں جا کر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کی تصدیق کر لو۔ مگر جو دشمن رسول ﷺ ہیں۔ جن کو نعت شریف سننے سے انکار ہے وہ آپ کی نعت شریف کیوں سنیں گے۔ ع

جلیں وہ خوب ہی یا رب عدو فی النار جا ٹھہر

دشمنان رسول ﷺ یہ شعر بھی یاد کر لیں

سکہ نام محمد نہ مٹا پر نہ مٹا
مٹ گئے آپ ہی جتنے مٹانے والے

شفاعت کے مسئلے کا اس زمانے میں انکار کیا جاتا ہے دیکھو قرآن شریف پ ۱۵ میں سورۃ بنی اسرائیل رکوع ''وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا'' خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ رات کو اٹھ کر یا رسول اللہ ﷺ آپ تہجد کی نماز پڑھا کریں جو آپ پر فرض کی گئی ہے خدائے تعالیٰ آپ کو مقام محمود نصیب فرما دیں''۔ یہ دشمنان رسول ﷺ انکار کریں اور یہ کہیں کہ وہ شفاعت نہیں کریں گے۔

تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے
جنت تو ہے جگہ تیرے ادنیٰ غلام کی

آپ کا مقام محمود وہی مقام ہے جس پر آپ تشریف فرما ہو کر شفاعت کریں گے

خدائے تعالیٰ پارہ نمبر 9 کے آخر میں فرماتے ہیں "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ "۔خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں یاد کرو یارسول جب کافروں نے یہ دعا مانگی تھی کہ یا اللہ پاک ہم پر پتھر برسا یا کوئی سخت عذاب بھیج دے۔ پندرہ دن گزر گئے کوئی عذاب نازل نہیں ہوا کافر ہنستے مسخریاں کرتے کہ آپ سچے ہوتے تو ہم پر پتھر کیوں نہ برسائے جاتے۔آپ نے سنا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ یا اللہ کیا میں ترا محبوب نہیں پھر کیا وجہ کہ کافروں نے اپنے منہ سے مراد مانگی میں نے تو بد دعا نہیں کی تھی۔ پندرہ دن گزر گئے ان پر پتھر نہیں برسائے گئے ،اب وہ ٹھٹھے مسخریاں کرتے ہیں اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آئے اور یہ ارشاد آپ کو پہنچایا "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ "ہم ہرگز ان کو عذاب نہیں کریں گے کیونکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔آپ کو ہم نے فرمایا "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ "کے ہوتے ہوئے کیسے عذاب کریں گے۔خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کافر بھی اگر عذاب سے بچے ہوئے ہیں تو یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے طفیل سے۔ ورنہ ان کو پتھر برسا کر برباد کر دیتے۔ دنیا سے ان کا نام مٹا دیتے۔آپ کی موجودگی میں کافروں پر عذاب نہیں کرتے تو آپ کے غلاموں پر کیوں کریں گے۔

اگر درخانہ کس است یک حرف بس است

﴿2﴾ پارہ ۳ ربع ۴ رکوع ۴ پہلی آیت شریف "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ "خدائے تعالیٰ جل شانہ کے ساتھ محبت ہے تو کیا کرو میری اتباع کرو میرے پیچھے پیچھے چلو ہر بات میں میری نقل کرو میری تابع داری کرو گے تو نتیجہ کیا ہوگا خدائے تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنالیں گے اور پچھلے سارے گناہ بخش دیں گے رب کی ذات غفور ورحیم ہے۔

جب صرف آپ کی تابع داری کرنے سے خدائے تعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے تو حدیث شریف میں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ فرمائیں گے "اِشْفَعْ "یعنی شفاعت قبول کی

جائے گی۔

میرے گاؤں کے پاس ایک دشمن رسول ﷺ آیا۔ نماز جمعہ پڑھانے کے بعد منبر پر چڑھ گیا اور یہ لفظ کہے کہ لوگ کہتے ہیں قیامت کے دن حضرت ﷺ اپنے غلاموں کی شفاعت کریں گے۔ جب وہ اپنے ماں باپ کی شفاعت نہیں کرسکتے تو دوسروں کی کیسے کرسکتے ہیں اس کے بعد اور بکتا رہا۔ جونہی وہ اپنی بکواس ختم کرچکا تو اس جگہ چودھری فقیر محمد صاحب (خدائے تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت نصیب کرے) بیٹھے ہوئے تھے۔ عالم تو نہ تھے مگر درویشوں کے صحبت یافتہ تھے۔ نماز کے بعد چودھری صاحب نے لوگوں کو کہا کہ بیٹھے رہو اس مولوی سے پوچھا کہ یہ حافظ قرآن جو ہیں ان کا کچھ درجہ ہے یا مرتبہ یا ان کو کوئی ثواب ہے یا نہیں؟ تو وہ مولوی کہنے لگا کہ حافظوں کا بڑا درجہ ہے حافظ وہ ہوگا جس کے سینہ میں کلام پاک ہوگا اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی۔ قرآن شریف حفظ نہیں ہوسکتا جب تک کہ حضرت کا دست مبارک اس کے سینہ پر نہ پھرے۔ پھر کہا کہ قیامت کے دن بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ تختوں پر بیٹھے ہوں گے زمین پر نہیں بلکہ ہوا پر ان کے تخت اڑتے ہوں گے ان تختوں پر جو بیٹھے ہوں گے ان کے سروں پر تاج ہوں گے ان کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔ لوگ فرشتوں سے پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں فرشتے جواب دیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بیٹوں نے دنیا میں قرآن شریف حفظ کیا تھا۔ تب چودھری صاحب نے کہا کہ ان کے ماں باپ کو یہ درجہ ان کے اپنے عملوں کے طفیل ملے گا یا بیٹوں کے طفیل۔ تو مولوی کی زبان سے نکل گیا بیٹوں کے طفیل۔ اتنا سن کر چودھری صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب ایک حافظ قرآن کے طفیل تو ان کے والدین کو یہ درجے ملیں گے جو آپ نے بیان کئے جو لولاک کے مالک ہیں ان کو کتنے درجے ملیں گے، ان کی کیا شان ہوگی۔ مولوی کا تو منہ کالا ہوگیا۔ مولوی نے سر نیچے ڈال لیا۔ چودھری نے کہا کہ بے دین تو ہمارا دین چھیننے کیلئے آیا ہے، ہم دیہاتی آدمی ہیں تو ایمان کا ڈاکو ہے، اسی وقت نکل جا۔ وہ

(۳۰) من چاول باسمتی کے جو ہر سال مولوی کو دیا کرتا تھا وہ بھی بند کر دیا۔

یہ درجے اور مرتبے تو بغیر شفاعت کے ہیں۔ جب آپ شفاعت کریں گے تو کیا ہوگا دیکھو قرآن شریف سورۃ النساء پارہ ۵ رکوع ۹، ۸ ''وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰهِ وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا'' شفاعت کا ثبوت جتنا اس آیت شریف سے ثابت ہے اتنا کسی سے بھی نہیں۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کسی رسول کو ہم نے نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اس رسول کی فرمانبرداری کرائی جائے اور اگر انہوں نے گناہ کئے ہیں تو وہ آپ کے پاس آجائیں (مدینہ منورہ میں) اور ہماری بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں اور حضرت بھی ان کی سفارش کریں کہ یا اللہ پاک یہ میرا غلام ہے انہوں نے رب کی ذات کو پالیا

سب کچھ ملا جو مل گئی اس در کی حاضری
گو ملک ومال و خویش و وطن سے جدا ہوا
قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب
اس در کی حاضری سے تو قسمت بدل گئی

اس دربار کی حاضری سے جہنمی جنتی بن جاتے ہیں رب کی ذات کو پالیتے ہیں سارا قرآن شریف پڑھو کسی جگہ خدائے تعالیٰ نے نہیں فرمایا یہ کام کریں تو رب کی ذات پالیں گے مگر اس آیت شریف میں فرمایا کہ جو آپ کے پاس مدینہ شریف میں جاکر حاضر ہوگیا اور بخشش مانگی اور آپ نے اس کی سفارش کی تو اس نے رب کی ذات کو پالیا۔ باقی رہے ''توابا رحیما'' یہ وصف رب کی ذات کو پالیا تو کس حالت میں، توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا۔ اور جس نے رب کی ذات کو پالیا اس کے لئے باقی ہی کیا رہا۔

﴿3﴾ ''فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيۡنَ'' (سورۃ مدثر) شفاعت کرنے والوں

کی شفاعت ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ لوگ شفاعت رسول کریم کے منکر ہیں جب کہ اس آیت شریف سے نہ صرف حضرت ﷺ کا شفاعت کرنا ثابت ہوتا ہے بلکہ شافعین جمع کا صیغہ ہے۔ اس میں دوسرے شفاعت کرنے والے بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے سوائے اور بہت سارے شفاعت کریں گے۔ دیکھو حدیث شریف "تمام مومن اپنے متعلقین اپنے دستوں کی شفاعت کریں گے"۔

﴿4﴾ "اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں فرشتے جنہوں نے عرش معلیٰ کو اٹھایا ہوا ہے اور جو اس کے گرداگرد ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ ایک تو رب کی حمد کی تسبیح پڑھتے ہیں دوسرے جو ایماندار ہیں جو پڑھتے ہیں "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں کہ یا اللہ! ان کے گناہ بخش دے۔ گناہ ہم کریں اور دعائے مغفرت ہمارے لئے فرشتے مانگیں۔ یہاں سمجھنے کی بات ہے کہ فرشتے کن کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہیں مومنوں کے لئے نہ کہ موحدوں کیلئے ان کیلئے دعائے مغفرت کریں گے جو پڑھیں گے "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" صرف "لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھنے والوں کے لئے فرشتے دعائے مغفرت نہیں کرتے۔ آپ ﷺ کے نام کا کلمہ شریف پڑھنے والوں کیلئے خود بخود فرشتے دعائے مغفرت کر رہے ہیں اور فرشتوں کی دعا رد نہیں جاتی سو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ جب فرشتے خدائے تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مومنوں کیلئے دعا کر رہے ہیں تو آپ کے شفاعت کرنے پر ان کے غلاموں کی مغفرت خدائے تعالیٰ کیا نہ فرمائیں گے۔

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

﴿5﴾ ساری دنیا میں یہ قاعدہ ہے کہ کسی مجرم کی سفارش کسی حاکم کے پاس وہی شخص کر سکتا ہے جس کا اس حاکم کے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ دوسرے اس حاکم کے دل میں سفارش

کرنے والے کی کوئی وقعت وعزت ہوتو وہ اس کی بات پر عمل کر کے سفارش قبول کرے گا۔ اگر کوئی غیر یا نا آشنا کسی مجرم کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کرنا تو ایک طرف رہا، حاکم اس کی بات کو سنتا بھی نہیں۔ سفارش کرنے والا بھی اسی وقت سفارش کرتا ہے جب اس کو یقین ہو جائے کہ میری سفارش منظور ہو گی اگر سفارش کرنے والے کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ حاکم میری بات سنے گا بھی نہیں تو وہ سفارش کیوں کرے گا۔ یہی معنی ہیں۔

''مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ'' خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تک ہماری اجازت نہ ہو گی کوئی شخص ہمارے پاس کسی کی سفارش یا شفاعت کر نہیں سکتا۔ خدائے تعالیٰ کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی کسی شخص کی سفارش یا شفاعت نہیں کر سکتا۔ خدائے تعالیٰ شفاعت کرنے کی اس کو اجازت دیں گے جس کی سفارش یا شفاعت آپ کو منظور ہو۔ اگر منظور نہ کرنی ہو تو اجازت ہی کیوں دیں گے۔

ایک حدیث شریف بھی مجھے یاد آ گئی ''قیامت کے دن ساری مخلوق اکٹھی ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں جائے گی کہ آپ ہمارے باپ ہیں بارگاہ الٰہی میں ہماری سفارش کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ اس درخت کا دانہ نہ کھانا میں نے غلطی سے کھا لیا تھا اس لئے میں معذور ہوں تمہاری سفارش نہیں کر سکتا۔ مخلوق پھر حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں جائے گی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائے گی تو سارے پیغمبر علیہم السلام کہیں گے کہ تم اگر اپنی سفارش چاہتے ہو تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو شفیع عاصیاں ہیں ان کے پاس جا کر عرض کرو آج سب کی سفارش کرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ جب ساری مخلوق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب کی سفارش فرما دیں گے۔

﴿۱﴾ ''وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی'' خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں سورۃ والضحیٰ میں کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ کو عنقریب اتنا عطا فرمائیں گے کہ آپ راضی

ہوجائیں گے۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں اتنی رحمت اتنا فضل کریں گے کہ آپ ﷺ راضی ہوجائیں گے آپ ﷺ کی رضا ہم کو منظور ہے جب یہ آیت شریف نازل ہوئی تو صحیح بخاری شریف کی حدیث شریف ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے تو فرمادیا کہ مجھے راضی کرلیں گے فرمایا ''وَاللّٰهِ لَا اَرْضٰى وَلَوْ كَانَ وَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ'' قسم کھا کر فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں کبھی راضی نہیں ہوں گا اگر میرا ایک بھی غلام دوزخ میں رہ جائے گا۔ میرا نام لیوا اور پھر دوزخ میں جائے جب خدائے تعالیٰ نے بغیر آپ کی شفاعت، سفارش کے یہ فرمایا ہے کہ یارسول اللہ (ﷺ) ہم آپ کو راضی کرلیں گے اور آپ ﷺ قسم کھا کر فرمارہے ہیں کہ آپ کو راضی کرنا ہمارا کام ہے تو شفاعت اب کدھر رہی رضا مقدم رکھی گئی ہے تو اس کے سامنے شفاعت کوئی چیز نہیں۔

اچھے ان کے ہیں تو اے کیف برے کس کے ہیں
اپنی امت ہے محمد ﷺ کو پیاری ساری

(7) عزیزم شیخ غلام علی نقشبندی گورداسپوری کا شعر ہے کہ

بھلے برے سبھی جاتے ہیں رحم تو دیکھو
نکالتے ہیں نہیں بد کو بھی وہ مدینہ سے

(8) صحیح بخاری شریف کی حدیث شریف ہے ''بِهِمْ تُرْزَقُوْنَ وَ بِهِمْ تُمْطَرُوْنَ'' آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر وہ اللہ کے مقبول و برگزیدہ نیک بندے ہیں جن کے طفیل سے تم کو رزق دیا جاتا ہے۔ جن کے طفیل تم زندگی بسر کررہے ہو۔ جن کی برکت سے تمہارے لئے بارش ہوتی ہے۔ اس حدیث شریف کے کیا معنی۔ آپ فرماتے ہیں اگر وہ نیک بندے نہ ہوں تو نہ تم زندہ رہ سکو، نہ تم کو رزق مل سکے، نہ تم بودوباش کرسکو، اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ بھی حل ہوگیا کہ جو لوگ بندگان خدا پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ لوگ طفیلی ہیں۔ محنت مزدوری کمائی دوسرے لوگ کریں اور پیر بیٹھے بٹھائے کھالیتے ہیں۔ معترضین کا

اعتراض بالکل غلط ہے اور لچر ہے۔ پیران عظام لوگوں کے طفیلی نہیں بلکہ باقی ساری مخلوق پیران عظام کے طفیل کھا رہی ہے۔ ان ہی کے طفیل سے بارشیں ہوتی ہیں۔ ان ہی کے طفیل سے رزق دیا جا رہا ہے۔ ان ہی کے طفیل یہ زندہ رہتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ '' خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں اگر کافر بچے ہوئے ہیں تو آپ ﷺ کے طفیل ورنہ ہم ان کو تباہ کر دیتے۔

﴿9﴾ حضرت ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ کن کی؟ اپنے غلاموں کی جو منکر شفاعت یا حضور ﷺ کی اہانت کرنے والے یا کسر شان کرنے والے ہوں۔ ان کی شفاعت نہ فرمائیں گے۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آمردہ شومی ورنہ سخن بسیار است

فی الواقع حضرت اپنے غلاموں کی شفاعت فرمائیں گے۔ نہ کہ دشمنوں کی۔

☆☆☆☆☆☆

﴿1﴾ ''وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا اَلَتْنٰهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ'' (پ۲۷، س طور، رکوع ۱)

''اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی ہم نے ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملایا اور ان کے عمل میں ذرا سی بھی کمی نہیں کی۔''

جو لوگ ایمان لے آئے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی تابع داری کی۔ ان کے باپ دادا کے قدم بہ قدم چلتے رہے۔ اپنے آباؤ اجداد کا اتباع کرتے رہے۔

یعنی باپ دادا اگر اولڈ فیشن تھے تو یہ بھی اولڈ فیشن رہے۔ اپنے باپ دادا کے پرانے رسم و رواج کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنا جدی ورثہ جو اسلام ہے اس کو نہیں چھوڑا تو قیامت کے دن ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے یعنی جس درجہ میں ان کے آباؤ اجداد ہوں گے اس درجہ میں ان کی اولاد بھی ہوگی۔ و ما علینا الا البلاغ اس آیت شریف سے ثابت ہوا کہ جس درجہ میں قیامت کے دن حضرت تشریف فرما ہوں گے اسی درجہ میں آپ کی اولاد بھی ہوگی۔

تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے
جنت تو ہے جگہ ترے ادنیٰ غلام کی

﴿2﴾ ''اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ ''۔قرآن شریف پ ۲۱ سورہ احزاب کا پہلا رکوع۔ جو مومن ہیں وہ اپنی جانوں سے بھی اولیٰ حضرت کی ذات پاک کو سمجھتے ہیں۔ اس آیت شریف کے فرمان کے مطابق جب تک مومن حضرت کی ذات پاک کو اپنی جان سے عزیز نہ سمجھے گا وہ مومن کہلانے کا مستحق نہیں۔

بجز حب محمد کامل ایمان ہو نہیں سکتا
خدا کا چاہنے والا مسلماں ہو نہیں سکتا

﴿3﴾ قرآن شریف ''فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَہُمْ یَوْمَئِذٍ ''سورہ مومنون کا آخری رکوع ۔خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں قیامت کے دن تمہارے نسب کا لحاظ نہیں کیا جائے گا یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کس کا بیٹا ہے۔ کس نسل سے ہے۔ اس کی تفسیر میں حضرت ﷺ نے فرمایا ''کُلُّ سَبَبٍ وَّنَسَبٍ یَنْقَطِعُ اِلَّا سَبَبِیْ وَ نَسَبِیْ ''قیامت کے دن ہر رشتہ ناتہ نسب قطع ہو جائیں گے۔ فرمایا مگر میرے رشتہ ناتہ اور میرے نسب کا لحاظ خدائے تعالیٰ قیامت کے دن بھی کرے گا۔ اس حدیث شریف سے حضرت ﷺ کے نسب اور آپ ﷺ کے رشتہ ناتہ والوں کی قدر و منزلت ثابت ہوگئی۔ جس جس شخص پر آپ ﷺ کا نام پاک آجائے گا اس نام کے طفیل با برکت سے اس کو خدائے تعالیٰ بخش دیں گے اور

جس نام میں آپ ﷺ کا نام پاک آجائے گا اس کو خدائے تعالیٰ بخش دیں گے تو کیا آپ ﷺ کے نسب یا رشتہ ناتے والے کو نہ بخشیں گے؟ اگر در خانہ کس است یک حرف بس است اس حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ سید، آل رسول کو اگر چہ وہ گناہ گار بھی ہو اور اس کے عمل قابل بخشش نہ ہوں تو اس سید، آل رسول کو پھر بھی بخشش ہو جائے گی آپ کی ذات پاک کے نسب کے طفیل سے۔

﴿4﴾ ''پ۳۰ سورہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا'' میں خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں حضرت صالح کی اونٹنی کو ان کی قوم نے مار ڈالا۔ ان کے مارنے پر خدائے تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا۔ دیکھو آیت شریف ''فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا وَ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا'' صرف اونٹنی کے قتل کرنے پر اس قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ اس کا نام و نشان نہیں چھوڑا جو سید الانبیا و سید الرسل ﷺ کی اولاد کو قتل کرے گا یا ان سے بے ادبی یا گستاخی کرے گا تو سمجھ رکھیں ان کا کیا حشر ہو گا بلکہ مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ ظالم اگر اونٹنی کے بچے کو رہنے دیتے تو پھر بھی عذاب سے محفوظ رہتے جو قاتلان حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ اس آیت شریف کو بھی پڑھیں۔

﴿5﴾ ''سَلٰمٌ عَلٰى اِلْ يَاسِيْنَ'' قرآن شریف پ۲۳ سورۃ (صفت) رکوع (۴) بعضے مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ال آل کا مخفف ہے ''ال یاسین'' کا مطلب آل یاسین ہے۔ مطلب یہ کہ خدائے تعالیٰ آپ کی آل پر سلام بھیجتا ہے یاسین حضرت کا خطاب ہے جس کو خدائے تعالیٰ فرما دیں اس کے درجہ یا مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے اس سے بڑھ کر سیدوں کا درجہ کیا ہو گا کہ خدائے تعالیٰ ان کو سلام بھیجتا ہے۔

﴿6﴾ ''قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى'' پ۲۵ سورۃ شوریٰ رکوع ۳۔ یا رسول اللہ (ﷺ) کہہ دو میں تم سے اجرت نہیں مانگتا ہوں کہ میرے اہل بیت کے ساتھ محبت رکھو۔

﴿7﴾ دیکھو قرآن شریف "اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یُؤْمِنُوْنَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" (پ۲۴ مومن رکوع ۱) خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں وہ فرشتے جنہوں نے عرش معلے کو اٹھایا ہوا ہے اور جو اس گرداگرد ہیں وہ کیا کرتے ہیں ایک تو رب کی تسبیح پڑھتے ہیں دوسرے مومنوں کے واسطے دعا مانگتے ہیں کہ اللہ پاک ان کے گناہ معاف کردے تو حضرت ﷺ کی ذات پاک کے طفیل عرش معلے کے فرشتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کیلئے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! ان کے غلاموں کو معاف کردے۔ چنانچہ اسی آیت شریف کے ترجمہ میں مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنے ایک قصیدہ میں ایک شعر لکھا ہے۔

تیرے طفیل سے اتنی تو ہو گئی تخفیف
بشر گناہ کرے اور ملائک استغفار

﴿دوسرا شعر﴾

کرم کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

اب اس دوسرے شعر کے مولوی محمد قاسم کے لکھنے پر غیر اللہ سے مدد مانگنے پر جو چاہو فتویٰ لگالو یہ تمہارا کام ہے شعر دکھانا میرا کام۔

﴿8﴾ حضرت ﷺ کی ذات پاک کے طفیل سے کافروں کو نجات مل رہی ہے تو کیا ان کی اولاد کی بخشش نہ ہوگی۔ آج کل غلط العام مشہور ہے کہ قیامت کے دن ہماری نجات عملوں پر ہوگی کسی وسیلہ یا ذریعہ یا کسی کے طفیل سے نہیں ہوگی۔ یہ بالکل غلط ہے اور یار لوگوں کی اڑائی ہوئی بات ہے دیکھو قرآن شریف خدائے تعالیٰ کیا فرماتے ہیں۔

"وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ" (پ۹ سورہ انفعال) خدائے

تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یاد کرو یارسول اللہ (ﷺ) جب کافروں نے ہم سے سوال کیا تھا اور یہ بات کہی تھی کہ یااللہ پاک کہ اگر تیرا کلام پاک یا حضرت ﷺ سچ تیری طرف سے ہیں تو ہم مان لیں گے بشرطیکہ ہم پر پتھروں کا مینہ برسا یعنی بجائے پانی کے قطروں کے ہمارے اوپر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی اور سخت عذاب بھیج دے تو پھر ہم مان لیں گے اس کے بغیر ہم نہیں مانتے۔

اس آیت شریف کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں کہ کافروں کو یہ بددعا مانگے ہوئے پندرہ دن گزر گئے کوئی عذاب نہ آیا۔ کافر بڑے خوش ہوئے ٹھٹھے مسخریاں کرتے اور یہ کہتے تھے کہ اگر آپ ﷺ سچے پیغمبر ہوتے تو ہمارے اوپر پتھر برستے۔ جب آپ کو ان کا ٹھٹھا کرنا مسخری کرنا اور خوشیاں کرنے کا حال معلوم ہوا تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ اے مولے کیا میں تیرا محبوب نہیں ہوں۔ تیرا رسول نہیں ہوں۔ کافروں نے اپنے منہ سے مراد مانگی تھی میں نے تو ان کے حق میں بددعا نہیں کی تھی۔ پندرہ دن گزر گئے ان کے حق میں کوئی عذاب نہیں نازل ہوا۔ نہ ان کے اوپر پتھر برسے اب وہ مسخریاں کرتے اور ٹھٹھے کرتے ہیں۔ تو اسی وقت جبرئیل تشریف لائے اور یہ آیت شریف نازل ہوئی "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيهِمْ" (پ۹ سورہ انفعال رکوع ۴) خدائے تعالیٰ کبھی عذاب نہیں کریں گے ان کو حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کی موجودگی میں عذاب "وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (پ۱۷ سورہ انبیاء آخری رکوع) رحمۃ للعالمین ﷺ کے ہوتے ہوئے عذاب کیسے بھیج دیں گے اجتماع ضدی تو محال ہے۔ عذاب تو اس جگہ پر ہوگا جس جگہ رحمت نہ ہوگی اور جس جگہ رحمت ہوگی وہاں عذاب نہ ہوگا اس آیت شریف سے کیا ثابت ہوا کافر بھی بچے ہوئے ہیں تو رحمۃ للعالمین ﷺ کرنے کے طفیل یا برکت سے بچے ہوئے ہیں جب ان کی برکت سے خدائے تعالیٰ کافروں کو عذاب نہیں کرتا تو ان کی اولاد پر کیسے عذاب کرے گا۔

﴿9﴾ ''اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا'' (..........) اہل بیت کے گناہ فرشتے لکھتے ہی نہیں۔ حضرت محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں کہ ان کا فعل گناہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ مگر فرشتے نہیں لکھتے۔

﴿10﴾ ''اَنَا تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ'' (حدیث) میں تمھارے اندر دو چیزیں بہت بھاری قیمتی اور بے مثل چھوڑ چلا ہوں (۱) کلام اللہ (۲) اپنے اہل بیت۔ اگر تم ان دونوں کو مضبوط کر کے پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ لن تضلو ابعدی۔ ہرگز میرے پیچھے گمراہ نہ ہو گے۔

﴿11﴾ دیکھو صحیح بخاری کی حدیث ''لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَنَفْسِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ'' کوئی شخص تم میں سے ایمان دار ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ جب تک میری ذات کے ساتھ اتنی محبت نہ کرے کہ مجھ کو پیارا سمجھے اپنے باپ سے اپنے بیٹے سے جان سے ساری دنیا کی مخلوقات سے اگر کوئی شخص حضرت محمد ﷺ کے سوائے اپنے کسی محبوب یا کسی معشوق سے سب سے بڑھ کر محبت کرتا ہے تو ہم اس کو مومن کامل نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ اپنے محبوب کی حضرت کی ذات سے زیادہ رکھتا ہے حالانکہ آپ نے فرمایا ہے کہ'' والناس اجمعین '' جتنی مخلوقات دنیا میں ہیں ان سب سے بڑھ کر میری ذات کے ساتھ محبت رہے وہ مومن کامل کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

﴿12﴾ حدیث صحیح بخاری ''مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِيْ كَسَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ اَوْ هَلَكَ'' میری اہل بیت کا حال ایسا ہے جیسا حضرت نوح کی کشتی جو اس میں سوار ہو گیا وہ بچ رہا جو پیچھے رہ گیا وہ غرق ہو گیا۔

﴿13﴾ ''اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ''۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما قیامت کے دن جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے جب وہ سارے

جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے تو کیا ان کی اولاد سردار نہ ہوگی۔ حریعنی شریف کا بیٹا حر شریف ہوتا ہے۔ خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں جس درجہ میں حضرت ﷺ قیامت کے دن تشریف فرما ہوں گے اسی درجہ میں آپ ﷺ کی اولاد یعنی سیدوں کو بھی رکھا جائے گا۔ یعنی جس اعلیٰ مقام جنت میں آپ ﷺ ہوں گے اسی درجہ میں آپ ﷺ کی اولاد سیدوں کو بھی رکھا جائے گا۔ یعنی جس اعلیٰ مقام جنت میں آپ ہوں گے آپ ﷺ کی اولاد بھی اسی درجہ میں ہوگی۔

﴿14﴾ جو لوگ غیر قوم ہو کر سید زادی کے ساتھ نکاح کر لیتے ہیں وہ اپنے آپ کو کس طرح مسلمان کہہ سکتے ہیں اور ہر نماز میں ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ '' پڑھتے ہیں اگر یہ نہ پڑھیں تو نماز ہی نہیں ہوتی اور رات کو سید زادیوں پر سواری کرتے ہیں۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور اہانت بے ادبی گستاخی اہل بیت کی ہو سکتی ہے حالانکہ ساری فقہ کی کتابوں میں کھلم کھلا سید زادی کا نکاح غیر سید سے بالکل نا جائز ہے اہل فتویٰ کے نزدیک بھی یہ نکاح نا جائز ہے'' اَلْاَعْرَابُ بَعْضُھُمْ کَفُوٌ بَعْضٍ '' عرب ہی عربوں کے کفو ہو سکتے ہیں عجمی عرب کا کفو نہیں ہو سکتا فتوے کے اعتبار سے ثابت ہوا کہ سید زادی کا نکاح کسی دوسری قوم کے ساتھ جائز نہیں ہو سکتا۔

﴿15﴾ حضرت امام شافعی پڑھا رہے تھے۔ سامنے ایک کوٹھے کے اوپر بچے کھیل رہے تھے آپ کبھی بیٹھتے تھے کبھی اٹھتے تھے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا ایک صاحب زادے سیدان میں کھیل رہے ہیں جب وہ میرے سامنے آجاتے ہیں تو میں تعظیم لئے کھڑا ہو جاتا ہوں۔

﴿16﴾ امام شافعی فرماتے ہیں۔

لَوْ کَانَ رَفْضٌ حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
فَلْیَشْھَدِ الثَّقَلَانِ اِنِّیْ رَافِضٌ

اگر اہل بیت کی محبت رفض ہے جن اور انس سارے گواہ رہیں کہ میں پکا رافض ہوں۔ جولوگ ہر باب میں امام شافعی کے مقلد بنتے ہیں وہ ان کے اس شعر کو بھی پڑھ کر ان کے مقلد بننے کے مدعی بنیں۔ اپنی آنکھیں کھولیں اور اہل بیت کی عداوت چھوڑ کر ان کی محبت اختیار کریں۔

﴿17﴾ سید عملوں سے سید نہیں بن جاتا بلکہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہی سید ہوتا ہے قطب اور غوث پر اس کی تعظیم فرض ہے جو اس کی تعظیم نہ کرے وہ قطب اور غوث نہیں رہ سکتا۔

﴿18﴾ سید فی الحقیقت سید ہوں یا نہ ہوں ان کی تعظیم فرض ہے۔ نام آتے ہی تعظیم فرض ہوگئی۔ سید کی نسبت تحقیق کی ضرورت نہیں تحقیق اچھا کام نہیں بلکہ بے ایمانی ہے۔ تحقیق کرنے والے سے پوچھا جائے کہ اپنے باپ کا نطفہ ہونے کا اس کے پاس کیا ثبوت ہے کسی کے متعلق ہرگز بدگمانی نہ کرنی چاہئے۔

﴿19﴾ تعظیم کے مسئلے کی نسبت جب یہ ثابت ہوا کہ جس طرح مسلمانوں پر حضرت ﷺ کی تعظیم و ادب فرض ہے ویسے ہی آپ ﷺ کے اہل بیت کی تعظیم واجب و فرض ہے اگر کوئی آپ ﷺ کے اہل بیت کی تعظیم و ادب نہیں کرتا وہ مومن نہیں رہ سکتا اگرچہ وہ نمازیں پڑھے۔ روزے رکھے مگر شرع میں وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔

﴿20﴾ غوث قطب وغیرہ سب حضرت ﷺ کی آل پر درود بھیجتے ہیں۔ یہ درجہ سوائے آل محمد ﷺ کے اور کسی کو نصیب نہیں۔ اس لئے وہ واجب التعظیم ہیں

﴿21﴾ ایک مرتبہ ایک اخبار والے نے لکھا تھا کہ ساری دنیا میں (۹۰) کڑور مسلمان ہیں وہ نوے کڑور پانچوں وقت نماز میں کیا پڑھتے "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ "۔ ایک سیدزادے حیدر آباد میں سوئے ہوئے ہیں نوے کڑور مسلمان (ساری دنیا کے مسلمان) پانچوں وقت ان کے لئے دعا مانگتے ہیں کہ یا اللہ پاک

آپ ﷺ کی ذات پاک پر رحمت کر اور آپ ﷺ کی آل پر بھی رحمت کر۔ کیا یہ درجہ اور مرتبہ سوائے آل رسول کے کسی دوسرے شخص کو نصیب ہوسکتا ہے اگر وہ ساری دنیا کی دولت بھی خرچ کرے۔ یہ درجہ اس کو نصیب نہیں ہوسکتا مثلیت کا دعویٰ کرنے والے بھی ذرا اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور مثلیت اور بشر مثلکم کے عقیدے سے توبہ کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہوں۔

﴿22﴾ حضرت ﷺ کی تعظیم جس طرح اہل اسلام پر فرض ہے جو آپ ﷺ کی آل کی تعظیم نہیں کرتا وہ حضرت محمد ﷺ کی تعظیم کر ہی نہیں سکتا جو لوگ حضرت ﷺ کے ہم مثل بنتے ہیں جس شخص کے سینہ میں آپ ﷺ کی ذات پاک کی محبت نہیں یا وہ ان کی تعظیم نہیں کرتا وہ مومن کہلانے کا مستحق نہیں آپ ﷺ یا آپ ﷺ کی ذات آل اطہر کی تعظیم وہ شخص کرے گا جس میں ادب و محبت کا نام ایمان ہے دیکھو قرآن شریف ''النبی اولی بالمؤمنین''۔

﴿23﴾ کوئٹہ میں شیر علی نامی قالین فروش تھا اس کی دکان پر ایک انگریز پولیٹیکل ایجنٹ آیا اور ایک قالین خریدنے کے بعد شیر علی نے اس انگریز سے کہا کہ یہ قالین امیر دوست محمد خان والئی کابل جو عبدالرحمان خان کا دادا تھا اس کے نیچے بچھایا جاتا تھا۔ ان دنوں فرانس میں ایک نمائش تھی۔ اس انگریز نے قالین فرانس کو بھیجا اور اس کے ساتھ ایک چٹھی بھی لکھی۔ جس میں لکھا تھا کہ یہ قالین امیر دوست محمد خان والئی کابل کے نیچے بچھایا جاتا تھا۔ فرانس والوں نے اس انگریز کو لکھا کہ آپ نے امیر دوست محمد خان کا قالین ہماری نمائش میں بھیج کر نمائش کی اور ہماری عزت بڑھائی یہ قالین شکریہ کے ساتھ قبول کیا جاتا ہیں اور پانچ سو روپیہ بطور انعام کے بھیجے جاتے ہیں امریکہ سے کوئی سوداگر نمائش دیکھنے آیا تھا اس نے پچیس ہزار کا خرید لیا گیا امریکہ میں اس سوداگر سے عجائب گھر میں رکھنے کے لئے پچاس ہزار روپیہ میں وہ قالین خرید لیا گیا وہ قالین دس روپے کا بھی نہیں تھا اس پر ایک امیر کا نام

آ جانے سے کافروں نے پچاس ہزار کا خرید لیا کسی نے تحقیق نہیں کی کہ امیر دوست محمد خان کا ہے یا نہیں آج کل مسلمان کا یہ کام ہو گیا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ یہ تبرک حضرت محمد ﷺ کا ہے تو اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت ﷺ کا ہی ہے ان سے یہ پوچھو کہ تمھارا اپنے باپ کے نطفہ سے ہونے کا کیا ثبوت ہے پہلے تم اس کا ثبوت پیش کرو تو ہم تبرکات کا ثبوت پیش کریں گے۔

﴿24﴾ میں ایک دفعہ بمبئی میں تھا حضرت مخدوم علی متقی کا وہاں مزار ہے مہائم شریف میں ۱۲ ربیع الاول کو ہر سال ایک مرتبہ حضرت ﷺ کے موئے مبارک کی وہاں زیارت کرائی جاتی ہے فقیر بھی ۱۲ ربیع الاول کو وہاں موجود تھا نورانی سیٹھ نے مجھ سے پوچھا کہ اس کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ موئے مبارک سچا آپ ﷺ کا ہے۔ میں نے کہا کہ جب آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا موئے مبارک کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کرتے ہیں پھر مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ جب موئے مبارک کی نسبت حضرت ﷺ سے ہو گئی تو یہ سمجھنا چاہیے کہ موئے مبارک حضرت ﷺ کا ہی ہے پس تعظیم فرض ہو گئی۔

عاشقاں راچہ کار با تحقیق
ہر کجا نام اوست قربانیم

ہم تو اس نام مبارک پر قربان ہیں کوئی شخص کافروں کے گھر میں پیدا ہوا۔ ساری عمر کفر کرتا رہا آخر عمر میں اس نے سچے دل سے ایک مرتبہ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پڑھ لیا تو صرف ایک مرتبہ اس کی زبان پر آپ کا نام پاک آنے سے ساری عمر کے کفر ساری عمر کے شرک اور ساری عمر کے گناہ بخشے گئے اور محمدی کہلانے کا مستحق ہو گیا۔

﴿25﴾ آج کل دشمنان رسول یہ کہتے کہ محمدی کہلانے سے بھی مشرک ہو جاتا ہے کیونکہ اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہو جاتی ہے ایمان کا نام شرک رکھ دیا ہے کیا ان کی نسبت ان کے باپ کی طرف کرنے سے وہ مشرک نہیں بن جاتے۔ ان کا باپ بھی غیر اللہ

ہے حضرت آدم سے لے کر حضرت ﷺ کے زمانہ تک تک جتنے پیغمبر گزرے سب کی کم و بیش امتیں تھی اور ان سب کی نسبت ان کی طرف کی جاتی تھی مثلاً حضرت عیسیٰ کی امت عیسائی کہلاتی تھی اور کہلاتی ہے، حضرت موسیٰ کی امت یہودی کہلاتی تھی اور کہلاتی ہے، علےٰ ھٰذا القیاس تمام دنیا کی مخلوقات ہم کو یعنی مسلمانوں کو محمدی کے لقب سے ہی پکارتی ہے خدائی کوئی نہیں کہتا۔ حالانکہ دنیا میں جتنی مخلوقات ہیں خدائے تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں ان کو خدائی کوئی نہیں کہتا بلکہ وہ جس نبی کی امت ہوتے ہیں اس نبی کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے اور اسی نام سے ان کو پکارا جاتا ہے۔

نیک ہیں یا بد ہیں ہم اب تو انہی کے ہو چکے
جا پڑیں گے ان کے در پر جن کے کہلاتے ہیں ہم

ہم پیدا ہوئے محمدی۔ دنیا میں تمام عمر محمدی کہلاتے رہے اور مرنے کے وقت بھی اس کے فضل و کرم سے یقین رکھتے ہیں کہ محمدی ہو کر مریں گے مرنے کے بعد بھی مسلمانوں کی قبر میں دفن ہوں گے جو لوگ کہتے ہیں کہ محمدیؐ کہلانے سے مشرک ہو جاتے ہیں مر جانے کے بعد مسلمانوں کی قبروں کو کیوں پلید کرتے ہیں چوڑھے چماروں کی قبروں یا عیسائیوں کی قبر میں جا کر کیوں دفن نہیں ہوتے انہوں نے تو یہاں تک بھی کہا ہے کہ غلام محمد نام رکھنے سے کافر ہو جاتا ہے اگر وہ آپ ﷺ کی غلامی سے انکار کرتے ہیں تو پھر شیطان کے غلام بنیں گے؟

﴿26﴾ سید کا نام آجانے سے مسلمانوں پر اس کی تعظیم واجب ہوگئی۔

فی الجملہ نسبتے بہ تو کافی بود مرا
بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

ہمارا تو اس نام کو سلام ہے جس پر آپ ﷺ کا نام پاک آگیا۔ ہمارے نزدیک اس کی تعظیم فرض ہوگئی۔

عاشقاں را چہ کار با تحقیق
ہر کجا نام اوست قربانیم

﴿27﴾ ایمان محبت کا نام ہے۔حضرت ﷺ کے ساتھ جتنی محبت ہوگی اتنا ہی کامل ہوگا مسلمان کے پاس دولت بڑھ گئی۔علم بڑھ گیا مگر وہ جس کے بڑھانے کا حکم تھا وہ کم ہوگئی اور کم ہوتی ہی جارہی ہے آج کل جو زمانے کی رفتار ہے یہ گمراہ کن فرقے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے دن رات مشغول رہتے ہیں پس جان لو کہ جس کے دل میں آنحضرت اور ان کی آل کی عداوت ہے اور ان کی کسر شان یا بے ادبی کرتا ہے تو یقیناً جہنمی ہے۔جو حضرت ﷺ کے غلام ہیں ہم ان کے غلام ہیں جو ان کا نہیں وہ ہمارا نہیں وہ کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو ہمارا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔جب ان کا حضرت ﷺ کی ذات پاک سے تعلق نہ رہے تو ہمارا ان کے ساتھ کیسے تعلق رہ سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

﴾منقبت بحضور قبلہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ﴿

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

سانوں رہندا تیرا چاہ علی پور والڑیا

توں شاہ امام دا دوہتا ایں　　توں شاہ علی دا پوتا ایں

تیری زہرہ خاتون ماں علی پور والڑیا

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

توں ولیاں وچہ لاثانی ایں　　تیری چن جہی پیشانی ایں

تیری سوہنی ناز ادا علی پور والڑیا

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

توں حاجی حرم ضرور ہویوں　　توں حاضر وچہ حضور ہویوں

ملیا۔ نانا تیں۔ گل لا علی پور والڑیا

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

جا طیبہ ڈیرے لائیو نی　　درشن نانے والے پائیو نی

چادر پاک یمانی چا علی پور والڑیا

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

نقشبندی دا نقش پکا کے　　بابا جی تھیس جاگ لگا کے

آیویں رنگ چڑھا علی پور والڑیا

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

تیری شان دا جو انکاری اے　　اوہدی مت شیطان نے ماری اے

اوہ خود ہویا گمراہ، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

جو کاذب نبی پنجابی آہا وچہ مقابلے تیرے شاہا
اوہ کیتا رب فنا، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

جدوں ساردا ابل مشہور ہویا اوہ کونسل وچہ منظور ہویا
توں کیتا ٹکڑے چا، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

ڈاکو حلقے وچ لیا کے واپس کیتے غوث بنا کے
جاری قلب کرا، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

بادشاہاں دا پیر سدا کے وچہ غریباں مجلس لا کے
دتو خلق وکھا، علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

بوٹے عجب عجیب لگا کے نفی اثبات دا پانی لا کے
دتے باغ کھڑا علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

گجراتوں اسیں سارے آئے شاہ ولایت نال لیائے
تیرا خاص گدا علی پور والڑیا
توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

احمد تے سردار بیچارے سیدا تیرے پکڑ سہارے

آئے ہو گدا علی پور والڑیا

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

سنگی ساتھی ساڈے سارے آئے بھار گناہ دے مارے

کر ہن چا دعا علی پور والڑیا

توں کدی تاں مکھ وکھا علی پور والڑیا

تصورِ شیخ......

دل کو آئینہ بناتا ہے تصور پیر کا

قلب کی سیاہی مٹاتا ہے تصور پیر کا

ہوتا ہے اس سے میسر دل کو دیدار رسول

حق تعالیٰ سے ملاتا ہے تصور پیر کا

دل میں پیدا ہوتی ہے اس سے خدا کی معرفت

جام وحدت کا پلاتا ہے تصور پیر کا

دل کی سب تاریکیاں کافور ہوجاتی ہیں جب

نور کی شمع کو جلاتا ہے تصور پیر کا

رہنما ہوتا ہے یہ طوفان غم میں بالیقین

کام سب بگڑے بناتا ہے تصور پیر کا

پیر کا مجھ کو نظر آتا ہے ہر شے میں جمال

جب میری آنکھوں پہ چھاتا ہے تصور پیر کا

سامنے آتے ہیں وہ اٹھ جاتے ہیں سارے حجاب

جس گھڑی عاصی جماتا ہے تصور پیر کا

﴿ضرورت مرشد﴾

﴿1﴾ جو لوگ مرشد کی ضرورت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کو حضرت ﷺ کی رسالت کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ اگر پیر کی ضرورت نہیں تو خدائے تعالیٰ کو پیغمبروں کے بھیجنے کی ضرورت کیا تھی۔ کیا خدائے تعالیٰ براہ راست ہدایت نہیں کرسکتا۔

﴿2﴾ خدائے تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔ ہر قوم کے لئے ہم نے ہدایت کرنے والا بھیج دیا تا کہ وہ اس کو راہ حق کی راہ نمائی کرے۔ کیا وہ خود بخود ہدایت نہیں کرسکتا تھا۔

﴿3﴾ خدائے تعالیٰ نے الحمد شریف میں فرمایا ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' صراط مستقیم کی ہم کو ہدایت فرما۔ جب ہدایت کو حاصل کرنا فرض ہو گیا تو جس کے ذریعے سے ہدایت حاصل ہو گی اس کا حاصل کرنا فرض کرنا نہ ہو گا۔ ع

علم ہدایت زہدا یہ مجو

ہدایت تو ہادی کے سکھلانے سے نصیب ہو گی نہ کہ کتابیں پڑھنے سے۔

﴿4﴾ میرے استاد حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی علامہ زماں مولوی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی علیہ الرحمۃ سے ایک شخص مسمی زرین خان پشاوری نے سوال کیا کہ کیا پیر کی ضرورت ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہاں پیر کی ضرورت ہے۔ زرین خان نے عرض کیا کہ حضرت کیا آپ کو بھی ضرورت ہے۔ آپ کو تو دینی دنیاوی سارے علم رب نے دیئے ہیں۔ فرمایا مجھے بھی ضرورت ہے فرمایا جس کام کو ہم خود بخود نہیں کرسکتے۔ ماں باپ، استاد، حضرت پیرو مرشد کے فرمانے کی برکت سے جب تک اس کام کو محبت اور شوق سے نہ کرلیں ہم کو آرام نہیں آتا۔ ان کے فرمانے کی عجب تاثیر ہوتی ہے۔ وہ بات ایک دفعہ فرمادیں ان کے ایک دفعہ فرمانے سے ساری عمر انسان اس کام پر پابند رہتا ہے اور ہمیشہ اس پر عمل کرتا ہے۔

جو کچھ کہ ملا ملا کرم سے تیرے
جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

﴿5﴾ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ فقیر مکہ شریف میں حاضر ہوا تھا تو پہلی ملاقات میں پہلی حاضری میں میرے استاد حضرت مولانا مولی عبدالحق صاحب محدث علیہ الرحمۃ نے مجھے ایک حدیث شریف کی (حدیث مصافحہ) کی اجازت دی، پانی دم کرکے پی کر مجھ کو پلایا اور کھجوریں پڑھ کر کھلائیں۔ محدثین کے نزدیک اس کو حدیث اسودین کہتے ہیں۔ حدیث مصافحہ۔

''مَنْ صَافَحَنِیْ اَوْ صَافَحَ مَنْ صَافَحَنِیْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ'' آپ نے فرمایا جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا یا اس شخص کے ساتھ کیا جس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ قیامت تک وہ جنت میں داخل ہوگا''

اس حدیث شریف کا مطلب کیا ہے؟ فرماتے ہیں جس نے میرے ساتھ مصافحہ کیا وہ جنت میں جائے گا۔ اس کو جنت نصیب ہوگی۔ جس کو میرے ساتھ مصافحہ کرنا نصیب نہ ہوا وہ اس کے ساتھ مصافحہ کرے جس نے میرے ساتھ پہلے مصافحہ کیا تھا۔ اسی طرح قیامت تک جو مصافحہ کرتے جائیں گے۔ خواہ درمیان میں کتنے ہی ہاتھ آجائیں وہ مصافحہ ان کے ساتھ نہیں بلکہ حضرت ﷺ کی ذات پاک کے ساتھ ہوگا۔ وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ یعنی جس نے بلاواسطہ آپ ﷺ سے مصافحہ کیا وہ بھی جنتی اور جس نے بالواسطہ قیامت تک آپ ﷺ سے مصافحہ کیا وہ بھی جنتی مثلاً حضرت ﷺ کے ساتھ مصافحہ کیا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا، حضرت امام قاسم علیہ الرحمۃ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا، حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے ان کے ساتھ مصافحہ کیا، حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ نے ان کے ساتھ کیا، تو قیامت تک جتنے ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے جائیں وہ بھی جنت

میں جائیں گے کیونکہ وہ نور محمدی مصافحہ کرنے کی برکت سے ان کے سینہ میں بھی منتقل ہو کر ان کے دلوں کو بھی نور ایمان سے منور کر دے گا۔ اس کی ظاہر مثال ہمارے پاس موجود ہے کسی ہسپتال میں چلے جاؤ۔ اس میں بیماروں کو بجلی لگاتے ہیں وہاں بجلی کا آلہ موجود ہے۔ تم اس بجلی کو ہاتھ میں پکڑ لو، سارے جسم میں فوراً بجلی اثر کرے گی۔ جس کے ہاتھ میں بجلی کی کڑیاں ہیں اس کے جسم میں بجلی اثر کرے ہی گی، اگر اس کے ساتھ دوسرے آدمی نے ہاتھ لگا دیا، دوسرے کے ساتھ تیسرے اور تیسرے کے ساتھ چوتھے نے اور اسی طرح اگر لاکھ آدمی بھی ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ لگاتے جائیں تو ان سب میں وہی تاثیر بجلی کی پیدا ہوگی جو لاکھوں کے علیحدہ علیحدہ بجلی کے ہاتھ لگانے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر کسی کو اس کلام میں شک ہو تو فقیر اس کے دکھلانے کو تیار ہے۔ اس مادی بجلی کا انکار کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس میں تاثیر نہیں یعنی اس مادی بجلی کی تاثیر کا کوئی انکار نہیں کرتا۔ اس خدائی بجلی نور محمدی کی بجلی روحانی کی تاثیر کا انکار کیا جاتا ہے اور پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ سراج دین ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

ایک زنجیر کا ایک ایک ٹکڑا دوسرے سے ملا ہوا ہوتا ہے، خواہ وہ زنجیر کتنی ہی لمبی ہو، ایک مرتبہ سرے سے اس کو ہلاؤ تو اس کے آخر تک جس قدر کڑیاں ہیں سب میں حرکت پیدا ہوگی۔

﴿مسئلہ﴾ محدثین کی اصطلاح میں جس حدیث کے راوی تھوڑے ہوں گے، اس حدیث کا زیادہ اعتبار کرتے ہیں مگر صوفیائے کرام کے نزدیک معاملہ بالکل برعکس ہے۔ ادھر جتنے ہاتھ بڑھتے جائیں گے اور جتنی دور چلے جائیں گے اس کا اعتبار زیادہ کیونکہ متبرک اور نورانی ہاتھوں کی بجلی بھی اس میں اثر کرتی جائے گی۔ تو جو شخص پیران عظام کے سلسلے میں ان کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر فیضان الٰہی یا نور محمدی یا روحانی بجلی حاصل کرنی چاہے اور اس نور محمدی سے اپنے قلب کو نورانی بنانا چاہتا ہے وہ کسی کامل کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قلب سیاہ کو روشن کر سکتا ہے۔

﴿6﴾ بیمار کو طبیب یا حکیم یا ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک ڈاکٹر یا حکیم آواز دیتا

پھرے کہ آؤ علاج کرالو تو کیا، اس دیوانے کے پاس کوئی جائے گا، کوئی نہیں جائے گا، بیمار کا فرض ہے کہ وہ طبیب یا ڈاکٹر کے پاس جا کر عاجزی سے ان کی خدمت میں عرض کرے بیماری کا علاج کرو۔ یہ تو ظاہری بیماریوں کا حال ہے اور روحانی بیماریوں کا حال تو اس سے کئی درجہ بڑھا ہوا ہے۔ ظاہری بیماریوں میں تو کئی کئی مہینہ ظاہری طبیبوں کے زیرِ علاج رہتے ہیں، روپیہ خرچ کرتے ہیں، خدائے تعالیٰ نے ظاہری بیماریوں کے لئے لاکھوں حکیم ڈاکٹر، وید ہر ملک میں پیدا کر دیئے ہیں۔ باطنی بیماریاں پیدا کیں تو کیا ان کے علاج کیلئے کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہیں پیدا کیا؟ جو ظاہری جسمانی بیماریوں کا علاج کرے اس کو حکیم یا ڈاکٹر یا وید کہتے ہیں اور جو باطنی بیماری کا علاج کرے، اس کو مرشد ہادی یا پیر کہتے ہیں۔ جسمانی طبیبوں وغیرہ کی ضرورت کو مانا جاتا ہے اور باطنی طبیبوں یا ڈاکٹروں کی ضرورت سے انکار کیا جاتا ہے۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ در د نیست وگرنہ طبیب ہست

بارگاہِ الٰہی میں پہنچنے کے دو راستے ہیں پہلا شریعت، دوسرا طریقت، دونوں برحق ہیں، دونوں نور علیٰ نور، فرق اتنا ہے کہ شریعت کا راستہ بڑا لمبا اور دراز ہے، طریقت کا راستہ بڑا قریب اور نزدیک، شریعت کیا ہے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکوٰۃ دینا، توحید ورسالت پر ایمان لانا۔

﴿7﴾ ایک شخص کسی شخص کے پاس گیا۔ اس نے اس کو ایک جوڑی بیلوں کی دیدی اور زمین دیدی۔ وہ شخص اس میں سال بھر ہل چلاتا رہا محنت کرتا رہا، دن رات اسی فکر میں رہا، فصل پختہ ہو جانے پر فصل کو کاٹ کر دانہ بھوسہ سے علیحدہ کیا، پھر دانوں کو صاف کر کے چکی پر لا کر اس کا آٹا پیسا، کہیں سے توے کی تلاش کی، لکڑیاں جمع کیں، چولہا بنایا یہ سب محنت کر کے روٹی پکائی اور کھائی، یہ شریعت ہے اور جس کو پکی پکائی روٹی دے دی گئی یہ طریقت ہے۔

﴿8﴾ شریعت کے پانچ بناء ہیں اور طریقت کے بھی پانچ بنا ہیں۔ شریعت کے پانچ بنا

یہ ہیں۔نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور کلمے کا پڑھنا۔ان میں سے سب سے اہم بناء نماز ہے۔ اگر یہ درست ہو جائے گی تو شریعت درست ہو جائے گی۔اسی طرح طریقت کے پانچ بناء ہیں۔ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ اور رابطہ۔ان میں سے سب سے اہم بنا رابطہ ہے۔اگر یہ درست ہو جائے تو طریقت درست ہو جائے گی۔

﴿۹﴾ ایک شخص نے مکہ شریف جانے کا ارادہ کیا، بمبئی پہنچا، جا کر دیکھا تو وہاں سمندر تھا، اس نے تیر کر جانے کی کوشش کی، سمندر کے کنارہ پر ہاتھ پیر ہلا رہا تھا، کسی نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا کر رہا ہے، اس نے جواب دیا کہ تیرنا سیکھ رہا ہوں، کیوں؟، اس نے کہا کہ مکہ شریف جانا ہے، جب تیرنا سیکھ جاؤں گا تو یہاں سے تیر کر وہاں پہنچ جاؤں گا تو یہاں سے تیر کر وہاں پہنچ جاؤں گا۔اس نے کہا تو دیوانہ ہے، کبھی سمندر کو بھی کسی نے تیر کر آج تک عبور کیا ہے، جدہ شریف یہاں سے بائیس سو میل دور ہے اتنی دور ہاتھوں سے تیر کر تو کب پہنچے گا، ایک مگرمچھ آئے گا تجھے لقمہ کر لے گا یا ایک دریائی موج آئے گی تجھے غرق کر دے گی تیرے بازوؤں میں رب نے اتنی طاقت نہیں بخشی کی تیر کر اتنی دور جا سکے۔زیادہ سے زیادہ سے تو ایک میل دو میل تیر سکتا ہے، وہ ہزار میل تیر کر جانا محال ہے، اس نے کہا مجھے پہنچنا ضرور ہے کیا کروں، اس نے کہا کہ اگر پہنچنا چاہتا ہے تو کسی آگ بوٹ والے کے پاس جا، وہ بمبئی کی مغل کمپنی کے دفتر میں چلا گیا، ٹکٹ خریدا، آگ بوٹ میں بیٹھ گیا، آگ بوٹ والے نے اس کے ساتھ اور دو ہزار آدمی بٹھا لئے، آٹھویں دن جدہ شریف پہنچ کر اس کو کہا کہ اتر جاؤ۔اپنے بازوؤں سے وہاں پہنچنا شریعت ہے، آگ بوٹ میں بیٹھ کر سمندر عبور کر کے پہنچنا طریقت ہے۔

﴿10﴾ ایک چیونٹی نے ارادہ کیا کہ میں خانہ کعبہ شریف پہنچوں، دو ہزار سال تک چلتی رہی، پھر بھی نہیں پہنچی اور نہ کبھی پہنچ سکتی تھی، چونکہ اس کی طلب صادق تھی، ایک کبوتر آیا، دانہ کھانے کیلئے زمین پر بیٹھا، وہاں چیونٹی موجود تھی، اس کے پیر پر بیٹھ گئی، کبوتر اڑا اور خود بھی خانہ کعبہ شریف پہنچا اور چیونٹی کو پہنچا دیا۔چیونٹی کا اپنے قدموں سے چل کر پہنچنا تو شریعت

ہے اور کبوتر کے پاؤں پر بیٹھ کر پہنچنا طریقت ہے ۔

مور مسکین ہوسے داشت کہ در کعبہ رسد
پنجہ برپائے کبوتر زد و ناگاہ رسید

﴿11﴾ لاہور کے قلعہ میں حضرت عالمگیر بادشاہ قلعہ کی دوسری چھت پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس وقت لاہور کے علماء کو اپنے دربار میں بلایا ہوا تھا، بادشاہ نے سوال کیا کہ رب کی بارگاہ میں پہنچنے کا کونسا طریقہ ہے۔ مولوی صاحبان نے گردن نیچے ڈال لی۔ کیا بتاتے، ادھر ادھر دیکھا ایک صوفی صاحب دریائے راوی کی طرف سے آ رہے تھے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اس کا جواب وہ بزرگ دیں گے۔ بادشاہ نے کمند اندازوں کو حکم دیا کہ اوپر سے کمند کو لٹکا کر وہ بزرگ جب قلعہ کے نیچے پہنچیں تو اس میں بٹھا کر ان کو کھینچ لیں۔ نوکروں نے ایسا ہی کیا کہ جب قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچے تو ان کو اٹھا کر اوپر پہنچا دیا گیا۔ صوفی صاحب نے جواب دیا کہ بارگاہ الٰہی میں پہنچنے کا یہی طریقہ ہے جس کو آپ نے استعمال کیا۔ بادشاہ نے پوچھا کیسے؟ صوفی صاحب نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت اگر میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا تو آپ کے قلعہ کی سات ڈیوڑھیاں پہلے ان سات ڈیوڑھی والوں سے یارانہ پیدا کرتا۔ ان کے ساتھ آشنائی پیدا کرتا۔ سالہا سال گزر جاتے پھر بھی باریابی نصیب ہوتی یا نہیں۔ اب آپ کا دل چاہا تو بغیر محنت و کوشش کے کے اپنے نوکروں کو حکم دیا۔ انہوں نے نیچے سے کھینچ لیا۔ آپ کی مجلس میں بٹھا دیا۔ قلعے کے دروازہ میں داخل ہو کر ساتوں ڈیوڑھیوں کا طے کرنا۔ ہر ایک ڈیوڑھی والے کے ساتھ آشنائی پیدا کرنا اور ساتوں ڈیوڑھیوں کا طے کر کے بادشاہ کے دربار میں پہنچنا شریعت ہے اور بادشاہ اگر خود کھینچ لے کمند گروں کے ذریعے سے تو اس کا نام طریقت ہے ؎

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

﴿12﴾ لاہور میں تین طالبعلم جھگڑ رہے تھے۔ ایک نے کہا کہ استاد کی کیا ضرورت

ہے۔ دوسرے نے کہا کہ پیر کی کیا ضرورت ہے۔ تیسرے نے کہا کہ باپ کی کیا ضرورت ہے؟ فی الواقع جو شخص یہ کہتا ہے کہ باپ کی کیا ضرورت ہے، اس کو پیر کی کیا ضرورت ہے اگر باپ نہ ہوتا تو بیٹا کہاں سے پیدا ہوگا، اگر استاد نہ ہو تو شاگرد کہاں سے پڑھے گا اگر پیر نہ ہو تو مرید کا تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کیسے ہوگا۔ جس طرح بغیر باپ کے بیٹا نہیں پیدا ہوسکتا ویسے ہی بغیر پیر کے مرید بھی نہیں ہوسکتا، باپ اگر بیٹے کے جسم کی پرورش کرتا ہے تو پیر اس کی روح کی پرورش کرتا ہے

ترسیدم دل غم گفتم تو پیش کے اند

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

﴾13﴿ دنیا میں جو شخص آیا وہ اکیلا رہ کر زندگی بسر نہیں کرسکتا، اس کو اس کی زندگی بسر کرنے کے لئے بیسیوں آدمیوں کی ضرورت ہے، مثلاً دنیا میں پیدا ہوکر ماں کی ضرورت ہے جو اس کو دودھ پلائے تاکہ وہ زندہ رہے۔ ایک دن اگر ماں دودھ نہ پلائے تو بچہ زندہ نہ رہے۔ پھر جب اس کو دانت نکلے وہ تین سال کا ہوا تو اس کو کھانے پینے کی ضرورت ہوئی۔ یہ بچہ خود تو غلہ دانہ پیدا نہیں کرسکتا۔ نہ روٹی پکا سکتا ہے۔ ہر ایک چیز کے مہیا کرنے کیلئے اس کو دوسرے انسان کی ضرورت ہوگی۔ اس کے بعد کپڑا پہننے کی ضرورت ہوگی، تو جُلاہے کی ضرورت ہوگی، پھر درزی کی ضرورت ہوگی۔ حجام کی ضرورت ہوگی، باورچی کی ضرورت ہوگی، بھنگی کی ضرورت ہوگی، علم پڑھنا چاہئے تو استاد کی ضرورت ہوگی، ان ساری ضرورتوں کو تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں کہ اگر ضرورت نہیں تو پیر کی ضرورت نہیں۔

﴾14﴿ ہدایت کے محکمہ کے افسر اعلیٰ حضرت ﷺ ہیں اور ضلالت کے محکمہ کا افسر اعلیٰ شیطان ہے۔ ہدایت حاصل کرنا ہر مومن پر فرض ہے۔ "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" جس کے ذریعے ہدایت ملے گی اس کا حاصل کرنا بدرجہ اول فرض ہے، وہی پیر ہے۔

﴾15﴿ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لئے پیغمبروں کو بھیجا ہے۔ جتنے پیغمبر گزرے سب ہادی

تھے۔"اِنَّکَ لَتَھۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطِ الۡمُسۡتَقِیۡمِ "البتہ آپ ہدایت کرتے ہیں سیدھے راستے کی طرف" اگر یہ کہا جائے کہ پیغمبر ہدایت نہیں کرتے اور دلیل میں "اِنَّکَ لَا تَھۡدِیۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ "(ہدایت نہیں کر سکتے اس کو جس کے ساتھ محبت کرتے ہیں) لائیں تو یہ درست نہ ہوگا۔ اس وجہ سے کہ پیغمبر ہدایت کیلئے بھیجے گئے ہیں۔ وہ ہدایت کریں گے ان کا کام ہدایت کرنے کا ہے، البتہ ہدایت سے مستفیض کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مفسرین نے ہادی کے معنی راہ بتانے والے کے کئے ہیں۔ راہ بتانا دو قسم کا ہے، ایک یہ کہ اپنے مقام پر ہی رہ کر راہ بتادے کہ اس راستہ پر چلے جاؤ یہی سیدھا راستہ ہے۔ دوسرا یہ کہ نہ صرف راہ بتائے بلکہ منزل مقصود تک پہنچادے۔ خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ "راہ بتانا پیغمبروں کا کام ہے، منزل مقصود تک پہنچانا ہمارا کام ہے" اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بھی ہادی ہے اور پیغمبران علیہم السلام کی ذات بھی ہادی۔ اب نبوت ختم ہوگئی، اس لئے اب ہدایت کا کام پیران کبار کا ہے۔

﴿16﴾ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابۡتَغُوۡۤا اِلَیۡہِ الۡوَسِیۡلَۃَ وَجَاھِدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِہٖ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ٥ "(پارہ ۶، ربع سوم، رکوع ۲) وسیلہ کے معنی اس آیت شریف میں پیر کے ہیں۔ بعض نے نیک عمل اور بعض نے تقویٰ کے کئے ہیں۔ اور بعض نے قرآن شریف۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ یہ چاروں معنی نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے کہ لفظ "آمنوا" میں قرآن پاک اور حضرت ﷺ کی ذات پاک شامل ہے بغیر اس کے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا۔ "اتقوا" میں نیک عمل شامل ہیں اس وجہ سے کہ بغیر تقویٰ کے نیک عمل ہو نہیں سکتا۔ پس وسیلہ کے معنی سوائے پیر کی ذات کے اور نہیں ہو سکتے۔ "وابتغوا الیہ الوسیلۃ" کے معنی پیر کی ذات کو تلاش کرنا ہے۔

﴿17﴾ "یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَتَی اللّٰہَ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ "(سورۃ شعراء، رکوع ۵) جتنے دل ہیں سب بیمار ہیں، قلب سلیم بنانے والی پیر کی ذات ہے۔

﴿18﴾ "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" (پ۳۰، سورۃ مطففین) دلوں کا زنگار دور کرنے والی پیر کی ذات ہے۔

﴿19﴾ "ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ" (تمہارے دل پتھروں سے زیادہ سخت ہو گئے،) ایسے سخت دلوں کو نرم کرنے والی پیر کی ذات ہے۔

﴿20﴾ دل کی بیماریاں 3 ہیں، حدیث نفس، خطرات، انتقاش صور محسوسات

﴿حدیث نفس﴾ شیخ چلی کا قصہ نماز میں انڈے بچے نکالنے کا۔

﴿خطرات﴾ چار قسم کے ہیں رحمانی، نفسانی، شیطانی، ملکانی

﴿انتقاش صور محسوسات﴾ کسی دیکھی ہوئی چیز کا نماز میں خیال آجانا۔

جب تک یہ بیماریاں دل میں موجود ہوں، نماز قبول نہیں ہوتی ان بیماریوں کا علاج کرنے والا پیر ہی ہے۔ "مَنْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ" جو شخص خشوع و خضوع کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے اس کیلئے جنت لازم ہو گئی۔ تحیۃ الوضو کی نسبت یہ حدیث شریف ہے۔

﴿21﴾ "هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ" (پ۲۸، س جمعہ، رکوع ۱) ہم نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا تا کہ ہماری آیات پڑھ کر سنائے اور معنی سمجھائے اور دلوں کو پاک کرے۔ پڑھ کر سنانا سکھانا، معنی سمجھانا، ظاہری علماء کا کام ہے دلوں کو پاک کرنے اور حکمت بتانے کا کام پیران عظام کا جس کا اپنا دل پاک نہیں وہ دوسروں کے دلوں کو کیا پاک کرسکتا ہے۔

﴿22﴾ پیر کی توجہ روحانی بجلی ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بے عنایات حق و خاصان حق
گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

﴿23﴾ ''اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ'' (پ ۲۶، سورۃ فتح، پہلا رکوع) بیعت کس کو کہتے ہیں، ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کے معاہدہ کو بیعت کہتے ہیں، مرشد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے سے بجلی کا اثر نمودار ہو جاتا ہے۔

﴿24﴾ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دس برس آپ ﷺ کی خدمت میں رہے، اس دس برس میں آپ پر کسی ایک دفعہ بھی حضور ﷺ ناراض نہیں ہوئے، کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ کے پاس مہمان آ گئے، دستر خوان منگوایا وہ میلا تھا، تنور میں ڈلوایا، پھر نکلوایا۔ وہ صاف اجلا تھا۔ آگ کی خاصیت کپڑے کو جلانے کی ہے نہ کہ صاف کرنے کی مہمان نے حیران ہو کر دریافت کیا، فرمایا کہ دستر خوان سے حضور ﷺ نے ہاتھ صاف کیا تھا، اس کی تاثیر سے اس کپڑے کو آگ نے نہیں جلایا۔ جس کپڑے کو حضرت ﷺ کا ہاتھ لگ جائے اس کو آگ نہیں جلا سکتی تو جس جسم انسان سے حضور ﷺ کا ہاتھ لگ جائے اس کو آگ کیسے جلا سکے گی، پہلے یہ بیان ہو چکا ہے کہ آخری پیر میں بھی وہی تاثیر ہوگی جو حضرت ﷺ کی ہے۔

﴿25﴾ حضرت ﷺ سے بیعت دو قسم کی ہوتی ہے، ایک بلا واسطہ، یہ صورت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نصیب میں تھی، حضور ﷺ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرتے تھے۔ دوسری بالواسطہ، یہ صورت حال ہم لوگوں کیلئے ہے کہ سلسلہ بہ سلسلہ ہمارے ہاتھ حضور ﷺ تک پہنچتے ہیں۔

﴿26﴾ ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ'' (پ ۱۱، سورۃ توبہ، رکوع ۱۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ ساتھ رہنا صدیقین کے۔ یہ دو قسم کا ہے۔

﴿۱﴾ بدن کے ساتھ یہ ناممکن ہے۔

﴿۲﴾ دل کے ساتھ رہنا، اس کا نام تصور، رابطہ، بیعت ہے۔ بدعقیدہ لوگ اس کو شرک کہتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے حال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''لَوْ لَا بُرْهَانَ

رَبِّی "(پارہ۱۲، ربع چہارم) برھان رب کیا ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کا درمیان میں آنا۔ وہ یہ کہ مائی زلیخا نے حجرہ میں یوسف علیہ السلام کو بلایا، دروازہ بند کیا اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام سامنے آگئے اور فرمایا کہ بیٹا پیغمبر یہ کام نہیں کرتے۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام دوڑے اور کمرہ سے بھاگ نکلے آگے جو کچھ ہوا وہ عام ہے۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ تصور ہی تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سامنے آگئے۔

﴿27﴾ "اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا "(پ۱۹، ربع اول، رکوع ۳) جو لوگ توبہ کریں ایمان لائیں نیکی کریں ہم ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کرتے ہیں۔ پس پیر کے پاس جانے سے گناہ نیکی سے بدل جاتے ہیں یعنی نیکی کی توفیق اور ایمان پیر کے پاس جانے سے ملتا ہے۔

﴿28﴾ مرید ہونے سے اور پیر کے پاس جانے سے جان کنی، قبر، پل صراط، قیامت کے عذاب سے بچ جائے گا۔ (دیکھو تفسیر محمدی حافظ محمد صاحب علیہ الرحمۃ)

﴿29﴾ رشتے ناطے دو قسم کے ہیں۔

﴿۱﴾ رحم کے ناتے، یہ مرنے کے بعد ٹوٹ جائیں گے۔

﴿۲﴾ روح کے ناتے، یعنی پیر مرید کا ناتہ یہ روز ازل سے قیامت تک باقی رہے گا۔

﴿30﴾ بے پیروں کو نجات نہیں، جس کا پیر نہیں اس کا پیر شیطان، مشہور بات ہے۔

﴿31﴾ کوئی بھی انبیاء کا ورثہ نہیں پا سکتا، جب تک پیر کے ساتھ محبت نہ ہو۔

﴿32﴾ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا نہیں ہو سکتی جب تک پیر کے ساتھ محبت نہ ہو۔

پہلے عشق پیر ہے اور بعدہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
بعدہ عشق حق اس قاعدے کو تو نہ بھول

﴿33﴾ ایمان محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اگر ایمان حاصل کرنا ہے تو کسی محبت رکھنے

والے سے محبت رکھو۔ یہ محبت رکھنے والے ہی پیر ہوتے ہیں۔

﴿34﴾ اگر اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا چاہتے ہو تو حضرت ﷺ کی ذات پاک سے محبت رکھو۔ حدیث شریف میں ہے "مَنۡ اَحَبَّنِیۡ فَقَدۡ اَحَبَّ اللّٰهَ" قرآن شریف میں ہے "فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ" (پ۳، س آل عمران، رکوع ۳)

﴿35﴾ مائی صاحبہ روٹی پکا رہی تھیں، حضرت ﷺ نے بھی دو روٹیاں لگائیں مگر وہ نہ پکیں، مائی صاحبہ کی روٹی پکی، پیغمبر کا ہاتھ جس کو لگ جائے وہ قیامت تک نہ جلے گا۔

اے دل ترسندہ از نار و عذاب
باچناں دست و دہاں کن اقتراب
چوں جما دے را چنیں تشریف داد
جاں عاشق راچہا خواہد کشاد

﴿۳۶﴾ بر در پیرے برو ہر صبح و شام
تا ترا حاصل شود مقصد تمام

☆☆☆☆☆☆☆

﴿مردوں کو ایصال ثواب﴾

﴿1﴾ کہا جاتا ہے کہ مرنے کے بعد مردے کو ثواب نہیں پہنچتا، حال یہ ہے کہ روح نہیں مرتی، جب روح نہیں مرتی تو اس کو ثواب کیوں نہیں پہنچتا۔

﴿2﴾ دیکھو قرآن پاک پارہ ۲۸، ربع اول، رکوع ۴ "رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَ لِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ"

﴿ب﴾ "رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابِ" (پ

۱۴، سورۃ ابرار) اگر زندہ کا پڑھا ہوا مردوں کو نہیں پہنچتا تو یہ دعائیں اللہ تعالیٰ نے کیوں سکھائی ہیں۔

﴿3﴾ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد مردے کو ثواب نہیں پہنچتا، تو وہ مردے کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے ہیں۔ زندہ ہی کی پڑھ لیا کریں۔

﴿4﴾ مدینہ منورہ میں ایک صحابی تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نام تھا۔ حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی میری ماں فوت ہوگئی ہے کوئی کام بتایئے کہ اس کا ثواب میری ماں کو پہنچے۔ فرمایا کنواں بنوادو، یہ نیت کر کے کہ اس کا ثواب تیری ماں کو پہنچتا رہے اگر مردے کو ثواب نہیں پہنچتا تو آپ ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو ایسا حکم کیوں دیا۔

﴿﴾ سیالکوٹ میں ایک آدمی تھا۔ اس کی ماں مر گئی، جس کا یہ اعتقاد تھا کہ مردے کو ثواب نہیں پہنچتا، ایک مسلمان اس کے گھر پر گیا اور کہا کہ سنا ہے کہ تمہاری والدہ فوت ہوگئیں صبر کرو، ان کیلئے دعائے مغفرت کرو۔ اس جانے والے نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنی شروع کی اور الحمدللہ شریف پڑھنا شروع کیا۔ جس کی ماں مر گئی تھی، اس نے کہا کہ یہ بدعت ہے، مردے کیلئے دعا مانگنا بدعت ہے، اس کا کہیں ثبوت نہیں، مردوں کو ثواب نہیں پہنچتا۔ اس نے دعا کیلئے ہاتھ نہیں اٹھائے، اس نے بھی اس کی بات سن کر ہاتھ نیچے کر لئے اور اس کی ماں کو گالیاں دینی شروع کر دیں، دو تین گالیاں نکالیں وہ کہنے لگا کہ خبردار زبان سنبھال کر بول، میری ماں کو گالی کیوں نکالتا ہے تب اس شخص نے کہا کہ قبر میں تیری ماں کو گالی تو پہنچ گئی مگر قرآن شریف کا ثواب نہیں پہنچتا۔

﴿5﴾ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ مردوں کو ثواب نہیں پہنچتا، شاید کبھی وہ قرآن شریف بھی پڑھ لیتے، تو ان کو اس مسئلے کی حقیقت معلوم ہو جاتی، خدائے تعالیٰ نے بارہا قرآن شریف میں دعا سکھائی کہ تم اپنے مردہ بھائیوں کے لئے، ماں باپ کے لئے، مومنوں کیلئے دعا کرو کہ یا اللہ پاک ان کو بخش دے اگر زندوں کی دعائیں مومنوں کیلئے مفید نہیں تھیں، تو یہ دعائیں ہم کو

کیوں سکھائیں، دیکھو قرآن شریف پارہ ۲۸، ربع اول، رکوع ۴ "رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ" اس سے ثابت ہوا کہ مردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔

﴿6﴾ ایک شخص مر گیا، اس پر حج فرض تھا۔ وہ ادا نہیں کر سکا، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے وارث ایک شخص کو اس کی آمد و رفت کا خرچ کرایہ دے کر مکہ شریف بھیجیں۔ یہی شخص میقات میں پہنچ کر اس مردہ کی طرف سے احرام باندھ کر اس کی طرف سے حج بدل ادا کرے تو اس مردہ کے ذمہ سے وہ فرض ساقط ہو گیا۔ حضرت ملا علی قاری نے ایک حدیث نقل کی ہے۔

حدیث شریف یہ ہے "جب حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا۔ تو ان کی وفات کے بعد ایک صحابی کھجوریں لے آئے، دوسرے کھیر دودھ کی لائے، دونوں چیزوں کو سامنے رکھ کر آنحضرت ﷺ نے قرآن شریف پڑھ کر صاحبزادہ صاحب کی روح مبارک کو بخشا۔ جب آنحضرت ﷺ نے کھانا سامنے بذات خود مردے کیلئے ایصال ثواب کیا ہے۔ تو منکرین کو گریبان میں منہ ڈال کر نادم ہونا چاہئے اور اپنے باطل عقیدہ سے توبہ کر کے آئندہ کسی مسلمان کو ایصال ثواب سے امید ہے کہ منع نہ کریں۔ ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس

﴿7﴾ "اَلْمَيِّتُ كَالْغَرِيْقِ" میت کی مثال ایسی ہے جیسی ڈوبنے والے کی ایک شخص پانی میں ڈوب رہا ہے، وہ اپنے بچاؤ کیلئے کوئی سہارا ڈھونڈتا ہے کہ میرا وارث یا کوئی عزیز و اقارب مرنے کے بعد میری مدد کرے۔ تاکہ میں بھی اس کے سہارے سے عذاب سے بچ جاؤں، مثلاً اس کا کوئی عزیز اس کیلئے دعائے مغفرت کرے یا اس کی روح کو پڑھ کر بخشے یا کسی مسکین کو کھانا کھلا کر اس کا ثواب اس کی روح کو پہنچائے یا مردہ کو ثواب پہنچانے کی نیت سے نقد جنس کپڑے غلہ، دانہ وغیرہ خرچ کرے تو ان سب چیزوں کا ثواب اس مردے کو پہنچتا ہے۔

دیکھو حدیث شریف، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس

میت کیلئے اس کے مرنے کے بعد درود شریف یا ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف پڑھ کر اس کی روح کو اس کا ثواب بخش دے تو اس مردے کے سارے گناہ خدائے تعالیٰ معاف کر دے گا اگر مردہ کو ثواب نہیں پہنچتا تو یہ حدیث کیوں فرمائی۔

روایت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ قبرستان تشریف لے گئے اور ایک مرتبہ الحمد شریف اور گیارہ مرتبہ قل شریف پڑھ کر اس کا ثواب اس مقبرے کے مردوں کو بخشا آٹھ دن کے بعد پھر اس قبرستان میں آپ پہنچے تو اس کا ثواب اس قبرستان کے مردے آپس میں تقسیم کر رہے تھے۔

﴿8﴾ حضرت ﷺ کا جنت البقیع میں تشریف لے جا کر دعائے مغفرت فرمانا حدیثوں سے ثابت ہے اور آپ ﷺ کا اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر چھ میل کا سفر کر کے جانا اور دعائے مغفرت کرنا۔ مزار شریف کی زیارت کرنا، حدیثوں سے ثابت ہے جو لوگ یہ کہتے کہ قبر کی زیارت کرنے سے آدمی قبر پرست ہو جاتا ہے۔ وہ ذرا اس حدیث شریف کو غور سے پڑھ لیں کیا حضرت ﷺ بھی قبر پرست تھے۔

﴿9﴾ حضرت رسول پاک ﷺ جمعرات اور پیر کو قبور کی زیارت فرمایا کرتے تھے۔

﴿10﴾ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے جنت البقیع میں دو قبروں پر کھجور کی ڈالیاں لگائیں، لوگوں کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ ایک قبر والا پیشاب سے پاک نہیں رہتا تھا، دوسری قبر والا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ اس لئے ان پر عذاب ہو رہا تھا۔ تخفیف عذاب کیلئے کھجور کی ڈالی لگا دی جب تک یہ ہری رہے گی عذاب میں تخفیف رہے گی، پس قبروں پر سبزی لگانا یا پھول ڈالنا عذاب کی تخفیف کیلئے جائز ہے۔

﴿11﴾ قبروں کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے اس سے موت کی یاد آ جاتی ہے۔

﴿12﴾ جو لوگ بزرگوں کی زیارتوں کو جاتے ہیں اور اولیاء اللہ کے ساتھ محبت واخلاص کا برتاؤ کرتے ہیں ان کے اعمال صالحہ ان بزرگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں اور وہ اس

سے کمال شادماں وخوش ہوتے ہیں۔

﴿13﴾ اہل قبور کیلئے مغفرت کی دعا مانگی جاتی ہے۔تو وہ خوش ہوتے ہیں، اسی وجہ سے قبروں کی زیارت کو جاکر ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَ نَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَ اَنَا اِنْشَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَo'' کہنے کا حکم ہے۔

﴿14﴾ اہل قبور آپس میں ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے کے عزیز وقریب ملنے جلنے والوں کا حال دریافت کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

﴿مرنے کے بعد قبر بنانا﴾

﴿1﴾ مرنے کے بعد قبر بنانا جائز ہے۔دیکھو قرآن شریف ''اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ'' میں مقابر کا بھی ذکر موجود ہے زیارت کا لفظ بھی موجود ہے، اگر قبر کا نام ونشان نہ ہوگا تو زیارت کس کی کریں گے۔اس آیت شریف سے قبروں کا بنانا اور قبروں کی زیارت کرنا دونوں جائز ہیں۔

﴿2﴾ ''وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ'' (پ ۱۰، ربع چہارم، رکوع ۳)۔فرمایا خدائے تعالیٰ نے کہ کافروں میں سے کوئی شخص مر جائے تو یا رسول اللہ (ﷺ) اس کی نماز جنازہ نہ پڑھنا اور کافر کی قبر پر جاکر کھڑے نہ ہونا۔اس آیت شریف سے خدائے تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھنا اور ان کی قبروں پر ایصال ثواب کیلئے جاکر کھڑے ہونا، قبروں کی زیارت کرنا ثابت ہوتا ہے اور قبروں کا بنانا بھی ثابت ہوگیا اگر قبر کا نام ونشان نہ ہوگا تو کس پر جاکر کھڑے ہوں گے اور کس پر فاتحہ پڑھ کر ثواب پہنچادیں گے۔

(3) جو لوگ قبر پر گنبد بنانے کا انکار کرتے ہیں، کاش وہ کبھی حدیث شریف بھی پڑھ لیتے ان کو یہ ثابت ہو جاتا کہ حضرت ﷺ نے جب دنیائے فانی سے رحلت فرمائی تو آپ کو آسمان کے نیچے دفن کیا گیا۔ یا اس حجرہ شریف میں جس میں آپ تشریف فرما تھے خواہ وہ کسی شکل میں بنا ہوا تھا اور اب تک اسی حجر میں تشریف فرما ہیں اور قیامت کے دن اسی میں تشریف فرما ہوں گے۔ اسی حجرہ کی زیارت کیلئے ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو نازل ہوتے ہیں۔ دیکھو حدیث شریف۔ اس حجرہ شریف کی زمین جس میں آپ تشریف فرما ہیں اس کا مرتبہ، اس کا درجہ کل روئے زمین اور خانہ کعبہ شریف بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔ اس مسئلے کے ثبوت میں کسی فرقے والے کا بھی انکار نہیں ہے، اس کو سب مانتے ہیں، نجدی بھی اس مسئلے کو مانتے ہیں۔

(4) جو لوگ قبریں بنانے کا انکار کرتے ہیں ان کو معلوم رہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب شام میں تشریف لے گئے تو وہاں سارے پیغمبروں کے روضہ مبارک موجود تھے۔ چنانچہ اب تک بھی اسی وقت کے بنے ہوئے موجود ہیں۔ خلیل الرحمٰن میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کا روضہ مبارک اب تک زیارت گاہ مخلوق ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا روضہ بیت المقدس میں، حضرت یحییٰ علیہ السلام کا دمشق میں، حضرت یوسف علیہ السلام کا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا کنعان میں، اگر روضوں کا بنانا منع تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کیوں نہ نیست و نابود کر دیا کیا ان سے بڑھ کر کوئی باغیرت مسلمان تھا۔ بلکہ ایک انگریز مؤرخ نے جس کا نام گبن ہے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں اپنے خلیفہ کو مصر میں بھیجا اس نے سوس پہنچ کر آپ کی خدمت میں عرضی لکھی، اس میں لکھا ہوا تھا کہ اس شہر میں حضرت دانیال کا روضہ قدیم زمانہ کا اور بہت پرانا ہونے کے باعث قریب ہے کہ شہید ہو جائے۔ اس کیلئے کیا حکم ہوتا ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفہ کو لکھا کہ اس روضہ مبارک کو از سر نو تعمیر کر دو۔ اب منکرین عمارت روضہ اس جگہ کیا کہیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت کیا فتویٰ دیں گے۔

(5) حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے ہیں ان سب پیغمبروں کی امتوں کی قبریں بنتی رہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے خدائے تعالیٰ کے حکم سے قبروں کا بننا شروع ہوا چالیس برس کا واقعہ ہے کہ فقیر جنت المعلی میں حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کی زیارت کیلئے مزار شریف پر گیا۔ گنبد مبارک کے دروازہ میں داخل ہونے لگا تو دیکھا کہ اس کے اندر ایک بزرگ لیٹ کر اپنی داڑھی مبارک سے جھاڑو دے رہے ہیں۔ میں دروازہ میں کھڑا رہا وہ سارے روضہ مبارک کے اندر داڑھی سے جھاڑو دے کر دروازہ میں پہنچے تو اٹھے، میں دروازہ میں کھڑا تھا مجھے فرمانے لگے شاہ صاحب میں نے یہ لمبی داڑھی اس لئے رکھی ہے کہ آٹھویں دن جب حاضر ہوتا ہوں تو داڑھی سے جھاڑو دیتا ہوں۔ وہ بزرگ حضرت حافظ امام الدین صاحب سیالکوٹی نقشبندی تھے۔ بیس سال سے اپنا گھر بار بیوی بچوں کو چھوڑ کر مکہ شریف میں ہجرت کر کے تشریف فرما تھے اور مدینہ منورہ میں جا کر بھی کئی کئی مہینے گزارتے تھے۔ مکہ شریف میں فقیر کا قیام ان کے حجرہ میں ہوا کرتا تھا ایک دن فرمایا کہ میں مدینہ شریف جتنی مدت ٹھہرتا ہوں ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتا ہوں پھر فرمایا کہ بیس سال سے مکہ شریف میں کبھی جوتا نہیں پہنا۔ کبھی سواری پر سوار نہیں ہوا۔ باوجود یہ کہ اسی سال سے زیادہ عمر تھی بھی ضعیف ہو گئے تھے پھر بھی حج کرنے کو پا پیادہ تشریف لے جایا کرتے۔

☆☆☆☆☆☆

ماں باپ کی اطاعت

(1) جو شخص وضو کر کے ماں باپ کی زیارت کرے ایک مرتبہ اس کے گناہ اگرچہ جسم کے بالوں کے برابر بھی ہوں بخشے جائیں گے۔ جسم پر تین کروڑ پچاس لاکھ بال ہوتے ہیں

اور اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔ ایک صحابی نے عرض کیا کہ اگر میں دوسری مرتبہ ماں کا چہرہ دیکھ لوں تو کیا ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ پھر اتنی ہی نیکیاں ملیں گی پھر عرض کیا کہ تیسری مرتبہ دیکھ لوں تو کیا ہوگا فرمایا کہ پھر اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔ پھر عرض کی کہ چوتھی مرتبہ دیکھ لوں تو کیا ہوگا ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کچھ کمی نہیں ہے۔ اس کے خزانوں سے جتنی دفعہ ماں کے چہرہ کو دیکھو گے اتنی دفعہ نیکیاں حاصل ہوتی رہیں گی۔

﴿2﴾ قرآن شریف میں ہے ''اِنِ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْكَ '' (سورۃ لقمان ۲۱) شکر کرو تم میرا اور اپنے والدین کا۔

﴿3﴾ ماں باپ زندہ ہوں تو ان کی قدم بوسی کرنی چاہئے اگر مر گئے ہوں تو ان کی قبروں کی زیارت کرنی چاہئے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ قدم بوسی کرنے سے سجدہ ہو جاتا ہے وہ نادان ہیں انہوں نے سجدہ کے معنی ہی نہیں سمجھے۔ شریعت میں جو سجدہ ہے وہ کیسے ہوتا ہے؟ اس کیلئے شرط ہے کہ سجدہ میں آٹھ اعضا زمین پر برابر لگے رہیں یعنی دونوں پاؤں، دونوں زانو، دونوں ہاتھ، پیشانی، ناک، اگر ان میں سے ایک عضو بھی زمین کے ساتھ نہ لگے تو سجدہ نہیں ہوتا۔

یہ بھی شرط سجدہ شریعت کیلئے ہے کہ اعضا زمین سے لگیں اور اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور نیت بھی سجدہ کی ہو قدم بوسی میں پیر تو البتہ زمین پر پہلے سے لگے رہتے ہیں باقی کوئی عضو زمین کے ساتھ نہیں لگتا۔ پھر سجدہ کیسے ہو گیا دیکھو مشکوٰۃ شریف ''كُنَّا نَتَقَبَّلُ يَدَيْهِ وَ رِجْلَيْهِ '' ہم حضرت ﷺ کے ہاتھ اور پیروں کو بوسہ دیا کرتے تھے۔

حدیث شریف میں ہے ''اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ اَقْدَامِ اُمَّهَاتِكُمْ '' جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ بہشت کی دہلیز کو چومے تو وہ اپنی ماں کے قدموں کو چومے۔

﴿4﴾ جو شخص اس امر کا متمنی ہے کہ میرا رب مجھ سے راضی ہو اس کو لازم ہے کہ وہ اپنے

ماں باپ کو راضی رکھے اگر ماں باپ ناراض ہو گئے تو اس کو یقین کر لینا چاہئے کہ میرا رب بھی مجھ سے ناراض ہے۔

﴿5﴾ ماں باپ اگر خفا ہوں تو اف بھی نہ کرو جس طرح مردہ غسال کے سامنے ہوتا ہے اسی طرح ماں باپ کے سامنے رہو۔

﴿6﴾ ماں باپ کا ہر حکم مانو بجز خلاف شرع احکام کے۔

﴿7﴾ ماں باپ مشرک بھی ہوں تو ان کی اطاعت کرو بشرطیکہ احکام شرع کے خلاف نہ ہو

﴿8﴾ ماں باپ کی دعا اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے ان کی بددعا بھی ضائع نہیں جاتی

﴿9﴾ ماں باپ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو۔

﴿10﴾ ماں باپ کی بغیر اجازت حج بھی نہیں کر سکتے گھر میں ان کی زیارت کر لیا کرو۔

﴿11﴾ ماں کا حق باپ سے تین درجہ زیادہ ہے۔

﴿12﴾ جو شخص ماں باپ کی خدمت کرے گا اس کی اولاد بھی اس کی خدمت کرے گی۔

﴿13﴾ ماں باپ اگر بیٹے کو عاق کر دیں تو اس کا روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کوئی عمل قبول نہیں ہوتا ادھر بندہ ناراض، ادھر رب بھی ناراض۔

﴿14﴾ دنیا میں کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھنا نہیں چاہتا سوائے ماں باپ کے لہٰذا والدین کا حق بھی اولاد کو اسی طرح ادا کرنا چاہئے۔

﴿15﴾ خالق تو رب ہے مگر پیدا کرنے کا ذریعہ ماں باپ ہیں۔

﴿16﴾ ''وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا'' (پارہ ۱۵ رکوع ۳، ربع اول)

﴿17﴾ ''وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا'' (پارہ ۲۰، رکوع ۱۳)

﴿18﴾ ''وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا'' (پارہ ۲۶، ربع اول، رکوع ۲)

﴿19﴾ فقیر نے اطاعت والدین کی نسبت جو دیکھا اس میں سب سے اول عرب شریف

کا درجہ اور دوسرا افغانستان کا، تیسرا کشمیر کا، باقی اللہ اکبر۔

﴿20﴾ کوئی شخص ماں باپ کا حق اطاعت ادا نہیں کر سکتا ایک شخص متواتر بارہ سال تک اپنی ماں کی خدمت کی وہ بیمار تھی کھانا بھی اس کو یہ اپنے ہاتھ سے کھلاتا رہا اور پیشاب پاخانہ بھی اپنے ہاتھ سے اٹھاتا رہا ایک دن اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ الحمد للہ! میں نے ان کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ رات کو سو گیا خواب میں فرشتہ نے اس کو کہا دیوانے یہ تیرے دل میں کیا خیال پیدا ہوا اور جو تو نے کہا کہ میں نے ماں کا حق خدمت ادا کر دیا جب تو شیر خوار بچہ تھا سردی کی رات تھی ماں نے تجھ کو اپنے پہلو میں گرم بستر پر لٹایا تھا تم نے پیشاب کر دیا جس کی وجہ سے تمہارے سونے کی جگہ گیلی ہو گئی تھی، ماں نے تم کو اپنی گرم جگہ پر لٹایا اور گیلی جگہ خود لیٹ گئی، تیرا بارہ برس کا حق خدمت ماں کے اس ایک دفعہ کے عمل کے برابر نہیں ہو سکتا جس طرح بندہ رب کا حق ادا کرنے سے قاصر و عاجز ہے اسی طرح اولاد بھی ماں باپ کا حق ادا کرنے سے قاصر و عاجز ہے۔

﴿21﴾ حقیقت میں ہم بچپن میں بے تکلفی کے ساتھ ماں باپ کے ہاتھوں میں پرورش پاتے ہیں۔ ان کا ادب یا ان کی تعظیم ہم کو کون سکھاتا ہے، ماں باپ نے تو سکھانا ہی نہیں تھا۔ سب سے پہلے ادب سکھانے والا استاد ہے، استاد کے بعد حضرت پیر و مرشد۔ جب بچہ ان دونوں کی خدمت میں حاضر نہ ہوا تو تعظیم کا سبق کس سے پڑھے۔ شامت اعمال سے ہم ایسے زمانے میں پیدا کیے گئے ہیں کہ اس میں حقوق والدین سے بالکل نابلدیت ہوتی جاتی ہے۔ ہمارے پنجاب میں لندن سے پاس کر کے ایک ولایت کا باشندہ انگریز ڈپٹی کمشنری پر مقرر ہو کر آیا۔ وہ باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ باپ نے بہت روپیہ خرچ کر کے بیٹے کو دیکھنے ولایت سے پنجاب آیا بیٹے سے ملا۔ مل کر ایک گھنٹہ بھی نہیں گزرا تھا کہ بیٹے نے کہا اے باپ میری کوٹھی میں تیرے رہنے کیلئے کمرہ خالی نہیں ہے۔ تو ہوٹل میں چلا جا۔ باپ کو اس کے کہنے کا کتنا صدمہ ہوا ہوگا۔ وہ دس ہزار میل کا سفر طے کر کے تکلیف برداشت کر کے روپیہ خرچ

کر کے بیٹے سے ملنے آیا تو تو بیٹا کہتا ہے کہ میری کوٹھی میں تیرے لئے کمرہ خالی نہیں ہے تو ہوٹل میں جا کر ٹھہر یہ ہے موجودہ زمانے کی تعلیم کا اثر۔

اللهم نجنا من هذه المصائب۔

ہماری شامت اعمال سے ہندوستان میں بھی ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جس نے یہ بانگ دہل پکارنا شروع کر دیا ہے کہ ماں باپ کی تعظیم یا قدم بوسی کرنے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ اللهم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الاخرة اللہ تعالیٰ ان کی مصاحبت سے ہم کو محفوظ رکھے۔ آمین

ایسے بھی لوگ ہیں جو قرآن شریف کا ادب و تعظیم نہیں کرتے، قرآن شریف کو پشت کے پیچھے رکھتے ہیں، بلکہ قرآن شریف نیچے رکھ کر خود اوپر بیٹھتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کی شان میں قرآن شریف میں آیا ہے۔ ''فَنَبَذُوهُ وَرَآءَ ظُهُورِهِمْ '' جو لوگ قرآن شریف کا ادب و تعظیم نہیں کرتے وہ ماں باپ کا تعظیم وادب کیا کریں گے۔

﴿22﴾ درحقیقت ہم نے ماں باپ کی قدر ہی نہیں پہچانی کہ وہ کیا تھے۔ اس قصہ سے اس مسئلے کی حقیقت کھل جائے گی۔ مولانا روم نے مثنوی شریف میں لکھا ہے کہ زمینداروں کا قاعدہ ہے کہ رات کو وہ اپنے بیلوں کو کھیت میں چھوڑتے ہیں پچھلی رات کو جا کر ہل جوتتے ہیں۔ ایک زمیندار اپنے قاعدے کے مطابق اپنے دو بیلوں کو لے جا کر کھیت میں باندھ کر واپس آیا۔ رات اندھیری تھی اس کے واپس آنے کے بعد ایک شیر کھیت میں آیا اور ایک بیل کو کھالیا اور مست ہو کر بیٹھ رہا پچھلی رات اندھیرے میں زمیندار جب کھیت میں آیا اور ایک بیل کے کندھے پر جوا رکھا تو وہ کھڑا ہو گیا، دوسرا کھڑا نہیں ہوتا تھا۔ زمیندار نے اس کو غلطی سے بیل سمجھ کر دو تین ڈنڈے زور سے مارے، ڈنڈے مارنا ہی تھا کہ شیر اتنی زور سے گرجا کہ زمیندار بے ہوش ہو کر گر پڑا اور شیر جنگل میں چلا گیا۔ جب زمیندار کو ہوش آیا تو وہ بڑا پچھتایا اور کہنے لگا کہ میں شیر کو بیل سمجھ کر ڈنڈے مارتا رہا اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ وہ شیر ہے تو

اس کے نزدیک ہی کیوں جاتا۔ اس واقعہ سے ساری حقیقت واضح ہوگئی کہ ہمارے ماں باپ درحقیقت شیر تھے اور ہم اس زمیندار کی طرح ان کو غلطی سے بیل سمجھ کر ڈنڈے مارتے ہے۔ ہم نے ان کی قدر نہ پہچانی کہ وہ کیا تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ جنت میں میرا ساتھی کون ہوگا۔ ارشاد باری ہوا کہ فلاں شہر جو چار سو میل کے فاصلہ پر ہے جاؤ، اس کا پتہ بتا دیا۔ وہاں جا کر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ شخص قصاب ہے۔ تفصیلی حالات کے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کی ماں نے اپنے بیٹے سے خوش ہو کر یہ دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت نصیب فرما۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی ماں کو بشارت دی کہ تیری دعا مستجاب ہوئی اور مجھے اس کی زیارت کا حکم ہوا۔

﴿23﴾ جو شخص یہ کہتا ہے کہ ماں کی قدم بوسی سے یا اس کے سامنے جھکنے سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اس سے پوچھنا چاہئے کہ عورت کے پاس جانے کے وقت وہ جھکتا ہے یا کھڑا رہتا ہے اگر جھکتا ہے تو کیا یہ شرک نہیں ہوتا۔

﴿24﴾ کروڑ روپیہ خرچ کرو مگر ماں نہیں مل سکتی۔ عورتیں بہت مل جاتی ہیں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے ماں باپ زندہ ہیں۔

﴿25﴾ سیالکوٹ کے ایک بزرگ تھے اقبال کے استاد، سو برس سے زیادہ عمر تھی ایک میل کے قریب ان کے ماں باپ کی قبر تھی۔ ہر روز ان کی زیارت کرتے۔ ماں باپ کی قبر کی زیارت کرنا بھی عبادت ہے۔

﴿26﴾ آج کل قبر پر فاتحہ پڑھنے والے کو قبر پرست کہتے ہیں۔ پیر کے پاس جا کر بیٹھنے والے کو پیر پرست، اپنی نسبت زن پرست نہیں کہتے۔

﴿27﴾ مدینہ منورہ میں کوئی شخص فوت ہو گیا۔ آپ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا ہے ایک بوڑھی، عورت آئی اور کہنے لگی کہ یہ قبر والا میرا

نافرمان لڑکا تھا۔ حضرت ﷺ نے فرمایا اس کی خطا معاف کر دے۔ کہا حضرت ﷺ یہ مجھے تکلیف دیتا تھا۔ پھر فرمایا کہ معاف کر دے۔ پھر وہی کہا، پھر تیسری مرتبہ فرمایا پھر حضرت ﷺ نے اس بوڑھی عورت کے دل کی طرف خیال کیا۔ اس نے اپنے لڑکے کو عذاب کو دیکھ کر عرض کیا کہ حضرت ﷺ میں نے اس کو معاف کر دیا۔ رب نے عذاب دور کیا۔ خدائے تعالیٰ ہر شخص کو ماں باپ کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆☆☆

کسی چیز پر غیر اللہ کا نام

سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی

﴿1﴾ کہا جاتا ہے کہ کسی چیز پر اللہ کے بغیر کسی کا نام آجائے تو وہ حرام ہو جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ کسی دوسرے کا نام آجائے تو شرک ہو جاتا ہے۔ میں ایک دفعہ حیدر آباد میں تھا۔ سنا کہ ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی فاتحہ کی بریانی پکا کر لوگوں کو کھلائی اور پڑوسی کے مکان میں بھی کچھ کھانا تحفۃً بھیج دیا۔ پڑوسی مرد اس وقت گھر میں موجود نہ تھا اس کی عورت تھی کھانا لے لیا۔ جب مرد واپس آیا تو مرد نے یہ سنتے ہی اس کھانے کو (جو عمدہ قسم کی بریانی تھی) اپنے گھر کے باہر موری غلاظت کی بہتی تھی اس میں لے جا کر پھینک دیا۔ نہ صرف پھینک دیا بلکہ جوتے سے اس کو روند ڈالا اور کہا کہ اس پر غیر اللہ کا نام آیا ہے۔ اس لئے یہ کھانا تو خنزیر سے بھی زیادہ پلید ہو گیا اور کھانے کے لائق نہ رہا۔

﴿2﴾ اب اس بارے میں مسئلہ سناتا ہوں غور سے سنو۔ پنجاب میں ایک دن گھوڑے پر سوار کسی گاؤں میں جا رہا تھا۔ راستہ میں کھیت تھے ایک زمیندار نے کھیت میں سے آ کر میرا گھوڑا روک کر کہا کہ مسئلہ سمجھاؤ۔ میں نے کہا کہ پوچھ لے۔ کہنے لگا رات ہمارے گاؤں میں

ایک مولوی آیا۔ اس نے ساری رات ہماری نیند خراب کی اور یہی کہتا رہا کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آئے وہ حرام ہو جاتی ہے۔ کیا یہ سچ ہے؟ میں نے کہا کہ یہ کھیت کس کا ہے؟ جس پر تم اور میں کھڑے ہیں۔ کہنے لگا میرا ہے۔ اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ میں نے دریافت کیا یہ بچہ کس کا ہے۔ کہنے لگا میرا ہے۔ اس کے ساتھ بیل بھی تھے، میں نے پوچھا کہ یہ کس کے ہیں جواب دیا کہ میرے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ مولوی کے کہنے کے مطابق تیرا کھیت تجھ پر حرام ہو گیا اور تیرا بچہ بھی حرام کا ہوا اور تیرے بیل بھی تیرے لئے حرام ہو گئے۔ اس وجہ سے کہ ان پر تیرا نام آیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں نے مسئلہ سمجھ لیا۔ میں نے اس سے کہا کہ اس سے آگے بھی سمجھ لے۔ اس مولوی سے میری طرف سے پوچھو کہ اس کی ماں پر کس کا نام پکارا جاتا تھا۔ رب کی بیوی پکاری جاتی تھی یا اس کے باپ کی بیوی۔ یاد رکھو کہ کوئی چیز کسی انسان پر حلال نہیں ہو سکتی، مسجدوں پر غیر اللہ کا نام پکارا جاتا ہے۔ مثلاً ٹیپو خاں کی مسجد، پھر اس میں غیر اللہ کے نام کے بعد نماز کس طرح ادا کی جاتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے زمین کو بھی کسی نہ کسی کی ملکیت قرار دیا ہے۔ قرآن شریف ”اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ“ یعنی زمین تو ہماری ہے جس کو چاہیں ہم اس کا وارث بنا دیتے ہیں ورنہ اگر اللہ کی زمین کہی جائے تو اس کا استعمال کسی کیلئے جائز نہیں ہوتا اگر کہا جائے کہ فلاں کی زمین ہے اور فلاں کا باغ ہے۔ اور فلاں کا گھر ہے تو اب اس میں غیر اللہ کے نام آجانے سے اس نام والے کو اور دوسرے لوگوں کو اس کی اجازت سے استعمال جائز ہوا

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ ستر جگہ رسول پاک ﷺ کا ذکر فرمایا ہے۔ تین چار جگہ تو میں بتا دیتا ہوں۔

﴿۱﴾ ”وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ“ (سود کے متعلق، پ ۳، ربع اول، رکوع ۳)

﴿۲﴾ ”اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ“ (پ ۱۰، ربع چہارم، رکوع ۳)

﴿۳﴾ ''اَلَا اِنَّھُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَلَایَاْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی ''(پ۱۰، ربع سوم، رکوع ۴)

﴿۴﴾ ''وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ''(پ۱۰، سورۃ توبہ، ربع سوم، آخری رکوع۔

ایسی صورت میں ان لوگوں کے عقیدہ کے مطابق اللہ کے نام کے ساتھ کسی کا نام آجائے تو وہ شرک ہو جاتا ہے۔ سارا قرآن شریف شرک سے بھرا ہوا ہے۔ نعوذ باللہ

☆☆☆☆☆☆☆

﴿فاتحہ وغیرہ کی تاریخ مقرر کرنا﴾

کہا جاتا ہے کہ تاریخ مقرر کر کے فاتحہ وغیرہ کرنے سے معاملہ حرام ہوتا ہے۔ غور کیا جائے کہ ایسا کہنے والے کی ماں کی شادی کے وقت اس کے نکاح کیلئے تاریخ مقرر کی گئی تھی۔ یا بغیر تاریخ گھر میں گھس گئے تھے۔ اگر تاریخ مقرر کرنے سے حرام ہو جاتا ہے تو اس کی ماں بھی اس کے باپ پر حرام ہو جاتی ہے۔

شریعت مطہرہ نے جتنے بھی احکام دیئے ہیں سب میں تاریخ مقرر ہے بغیر تاریخ کوئی چیز نہیں مثلاً روزہ، حج وغیرہ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿1﴾ درود شریف کے پڑھنے میں اور سلام کے بھیجنے میں عبادت ہے۔ ایک مرتبہ درود

شریف پڑھنے سے دس نیکیاں پڑھنے والے کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

(2) خدائے تعالیٰ نے اپنے محبوب حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنا اپنے ذمہ لیا ہے۔نہ صرف اپنے ذمہ بلکہ فرشتوں کو بھی یہ خدمت مقرر کی ہے"اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"

حضور ﷺ پر ستر ہزار فرشتے ہر صبح ستر ہزار فرشتے ہر شام درود شریف پڑھتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆☆

دنیا کے بادشاہ کے قانون کو جو نہ مانے اس کا باغی قرار دیا جاتا ہے اور وہ قابل سزا ہوتا ہے۔افسوس ہے کہ خدائی قانون کی خلاف ورزی کرنے پر کسی کو سزا نہیں دی جاتی۔ایسا شخص کس درجہ کا مجرم ہوگا کوئی دانہ ننگا نہیں پیدا فرمایا گیا۔اس سے ہم کو سبق لینا مقصود ہے کہ پردہ ہونا چاہئے۔وہ لوگ دیوث ہیں جو اپنی عورتوں جوان بیٹیوں کو پردہ میں نہیں رکھتے دیوث کی نسبت حضرت ﷺ نے فرمایا کہ"اس کو جنت کی بو بھی نہیں آئے گی"۔

☆☆☆☆☆☆☆

ایک شخص نے یہ کوشش کی کہ اس کے دل کو چین وآرام نصیب ہو۔اس نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار جارہا ہے۔اس نے خیال کیا کہ گھوڑے پر سوار ہونے سے میرے دل کو آرام ملے گا۔پس گھوڑا خرید لیا۔پہلے تو صرف اس کو اپنی جان کی فکر تھی،اب

گھوڑے کی جان کی۔اس کے باندھنے کا،اس کے دانہ چارہ کا،یہ فکر بھی دامن گیر ہوگیا۔اس نے کہا کہ میں سمجھا تھا کہ گھوڑا خریدا تھا آرام ملے گا۔مگر اس میں اور زیادہ فکر پیدا ہوگیا۔ایک شخص پالکی میں جارہا تھا اس شخص نے دیکھ کر پالکی خرید لی پہلے تو اس کو صرف اپنا فکر تھا اب پالکی اٹھانے والے آٹھ آدمیوں کا ان کے کھانے پینے کا رہائش کا فکر بھی دامن گیر ہوگیا۔اس نے کہا کہ میں پالکی اس لئے خرید لی تھی کہ دل کو آرام ملے گا مگر میں اور زیادہ فکر میں مبتلا ہوا پھر اس نے سوچا بادشاہی تخت پر بیٹھنے سے شاید دل کو آرام ملے گا۔جس طرح ہوسکا کوشش کر کے بادشاہ کے تخت پر بیٹھا۔ساری رعیت کے جتنے غم تھے سب اکیلے بادشاہ کی جان پر آگئے۔آخر کو وہ ناامید ہوگیا اور کہہ اٹھا کہ دنیا بے آرامی بے چینی،پریشانی اور آلام کا گھر ہے۔

ایں کمال آمد کہ بافر زند و زن
از ہمہ فرزند و زن فارغ بدن
دریں دنیا کسے بے غم نباشد
اگر باشد بنی آدم نباشد

آخر کو وہ شخص جو دل کے چین کا طالب تھا اور دنیا کو غموں اور فکروں کا گھر قرار دے چکا تھا اور دنیا میں رہ کر دل کا آرام نصیب ہونے سے بالکل ناامید ہوگیا تھا۔اپنے مقام سے نکل گیا،چلتے چلتے ایک درویش کی خدمت میں بیٹھ گیا۔جب تک اس کی خدمت میں بیٹھا رہا اس کے دل کو آرام رہا،سکھ رہا،اس نے اس وقت یہ شعر پڑھا

نا سکھ گھوڑے پالکی نا سکھ چھتر کا چھان
یا سکھ ہر کی بھگت میں یا سکھ سنتا مان

دل کو آرام اس وقت مل سکتا ہے یا تو خود ذکر کرے یا ذکر کرنے والوں کی صحبت میں جا کر بیٹھے۔مثلاً ایک نابینا دھوپ میں جارہا ہو۔سخت گرمی کی حالت میں ایک درخت آئے اور نابینا اس کے نیچے بیٹھ جائے مگر اس نابینا سے کوئی یہ نہ کہے کہ درخت ہے تو بھی

اس کو معلوم ہو جائے گا کہ دھوپ کے مقابلہ میں اب آرام ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے اسی طرح دل کو چین اسی وقت آئے گا جب اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے یا خود ذکر کرے۔ ذکر کرنے والوں کے دل میں اللہ تعالیٰ دنیا اور دنیا والوں سے استغنا پیدا کرتا ہے۔

﴿2﴾ حضرت عالمگیر علیہ الرحمۃ نے اپنے تمام صوبیداروں کو حکم دیا کہ اپنے اپنے علاقوں میں کوئی کامل بزرگ ہو تو اس کی بادشاہ کو خبر پہنچانا۔ دریائے گنگا کے کنارے ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے، یوپی کے صوبیدار نے بادشاہ کو اطلاع دی، حضرت عالمگیر علیہ الرحمۃ نے اپنے وزیر سعد اللہ خان کو ساتھ لیا (جس نے پنجاب میں سنگ لرزان کی مسجد بنوائی ہے جو آج تک اس کی یادگار ہے) اور اس بزرگ کے پاس جانے کے لئے نکلے، جب بزرگ کے قریب پہنچے، بزرگ نے دور سے دیکھا کہ کوئی آرہے ہیں بیٹھے تھے تو لیٹ گئے، بادشاہ اور وزیر بزرگ کے پاس جا کر کھڑے رہے۔ وزیر نے کہا کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے آپ نے سلام تک نہ کیا۔ بزرگ فرمانے لگے تو آدمی سمجھدار معلوم ہوتا ہے مگر یہ بات تو نے سمجھی نہیں کی۔ باہر سے آنے والے پر فرض ہے کہ وہ سلام کرے نہ کے لیٹے ہوئے پر سلام کرنا فرض ہے۔ سلام کرنا تم پر فرض تھا کہ تم باہر سے آئے تھے۔ غلطی تمہاری، اس کا ذمہ میرے اوپر لگاتے ہو۔ بادشاہ نے کہا کہ فی الواقع غلطی ہوئی۔ معافی مانگ۔

آپ لیٹے ہوئے تھے، وزیر نے کہا کہ ٹانگیں کب سے لمبی کی ہیں فرمایا کہ جب سے ہاتھ کھینچ لئے ہیں۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا پھر معافی مانگ۔ جب یہ آرہے تھے تو بزرگ کے پاس کتا تھا۔ وہ ان کو بھونکنے لگا، بزرگ نے کہا کہ بھونکتا کیوں ہے۔ تیرے ہم جنس آئے ہیں۔ وزیر نے عرض کی کہ حضرت ہم آپ کی زیارت کو آئے آپ نے ہم کو کتے سے تشبیہ دی۔ بزرگ نے فرمایا کہ تو اپنے مالک کا اتنا فرماں بردار نہیں جتنا یہ کتا فرماں بردار ہے۔ یہ کتا ہر وقت میرے پاس رہتا ہے۔ بھوکا ہو یا پیاسا، جو حکم اس کو کرتا ہوں وہ من وعن مانتا ہے۔ تم تو اس طرح اپنے مالک کا حکم نہیں مانتے۔ پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ معافی

مانگ لے۔ عرض کی حضرت میرے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں۔ کسی کا قرض آپ کے ذمہ ہو تو فرمائیں، ادا کر دیا جائے گا، فرمایا کہ میرے ذمہ نہ کسی کا قرض ہے اور نہ مجھے کوئی ضرورت ہے۔ بادشاہ اور وزیر سلام کر کے واپس چلے گئے اور اپنے صوبیدار کو خط لکھا کہ جن بزرگوں کی تم نے تعریف کی تھی، ہم نے ان کو اس سے زیادہ پایا، جو کچھ تم نے لکھا ہے یہ ہے اللہ کا ذکر کرنے والوں کا اطمینان اور استغنا از مخلوق۔

﴿3﴾ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے ہوں ان کے اندر سے جو دھواں نکلے گا وہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے۔ نور کے اندر سے نور نکلے گا۔

﴿4﴾ اگر دس ذاکر ہوں، ایک غافل تو ذاکر غافل کو بھی نورانی کر دیں گے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی صحبت میں رہنے سے اطمینان ملے گا۔

﴿5﴾ ذکر کی دو قسمیں ہیں ﴿۱﴾ زبان سے ﴿۲﴾ دل سے

ایک دفعہ بھی اللہ کا لفظ زبان سے نکلا تو وہ زبان کا ذکر ہوا۔ دل سے ایک مرتبہ اللہ کو یاد کیا تو تین کروڑ پچاس لاکھ مرتبہ ذکر زبان کے برابر ہوگا۔ یہ دل کا ذکر ہے سارے جسم کی رگیں تین کروڑ پچاس لاکھ ہیں۔ دل سے یہ سب ساری رگیں لگی ہوئی ہیں۔ ایک دفعہ دل سے اللہ کا نام لیا تو ساری رگیں بھی اللہ تعالیٰ کا نام لیتی ہیں۔

﴿6﴾ جتنے ذکر ہیں سب سے اللہ کا ذکر بڑھ کر ہے۔

﴿7﴾ ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا'' ذکر کثرت سے کرو، کثرت کی کوئی حد نہیں اتنا ذکر کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔

﴿8﴾ اللہ کا ذکر کرنے والوں کی خلقت میں یہ حال ہے کہ کپڑا پہننے کو نہیں۔ جسم کو مٹی لگی ہوئی ہے۔ لوگوں کے دروازہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے پاس ان کا یہ حال ہے کہ ان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ کرتا ہے۔

خاکساراں جہاں را بحقارت منگر

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

﴿9﴾ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا جس زمین پر بیٹھ جائے یا جس زمین پر گزر جائے وہ زمین فخر کرتی ہے کہ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے۔ پس جس جگہ نیکوں کا گزر ہو جائے وہاں قیامت تک رحمت آتی ہے۔ ظالموں کے پاس بیٹھنے کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا

﴿10﴾ اس شخص کا دل جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا۔ اس کی مثال زندہ و مردہ کی ہے۔ حضرت ثابت بن نعمان علیہ الرحمۃ نے اپنے زیارت کرنے والے۔ سے فرمایا کہ جس وقت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہوں، اس وقت سارے جہان میں یہ مشہور ہوتا ہے کہ میں مر گیا۔

﴿11﴾ جتنی عبادتیں اور جتنے نیک کام ہیں ان سب میں بزرگ عبادت رب کی یاد ہے۔ شہادت سے بھی بڑھ کر رب کی یاد ہے۔

﴿12﴾ اطمینان ظاہر اور چیز ہے اور اطمینان قلب اور چیز۔ سچے دل سے کلمہ شریف پڑھ لیا اس کو مومن کہیں گے۔ مگر دل کو آرام نصیب ہو گا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے، بیوی بچے، مال و دولت، گھوڑا، ساز و سامان، گھر کسی میں اطمینان نہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" رب نے جتنی نعمتیں بخشی ہیں اپنے بندوں کو، ان ساری نعمتوں میں اطمینان قلب سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔

﴿13﴾ دریا میں کشتی پانی کے اوپر رہتی ہے جتنا پانی زیادہ ہو گا اتنا ہی کشتی کو آرام ملے گا اگر وہی پانی کشتی میں آ گیا۔ تو کشتی ڈوب جائے گی۔ دل کشتی ہے، دنیا کے رنج و غم پانی، سب کی کشتی ڈوبی ہوئی ہے۔ مگر اللہ کے بندوں کی کشتی یعنی ذاکروں کی کشتی تیرتی ہوئی ہے، مولانا روم فرماتے ہیں۔ ع

آب در کشتی ہلاک کشتی ست

"لِکَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَافَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰکُمْ" یہ خدائے

تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اچھے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں۔ ع

نہ سودائے خود شان پر نہ پروائے کس

﴿14﴾ صوفیائے کرام نے جو مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ چوبیس ہزار سانس رات دن میں آتا ہے ہر سانس پر ذکر کیا جائے۔ جو دم غافل سو دم کافر۔ آنکھیں، کان، زبان، ہاتھ اپنے اپنے فرائض کیلئے، دل اپنے ذکر کے لئے اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔ پس جو کام دل کا ہے وہی اس سے لینا چاہئے۔ اس پر کوئی خطرہ یا غم گزرنے نہ پائے۔

﴿15﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہے۔ اس کے ساتھ ہم شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف ''ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قوین''

چوں دلت بے یاد الہت بود

دیو ملعون یارو ہم راہت بود

﴿16﴾ ''لِكُلِّ شَیْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُاللّٰهِ'' دل کی صیقل کرنے کیلئے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے کوئی آلہ رب نے پیدا نہیں کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

﴿متفرق ارشادات﴾

﴿1﴾ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو حضور ﷺ نے کیوں ہجرت فرمائی۔ وجہ یہ ہے کہ اگر آپ مکہ شریف میں ہی تشریف رکھتے تو اسی جگہ آپ کا مزار شریف بنایا جاتا۔ تو سارے اقوام کا اعتراض ہوتا کہ مسلمان اپنے پیغمبر کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اس لئے حضرت ﷺ کو مدینہ جانے کا حکم ہوا تا کہ کوئی اعتراض کسی قوم کا عائد نہ ہو۔

﴿2﴾ ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ'' آپ ﷺ کی ذات کو ہم نے رحمۃ للعالمین بنایا ہے اس لئے آپ کی وجہ سے کافروں کو بھی عذاب نہیں دیا جاتا۔ دنیا میں وہ بچے ہوئے ہیں آپ ﷺ کی ذات وجہ سے۔ بعض لوگوں نے اس آیت شریف کے یہ معنی کئے ہیں کہ جن میں آپ تشریف رکھتے ہیں ان کو عذاب نہیں دیا جاتا۔ یہ غلط معنی ہیں۔

﴿3﴾ جن کے دل میں نورِ ایمان ہے ان کی پیشانیوں سے وہ نور ظاہر ہوتا ہے جن کے دل سیاہ ہیں ان کی پیشانیوں سے وہی ظاہر ہوگا۔

﴿4﴾ وضو کا پانی جس جگہ لگے گا وہ دوزخ میں نہ جلے گی۔

﴿5﴾ قبلہ شریف کی تعظیم کیلئے نزدیک و دور والوں کیلئے یکساں حکم ہے۔

﴿6﴾ مسئلہ سناتے ہیں تو کہتے ہیں کہ نا اتفاقی پھیلاتے ہیں حالانکہ ہم تو سب کو ایک کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تم کو ایمان بچانا ہو تو وہی پرانا دین قائم رکھو۔ جو اپنے باپ دادا کا دین ہے۔ آج کل ایمان۔ کے ڈاکو بہت پیدا ہو گئے ہیں ان سے بچو ان کی صحبت میں مت جاؤ۔

طوبیٰ کی چھاؤں تجھ کو مبارک ہو زاہد
ہم کو تو اپنے سایہ دیوار سے غرض

﴿7﴾ ایک بزرگ تھے ان کے پاس پانچ سو روپیہ تھے ایک دن ایک مولوی سے فرمایا

کہ طاق میں ایک تھیلی ہے اس کو لاؤ، جب تھیلی لائی گئی تو فرمایا کہ پانچ رکھ لو۔ باقی مدرسہ میں لے جا کر دے دو۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ آپ کو پیسہ سے بڑی محبت تھی۔ یہ کیا معاملہ ہے فرمایا کہ میں کل فلاں وقت مرنے والا ہوں اس لئے چاہتا ہوں کہ محبت والی چیز کو اپنے ساتھ ہی لے جاؤں، یہاں نہ چھوڑوں، جب میں مر جاؤں تو ان پانچ روپیہ سے میری تجہیز و تکفین کرنا۔ مولوی صاحب 495 روپیہ مدرسہ میں دے آئے اور دوسرے دن جب وقت مقررہ پر بزرگ کے پاس گئے تو معلوم ہوا کہ وہ مردہ ہیں۔ حسب وصیت ان پانچ روپوں میں سے کفن دفن کا انتظام کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو روپیہ زندگی میں دیا گیا وہ آخرت کا توشہ ہوتا ہے۔ اور وہ ساتھ آتا ہے۔ جو روپیہ چھوڑ دیا اس کا ثواب نہیں ملتا۔ ہر چیز خرچ سے کم ہوتی ہے۔ مگر خدا کی راہ میں دینے اور خرچ کرنے سے وہ بڑھتی ہے۔ اس طرح خرچ کرنے سے اس کا ثواب دوگنا سے سات سوگنا تک ملتا ہے۔

﴿8﴾ ایک عیسائی پادری نے حضرت ﷺ کا نام ادب سے نہیں لیا۔ ایک بھنگی تھا، اس نے اس کو کہا ادب سے نام لے۔ اس پادری نے نہ مانا۔ بھنگی نے پادری کو لاٹھی سے مارا، وہ مر گیا، مقدمہ رجوع عدالت کیا گیا۔ جج نے تصفیہ کیا کہ پادری نے اشتعال دلایا، بھنگی کا قصور نہیں وہ بری کر دیا گیا۔ وہ بھنگی ہی ایماندار تھا، باقی سب بے ایمان، گو بھنگی میں عمل نہ تھا۔ لیکن اس میں حضور ﷺ کی محبت تھی۔

﴿9﴾ ایک تین برس کا بچہ اگر اس کو ماں کی گالی دی جائے تو وہ غصہ میں آتا ہے اور گالی دینے والے سے لڑنے لگتا ہے۔ بلکہ اس کو مارتا ہے اس زمانہ کے مسلمان ہیں کہ ان میں اس تین برس کے بچہ کی اتنی سمجھ بھی نہیں ہے۔ ہر روز حضور ﷺ کی شان میں گستاخیاں ہوتی ہیں۔ جو ہمارے ماں باپ سے ہزار درجہ افضل ہیں۔ مگر ہم کو کبھی اس کا خیال تک نہیں آتا۔

﴿10﴾ درویشوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہئے۔

﴿11﴾ حکم ہے کہ قرآن شریف نیچے اور اس کے اوپر تفسیر رکھنی جائز نہیں۔

﴿12﴾ آدمی کو چاہئے کہ خود علم دین حاصل کرے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو علم دین حاصل کرنے والوں کی مدد کرے۔

﴿13﴾ ''کُلُّ جَدِیْدٍ لَذِیْذٌ'' دنیا کی ہر نئی چیز کو پسند کر سکتے ہو۔ لیکن دین وہی پرانا قدیم ہی اختیار کرو۔ جس کو تمہارے باپ دادا نے اختیار کیا تھا۔

﴿14﴾ جھوٹے نبی کی شناخت:

﴿۱﴾ کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوا، مفرد ہی رہا، مثلاً نوح، عیسیٰ، موسیٰ علیہ السلام جس کا نام مرکب وہ جھوٹا نبی ہے۔

﴿۲﴾ کسی نبی کا دنیا میں کوئی استاد نہ تھا۔ اگر کوئی دنیا کے استاد سے سبق سیکھ کر پیغمبری کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا نبی ہے۔

﴿۳﴾ جس پیغمبر پر وحی نازل ہوئی اس نے وحی نازل ہوتے ہی نبوت کا اعلان کر دیا، جو شخص سیڑھی در سیڑھی مدارج طے کر کے آخر میں نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

﴿۴﴾ کسی پیغمبر نے عمر بھر جھوٹ نہیں کہا۔ جو شخص ایک دفعہ بھی جھوٹ بولے وہ جھوٹا نبی ہے۔

﴿15﴾ معراج شریف کی صبح کو ابو جہل نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے طعن کے طور پر کہا تھا اور واقعہ معراج کی تکذیب کی تھی لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تصدیق فرمائی۔ اس لئے صدیق کہلائے۔ پس جو شخص معراج شریف کی تصدیق کرے وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں میں سے ہے اور جو تکذیب کرے وہ ابو جہل کے۔

﴿16﴾ آج پیران عظام پر حملے ہوا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان نیک بندوں کے طفیل میں دوسروں کو رزق ملتا ہے۔ اس لئے پیران عظام پر حملہ سے بچنا چاہئے۔

﴿17﴾ دعا کے دو پر ہیں۔ ﴿﴾ اکل حلال ﴿﴾ صدق مقال۔ جو حلال سے کما کے

کھائے اور سچ بولے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔

﴿18﴾ یاد رکھنے کا مسئلہ، ہل چلانا روزہ، نماز، حج ہے۔ بیج ڈالنا زکوٰۃ ہے۔

﴿19﴾ سود حرام قطعی ہے اس میں بنکوں کا سود بھی شامل ہے۔ جو شخص سود لیتا ہے اس کی نسبت حکم ہوا ہے کہ اس نے ستر مرتبہ ماں کے ساتھ زنا کیا۔ سود لینے والا خدا سے جھگڑتا ہے جھگڑا کر کے کوئی کیا نتیجہ حاصل کرے گا۔ سود لینے والا خدا کے سامنے ایسا کھڑا رہے گا جیسے کہ آسیب زدہ یعنی لڑکھڑاتا ہوا کبھی اس کو اطمینان حاصل نہ رہے گا۔

﴿20﴾ ایک عورت چار مردوں کو دوزخ میں لے جائے گی۔ باپ، بڑا بھائی، شوہر اور بڑا بیٹا۔ کہ انہوں نے اس کو مسائل شرعی نہیں سکھائے۔

﴿21﴾ حدیث شریف کوڑھی سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے۔ بدعقیدہ لوگوں سے جسمانی روحانی دونوں طرح کا نقصان ہے۔ لہٰذا ان کی صحبت سے بچنا چاہئے۔ ورنہ ایمان سلامت رہنا مشکل ہے۔

﴿22﴾ اللہ تعالیٰ کی ذات تصور میں نہیں آسکتی اگر کوئی تصور میں لائے تو کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اس کی ذات پاک تصور وغیرہ سے پاک اور بالکل بری ہے۔

﴿23﴾ قبروں کا بنانا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ثابت ہے۔ جتنے پیغمبر گزرے ہیں سب کی قبریں بنتی رہتی ہیں۔

﴿24﴾ دنیا میں پیغمبر 124000 اور رسول 313، الوالعزم 6 اور مصطفےٰ ﷺ 1 آئے

﴿25﴾ مدینہ شریف میں حاضری کے زمانہ میں آداب کا لحاظ ضرور رکھنا چاہئے۔ کم از کم صورت مسلمان کی بنانی چاہئے، کرزن فیشن فرنچ کٹ وغیرہ سے پرہیز ضروری ہے۔

﴿26﴾ راہ خدا میں جو کچھ دینا ہو وہ اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دینا چاہئے۔ مرنے کے بعد ہمارے نام پر نہ بیوی دے گی نہ بچے بلکہ ہماری قبر پر فاتحہ پڑھنے کیلئے آنا تک مشکل ہوگا۔

﴿27﴾ جو شخص تم سے مانگتا ہے وہ دراصل تم پر احسان کرتا ہے۔ اس وجہ سے کہ ایک پیسہ

تم سے مانگتا ہے اور خدائے تعالیٰ اس کا اجر تم کو سات سو تک دیتا ہے۔

28 نماز میں جس طرح رسول پاک ﷺ پر درود شریف پڑھنا ضروری ہے اسی طرح آپ ﷺ کی آل پر بھی درود پڑھنا ضروری ہے ورنہ نماز کامل نہیں ہو سکتی۔

29 سید کو زکوٰۃ لینا درست نہیں ہے اس لئے کہ وہ مال اسی کا صدقہ ہے۔

30 بیش از قسمت پیش از وقت کچھ نہیں ملتا۔

31 دل خدائے تعالیٰ نے اپنے ذکر کیلئے پیدا کیا ہے پریشانیوں کیلئے نہیں پیدا کیا۔

32 پہلی امتوں میں جو لوگ گناہ کرتے تو ان کے چہرہ مسخ ہوتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک میرے نام لیوا جو ہیں ان کے چہرے نہ بدلیں گے۔

33 قیامت اس وقت آئے گی جب کہ اللہ کا کوئی بندہ اللہ کا نام لینے والا نہ رہے گا۔

34 بزرگانِ دین کا ادب کرو اگر وہ ناراض ہو جائیں تو پھر کہیں بھلائی کی امید نہیں۔ ایک کا مردود سب کا مردود۔ ایک مرغی کسی انڈے کو گندا کر دے تو ہزار قابل مرغیوں کے نیچے اس انڈے کو رکھا جائے کبھی اس میں بچہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

35 جو شخص بندہ کا شکریہ ادا نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔

36 خدا کا کلام خدا ہی کیلئے پڑھو۔ دنیا کیلئے پڑھنا ایسا ہے گویا لعل دے کر کوڑیاں لینا یہ اور بات ہے کہ اللہ کیلئے پڑھنے کے بعد اس کے طفیل میں اللہ تعالیٰ خود دنیا کا فائدہ بھی دے دے۔

37 جس میں غیرت نہیں اس میں ایمان نہیں۔

38 دعوت کا قبول کرنا سنت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تین میل فاصلے پر بھی کوئی دعوت دے اور پکا ہوا دنی کھانا ہو تب بھی اس کی دعوت میں جانا چاہئے۔

39 خدائے تعالیٰ نے دو چیزیں اپنے بندوں کیلئے بنائی ہیں

(۱) جہنم (۲) جنت

جو حضرت ﷺ کے دشمن ہیں ان کیلئے جہنم ہے۔ اور جو آپ ﷺ کی محبت والے ہیں ان کیلئے جنت ہے۔ جو لوگ یہ فکر کرتے ہیں کہ ہم مرنے کے بعد جہنم میں جائیں گے یا جنت میں ان کو سوچ لینا چاہئے کہ وہ حضرت ﷺ کے دشمن ہیں یا ان کے ساتھ محبت کرنے والے۔

﴿40﴾ ایک بزرگ فرماتے تھے کہ جس دن میرے پاس لینے کیلئے زیادہ آدمی آتے ہیں۔ اس دن میں بڑا خوش ہوتا ہوں اور جس دن کوئی نہیں آتا مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ جو کوئی مجھ سے لینے کیلئے آتا ہے وہ دراصل لینے کیلئے نہیں آتا بلکہ دینے کیلئے آتا ہے۔ مجھ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے میرے دروازہ پر اس کو بھیجا مجھ کو اگر اس کے دروازے پر بھیجتا تو میں کیا کر سکتا۔ مالک دونوں کا ایک ہے۔

﴿41﴾ ''وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ'' (پ۶، سورۃ مائدہ ربع سوم کا آخر) جو ان کے (کافروں) کے ساتھ ہوا وہ ان میں سے ہوا۔

﴿42﴾ قرآن پاک کے سورۃ الحمد شریف کی آیت ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ'' سے تقلید کا ثبوت اور اس کی ضرورت ثابت ہے۔

﴿43﴾ ''وَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا'' ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تھے یہ حکم کہ صرف ایک پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کی تابعداری کرو۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ ایک امام کی تقلید فرض ہے۔

﴿44﴾ جتنی مخلوقات ہوگی سب کی قبروں میں اندھیرا ہوگا مگر تہجد پڑھنے والے کی قبر میں اندھیرا نہ ہوگا اس میں روشنی ہوگی۔

﴿45﴾ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح ایک مسافر رہتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ دنیا پل ہے اس کے آگے پیچھے لمبا سفر ہے۔

﴿46﴾ حضرت ابراہیم زمانہ بادشاہی میں شکار کو گئے۔ تھک کر ایک درخت کے نیچے

کھڑے ہو گئے۔ وہاں ایک کنواں بھی تھا۔ ایک سوار مسافر آ گیا۔ وہ بھی درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ مسافر نے ایک ٹکڑا نکالا منہ میں ڈالا۔ ابھی وہ حلق میں گیا بھی نہیں۔ مسافر نے کہا مولیٰ تیری کن کن نعمتوں کا شکرادا کروں۔ روٹی کا، ٹھنڈے پانی کا، درخت کے سایہ کا، حضرت صاحب مدہوش ہو گئے کہ میں اتنی نعمتوں سے متمتع ہوں مگر کبھی شکریہ ادا نہیں کیا۔

﴿47﴾ انسان دو صفات کا مجموعہ ہے۔

﴿۱﴾ اچھی صفات یعنی ملکوتی۔ ان کی ترقی سے انسان فرشتوں سے بڑھ سکتا ہے۔

﴿۲﴾ بری صفات یعنی شیطان۔ ان کی ترقی سے انسان شیطان سے بڑھ جاتا ہے۔

﴿48﴾ موت اور نیند دو چیزیں ہیں روح واپس نہ آئے تو موت، روح واپس آئے تو نیند

﴿49﴾ دنیا کا مال و دولت خدا کی راہ میں روک نہیں ہے مگر جب کہ دل میں اس کی جگہ ہو

﴿50﴾

نعم الامیر علی باب الفقیر
بئس الفقیر علی باب الامیر

﴿51﴾

گر بعد فقر سب دنیا پر ہوا فقیر
کمبخت پاک ہو کے پلیدوں میں جا ملا

﴿52﴾ انسان بدعمل ہو تو ہو لیکن خدا کرے بدعقیدہ نہ ہو۔

﴿53﴾ بدعقیدہ لوگوں کی صحبت میں مت رہو بلکہ ان کے بیٹھنے کی جگہ پر بھی مت بیٹھو۔

﴿54﴾ جب مومن کامل پل صراط پر سے گزرے گا تو دوزخ کی آگ کہے گی "جُزْ یَا مُؤْمِنُ" اے مومن جلدی سے گزر جا کہ تیرے نور کی وجہ سے میری آگ ٹھنڈی ہوئی جاتی ہے۔

﴿55﴾ سر خاک پر رکھ کر انسان پاک ہو جاتا ہے۔

کیا حق ہے زمین پہ پاؤں رکھنے کا ہمیں
رکھا نہیں جب سجدہ میں سر اک دن بھی

56 شتر بے مہار منزل مقصود کو نہیں پہنچتا جدھر جائے گا، ڈنڈے کھائے گا۔ قطار کا اونٹ خواہ کتنا ہی دبلا اور بیمار کیوں نہ ہو ضرور منزل پر پہنچے گا۔

57 جسم برتنے کیلئے دیا گیا ہے نہ کہ پالنے اور موٹا کرنے کیلئے۔

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

58 حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ پر سلام بھیجے گا، میں اس کے سلام کا جواب دوں گا۔

59 اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا مخلوق کے سامنے یہ حال ہے کہ کپڑے پہننے کو نہیں، جسم کو مٹی لگی ہوئی ہے۔ دروازوں سے ان کو نکال دیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے دربار میں ان کا یہ حال ہے کہ ان کی زبان سے جو نکل جاتا ہے اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے۔ (حدیث صحیح کی یہی تفسیر ہے)

60 جو سید ہے وہ خدا کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا اور جو ڈرتا ہے وہ سید نہیں ہوتا۔

61 حد سے گزرے تو ولی، بے حد سے گزرے تو پیر اور حد، بے حد دونوں سے گزرے تو فقیر۔

62 ایمان محبت رسول ﷺ کو کہتے ہیں۔ رسول پاک ﷺ سے جس قدر محبت ہو گی اس قدر ایمان سالم و کامل ہو گا۔ جس قدر محبت میں کمی ہو گی اس قدر ایمان میں نقص ہو گا۔

63 پیر کیلئے رہبر کیلئے بلکہ ہر انسان کے لئے علم کا بقدر ضرورت سیکھنا فرض ہے۔

64 جان جائے تو جائے پر نماز نہ جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سعید دی ہیر

منقبت بحضور قبلہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ

سبحان اللہ سبحان اللہ کیا شان ہے ایس دربار دانی
سبھے ذکر والے سبھے فکر والے ایتھے کم اے ذکر اذکار دا نی
کوئی دکن بمبئی میسور والا، کوئی چوہدری دلے دی بار دا نی
کجھ حال دسو کجھ احوال دسو کیا نام ہے ایس دلدار دا نی
جیندا چند چہرہ لیا کھو میرا دل قیمتی لکھ ہزار دا نی
اہدے مست نینا کیتی مست خلقت نیویں نظراں دے نال ایہہ ماردانی
مکھ ویکھیاں ایسدے بھکھ لتھے ایہ صاحب شیریں گفتار دا نی
حاجی حج وال سید لج والا عاشق دلوں احمد مختار دا نی
ایہو پیر میرا دستگیر میرا جماعت علی ہے نام سرکار دا نی
اہدا باغ ہریا رہے نت بھریا جیویں کھلدا فصل بہار دا نی
پور علی دا ایہہ علی پورا دا ایہہ دل کھلا ہے سخی سرکار دا نی
اہدے گھر آیاں غم دور ہوندے ایتھے کم نہ فکر افکار دا نی
ذکر، فکر، مراقبہ کم اہدا مونہوں رب ہی رب پکار دا نی
سبھے گلاں چنگیاں اہدیاں نی اے پر مویاں نوں کیوں ایہہ ماردانی
کدی ہس کے پاس بلالیندا مندے کماں توں کدے درکار دانی
کدی ہو کے بے پروا ڈاہڈا بکل لونگی دی سر لے مار دا نی
بھاویں نہ بولے اکھیں نہ کھولے نہیں اسان نوں دلوں وسار دانی
ایہو پیر میرا دستگیر میرا میرے وگڑے کم سنوار دا نی

لکھا کوہاں تو بیٹھ کے خبر لیندا جوڑ ہووے جے دلدی تار دا نی
اوکھی نبی تے پیر ایہہ پہنچ پیندا پر دلوں جے کوئی پکار دا نی
اے مست دیوانڑا پھرے پچھے بھکھا کوئی ہے فقط دیدار دا نی
کدی ہو خوشحال انعام دیندا کدی مکیاں نال اے مار دا نی
ایدی مکیاں کھا کے مکت ہوندی سبھے روح قلبوت سنوار دانی
بے پرواہ ڈاہڈا ایہ پیر ساڈا سچ آکھئے تو مول نہ ہار دا نی
کجھ لٹ لو نجرا ایس کولوں ایہہ جیونا دن دو چار دا نی
نیویں نظر تے کر کے چپ بیٹھا بندہ کھڑا دیدار دا نی
اکھو ایس نوں دے دیدار مینوں حال بھیڑا اے ایس بیمار دا نی
اک جان اکلڑی دکھ لکھاں کیہا جیونا ایہہ آزار دا نی
ویلا آخری عمل نہ ہتھ کوئی اتے فکر ہے روز شمسار دا نی
بحر غم دیو چہ جان پھاتھی کیویں ڈبیاں بیڑیاں تار دا نی
غم پھوک کے دل توں کڈھ سارے کیہا جیونا دل بیمار دا نی
تین پر جاں گھولی رہیاں اڈ جھولی لیسا نقد نہ وقت او ہار دا نی
پائیں خیر سایاں تیری در آیا منگتا مدہ تو ایس در بار دا نی
اللہ ہو وی کوک سنا دے دے دلوں نکلے زور بخار دا نی
سیو کرو دعا ایہہ رب اگے رہے سایہ ایس سرکار دا نی
ایہہ نقشبندی دیوے کھول بندی دلوں چاوے بوجھ ہنکار دا نی
ویلا جانے دوا جدوں ہونیڑی جاواں پیر ہی پیر پکار دا نی
ویلے حشر دے پیر نو آکھ چھڈو رکھے پاس کجھ قول قرار دا نی

میں تاں آپ مندی میرے کم مندی، پردہ کج لیوے او گنہار دانی
بھانویں ہے مندا ایہہ سید بندا ایہہ پر گولڑا ٹڈ توں ایس سرکار دانی

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿شجرہ طیبہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ جماعتیہ﴾

اول حمد ہزار خدا تائیں لائق اوسدی کرن ثنا مینوں
پھر کہاں درود رسول تائیں ہووے جس تھیں لکھ شفا مینوں
ایسے کم جو گا روز حشر توڑی رکھے آپ میرا بادشاہ مینوں
جگر جان، وجود دے وچ میری بھلے پلک نہ نام خدا مینوں
نبی پاک دے نال طفیل ربا دسیں شرع محمدی راہ مینوں
سدا راہ رسول دے لا سدے دیوے نفس نہ مول بھلا مینوں
ابوبکر صدیق دا واسطہ ای کریں صدق یقین عطا مینوں
غمخوار رسول دے یار پیارے یار غار والا دیویں چا مینوں
کامل ولی سلیمان دا واسطہ ای دنیا وچ نہ رنج دکھا مینوں
کل بھل قصوز معاف کر کے آگے صاف سدے راہ پا مینوں
بدلے پیر فقیر امام قاسم سدا سکھ دے نال رکھا مینوں
رکھیں امن امان ایمان میرا دیوے داغ شیطان نہ لا مینوں
جعفر صادق امام دا واسطہ ای جان کندنوں لیں بچا مینوں
جدوں آخری وقت نزدیک آوے کلمہ نبی دا دئیں پڑھا مینوں
بایزید بسطامی دا واسطہ ای دیویں دکھ نا ہیں اگے جا مینوں

اوتھے کریں نہ کوئی عذاب سائیاں کلا قبر دے وچ بہا مینوں

ابوالحسن دے واسطے رکھ لویں تیرے باجھ نہ ہور پناہ مینوں

منکر نکیر جاں کرن سوال آ کے دیویں نیک جواب سوجھا مینوں

طفیل بوعلی فارمدی امن دیویں گزراں نال نہ دین سزا مینوں

بوا باغ رضواندا کھول دیویں آوے اس تھیں سرد ہوا مینوں

خواجہ یوسف ہمدانی دا واسطہای چھیڑے کوئی ناہیں اوتھے آ مینوں

قیامت تک مراقبہ وچ اوتھے دیویں نال آرام بہا مینوں

پیر عبدالخالق دا واسطہ ای دیوں کوئی نہ مول سزا مینوں

جدوں حشر دا تیار میدان ہووے دیویں نال پیار جگا مینوں

تے طفیل خواجہ محمد عارف اوتھے دئیں آرام دی جا مینوں

میں تے بہت گناہ دا لدیا ہاں بخش دیونے کل خطا مینوں

خواجہ پیر محمود دا واسطہ ای کوئی ہور ہیں آسر مینوں

بڑا اوس عذاب تھیں خوف آوے تپش تیز نہ دے جلا مینوں

عزیزاں علی دے واسطے پھر سائیاں سایہ عرشدے ہیٹھ بٹھا مینوں

جدوں زمین تانبے دے وانگ تپے اس دکھ تھیں دئیں پناہ مینوں

بابا پیر سماسی دا واسطہ ای نبی پاک دے پاس پچا مینوں

جھنڈے ہیٹھ رسول دے جگہ دیوں اہناں مخلصاں وچ رولا مینوں

سید میر کلال دا واسطہ ای دیویں جنتی ساتھ بنا مینوں

جدوں ملن گے پھر اعمال نامے سجے ہتھ اوہ دئیں پھڑا مینوں

جدوں وچہ میدان دے عمل تلن دیویں اوس مکان بھلا مینوں

میں تے کوئی ناہیں کم نیک کیتا اوتھے ٹھیرنا ناہیں حیا مینوں

زار وزار روان آہیں مار کے میں ناہیں تکڑی کول بلا مینوں
پلا بھار گناہ دے نال بھارا خوار کرن گے بہت گواہ مینوں
نقشبند خواجہ میرا پیر کامل پلا اوسدا دئیں پھڑا مینوں
بجلی وانگ چمکار پلکار اندر پلصراط تھیں پار لنگھا مینوں
علاؤ الدین عطار دا واسطہ ای وا دوزخاں دی ناہیں لا مینوں
نبی پاک تیرا جیہڑے باغ ہوسی اوس باغ دی وچ پچا مینوں
کامل ولی یعقوب دا واسطہ ای پھیر کریں نہ مول جدا مینوں
شراب طہور تے آب کوثر ہور نعمتاں سب کھلا مینوں
ہور نعمتاں دی کوئی لوڑ ناہیں اوتھے اپنا آپ وکھا مینوں
ربا واسطے پیر عبیداللہ کریں خاص دیدار عطا مینوں
پیر زاہد محمد دا واسطہ ای دیویں پاک رسول دا چا مینوں
ہور کجھ توں دیہہ نہ دیہہ بھانویں دیہہ عشق رسول دا لا مینوں
صدقہ پیر درویش محمد سائیاں اوہو سوہنا دیس وکھا مینوں
محمد مقتدا دے واسطے رحم کریں ہر مرض تھیں دیہہ شفا مینوں
طمع فکر افلاس فضول حرصوں رنج غم تھیں دیہہ چھڑا مینوں
باقی یااللہ فقیر دا واسطہ ای جھوٹھ چوریوں لیئں بچا مینوں
چغلی بخل فساد تے بغض کینہ لاویں ہور نہ کوئی بلا مینوں
صدقہ شیخ احمد ولی پیر سائیاں نت رزق حلال پچا مینوں
رکھیں دور حرام پلید کولوں ہر قسم تھیں قسم کرا مینوں
تینوں واسطہ ای محمد معصوم دا ای حق الناس تھیں لیئں بچا مینوں
دیویں موت اسلام دے وچ مینوں نالے صالحاں نال اٹھا مینوں

محمد حجۃ اللہ دا واسطہ ای دیویں بخش تمام گناہ مینوں

کل عیب قصور نوں دور کر کے فضل کرم تھیں کریں صفا مینوں

صدقہ پیر محمد زبیر سائیاں سدا سچ دا راہ دکھا مینوں

سدا اپنی وچہ پناہ رکھیں ناہیں دے شیطان بھلا مینوں

قطب دین فقیر دا واسطہ ای کریں اپنا عشق عطا مینوں

پیر عشق رسول کریم والا نال کرم تے رحم دے لا مینوں

مست ولی کمال جمال اللہ عشق شیخ دے، وچ رلا مینوں

ہادی ولی کمال دا خیال ہووے دے پاک جمال دکھا مینوں

کریں نال طفیل محمد عیسیٰ عشق پیر دے وچ فنا مینوں

کامل پیر دی پاک تصویر سوہنی اک پل نہ دلوں بھلا مینوں

مدد پیر فیض اللہ دی رب سائیاں کر کے رحم بہشت پچا مینوں

یاراں دوستاں اتے مقرباں بھی وچ خاص فردوس ملا مینوں

نالے ساریاں دوستاں بخش دیویں صدقہ نور محمد شاہ مینوں

میرے پیر کمال نوں بخش دیویں نقشبندیاں نقش وکھا مینوں

صدقہ پیر فقیر محمدی دے سدے پیر دے راہ چلا مینوں

مسلمان سارے نالے پیر بھائی بخش جنتاں وچ ملا مینوں

صدقہ پیر جماعت علی شاہ صاحب فیض فقرانت دوا مینوں

رحیم بخش دے بخش قصور سارے پھیر وچ بہشت پچا مینوں

☆☆☆☆☆☆☆☆

سلام

شان شاہ جماعت پہ لاکھوں سلام
شاہکار ولایت پہ لاکھوں سلام

جس نے دیکھا تمہیں دیکھتا رہ گیا
ایسی شکل و شباہت پہ لاکھوں سلام

جس کے رخ پر شریعت کے انوار ہیں
اس کی نورانی صورت پہ لاکھوں سلام

ہے متاع محبت کا جس سے بھرم
اس سراپا محبت پہ لاکھوں سلام

جس کے چرچے عرب اور عجم میں ہوئے
اس کی شان اور شوکت پہ لاکھوں سلام

جس کے صدقے ملیں بے بہا نعمتیں
حق تعالیٰ کی نعمت پہ لاکھوں سلام

جو ہے آئینہ سیرت مصطفےٰ
ایسے کامل کی سیرت پہ لاکھوں سلام

جس کی نسبت نے ہم کو تشخص دیا
اس کی پاکیزہ نسبت پہ لاکھوں سلام

اہل الفت کے حاجت روا پر درود
اہل نسب کی نسبت پہ لاکھوں سلام

تذکرہ جس کے رخ کا ہے کیف آفریں

اس کے حسن عقیدت پہ لاکھوں سلام

سر سے پا تک کرم کی جو تصویر ہے

ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

وہ محدث اعظم فقیہہ زماں

اِس کی فہم و فراست پہ لاکھوں سلام

آشکارا ہے جو آئینے کی طرح

ایسی روشن حقیقت پہ لاکھوں سلام

جس کے سینے میں جلوے ہیں قرآن کے

اس کے سینے کی وسعت پہ لاکھوں سلام

جو مرادوں کے گوہر لٹاتا رہا

اسی سخی کی سخاوت پہ لاکھوں سلام

رہبر سالکاں دستگیر جہاں

ترجمان حقیقت پہ لاکھوں سلام

اک کرامت ہے جس کی حیات مبین

اس سراپا کرامت پہ لاکھوں سلام

گلشن مصطفےٰ کے مہکتے ہوئے

سارے پھولوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام

جس نے دیکھا ہے خالدؔ یہ کہتا گیا

جلوہ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆☆☆☆

منقبت بحضور قبلہ امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ

اگر دل ہے بے کل علی پور کو چل
اٹھا اپنا کمبل علی پور کو چل

نہ کر دیر اک پل علی پور کو چل
پڑے گی وہی کل علی پور کو چل

علی پور کی راتیں علی پور کی باتیں
وہ رحمت کے بادل علی پور کو چل

جو وہاں پر نہ گزرے وہ کیا زندگی ہے
نہ کر آج اور کل علی پور کو چل

مدینہ علی پور علی پور مدینہ
سفر ہو مسلسل علی پور کو چل

تجلی جہاں گنبد سبز کی ہے
وہی ہے وہ مشعل علی پور کو چل

وہی سب سے برتر وہی سب سے اعلیٰ
وہ ہیں شاہ افضل علی پور کو چل

وہی غوثِ دوراں وہی قطب عالم
وہی سب سے اکمل علی پور کو چل

وہاں سے پھرا ہاتھ خالی نہ کوئی
تو لے اپنا چنبل علی پور کو چل

وہیں سے خیریت ہے وہیں سے عافیت ہے
ہے دنیا میں ہل چل علی پور کو چل

وہ فرزند ہیں شفیع المذنبین کے
وہ عصیاں سے بوجھل علی پور کو چل

ہے خالد کو جلدی بھی اور وقت بھی کم
نہ کر بات اور گل علی پور کو چل

مسجدِ نور (علی پور سیداں شریف) میں مچھلی کے کانٹے کا شہتیر